یعنی

فارسی، عربی، ترکی، سنسکرت، ہندی اور اُردو
لغات کی تحقیق و تشریح، میرزا غالب
کے اپنے الفاظ میں
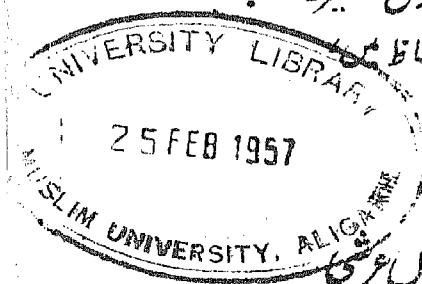
مرتبۂ

امتیاز علی خاں عرشی

ناظم کتاب خانۂ رامپور

باراول

۱۹۷۸ء

بحضورِ کسی کہ ذوقِ مرا
آفرین گفت و شادمانم کرد

مولف

مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ایرانی آج تک ہندیوں کی خدمت زبانِ فارسی کا بقدرِ بایست شکریہ ادا نہیں کرتے، حالانکہ مسعودِ سعد سلمانِ لاہوری، حضرت امیر خسرو ترک اللہ دہلوی، میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی، میرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی، مولانا عبدالجبار خاں آصفی رامپوری اور علامہ اقبال مرحوم وغیرہ کی شاعرانہ نکتہ سنجیوں سے قطعِ نظر کرلی جائے، تو بھی خالص لسانیاتی کام جس کیفیت و کمیت کا ہندوستانی علمانے انجام دیا ہے، ایران کے اہلِ زبان اُس کا عشر عشیر بھی نہ کرسکے۔

قواعدِ فارسی | فارسی زبان کی صرف و نحو، معانی و بیان و بدیع اور عروض و قوافی پر ہندوستان میں جو کتابیں تالیف ہوئیں، اُن میں سے چند کے نام یہ ہیں[1]:-

---

[1] یہ سب قلمی کتابیں کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں محفوظ ہیں۔

۱- بدایع البیان، ملک العلما قاضی شہاب الدین، دولت آبادی، متوفی ۸۴۸ھ = ۱۴۴۵ء -

۲- مجمع الصنائع، نظام الدین احمد صدیقی، صاحب کرامات الاولیا، مصنفہ ۱۰۶۰ھ = ۱۶۵۰ء

۳- رسالۂ قوانین، میر عبدالواسع ہانسوی، معاصر شہنشاہ عالمگیر-

۴- ضوابط عظیم، محمد عظیم قریشی اٹاوی، مصنفہ ۱۱۳۸ھ = ۱۷۲۵ء

۵- منار الضوابط، عبدالباسط بن محمد صالح امیٹھوی مصنفہ ۱۱۳۸ھ تقریباً = ۱۷۲۵ء

۶- موہبت عظمیٰ، و عطیۂ کبریٰ، علامہ سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی، متوفی ۱۱۶۹ھ = ۱۷۵۶ء-

۷- جواہر الحروف، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۲ھ تقریباً = ۱۷۳۹ء-

۸- حدایق البلاغۃ، میر شمس الدین فقیر دہلوی، مصنفہ ۱۱۶۸ھ = ۱۷۵۵ء-

۹- تکملۃ الفارسی، ملک العلمای فارسی قطب علی

عرف تحفن بریلوی، مصنفہ ۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۱ء۔
۱۰۔ مجمع البحرین، نظام شاہجہانپوری، مصنفہ ۱۱۸۸ھ = ۱۷۷۴ء۔
۱۱۔ بحر القوائد، روشن علی انصاری جونپوری، متوفی ۱۲۲۵ھ تقریباً = ۱۸۱۰ء۔
۱۲۔ شجرۃ الامانی، محمد حسن قتیل فرید آبادی، مصنفہ ۱۲۰۶ھ = ۱۷۹۱ء۔
۱۳۔ منتخب النحو، سید منیر حسین بلگرامی، مصنفہ ۱۲۱۴ھ = ۱۷۹۹ء
۱۴۔ مقدمۂ جواہر الکلام، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری متوفی ۱۲۳۹ھ = ۱۸۲۳ء
۱۵۔ آمدنامہ، خلیفہ غیاث الدین عزت رامپوری، متوفی ۱۲۶۸ھ = ۱۸۵۲ء۔
۱۶۔ گنجینۂ اکبر، مولوی محمد عثمان خاں بہادر قیس مدار المہام ریاست رامپور، مصنفہ ۱۲۶۶ھ = ۱۸۵۰ء۔
۱۷۔ نہج الادب، مصنفۂ مولوی نجم الغنی خاں مرحوم رامپوری، متوفی ۱۹۳۲ء۔

ہندوستانیوں کی سیکڑوں کتابوں میں سے یہ گنتی کے نام بھی اثبات مدعا کے لیے کافی ہیں، کیونکہ یہ کتابیں

ایرانیوں کے لیے بھی سنگِ میل کا کام دیتی رہی ہیں ،
بالخصوص آخری کتاب کی تصنیف پر، جو قواعدِ زبانِ فارسی
کی انسائیکلو پیڈیا ہے ، وزارتِ معارفِ ایران نے مولف
کو تمغا عطا کیا تھا۔

لغاتِ فارسی| لغاتِ فارسی کے متعلق بھی صورتِ حال یہی
ہے۔ اگر لغتِ فرس اسدی طوسی ، مجمع الفرس سروری
کاشانی ، اور ایسی ہی ایک دو اور کتابوں کو الگ کر کے
دیکھا جائے ، تو سارے عالم میں فارسی الفاظ کی تحقیق و
تشریح کا دار و مدار انھیں مولفات پر نظر آئے گا ، جو
یا تو ہندیوں نے لکھی ہیں ، یا ہندوستانی سلاطین و امرا
کی فرمایش پر لکھی گئی ہیں۔ ایرانیوں کے پاس لے دے کر
ایک فرہنگ انجمن آرای ناصری ہے ، جو یکسر انھیں
ہندیوں کی تصنیفات کی رہینِ منت ہے۔

ہندوستان میں فارسی لغات پر مبنی کتابیں
تصنیف ہوئی ہیں ، ان کا احصا طویل فرصت چاہتا ہے
یہاں صرف ان چند تالیفات کے نام لکھے جاتے ہیں ، جو
یا چھپ چکی ہیں ، یا کتاب خانۂ عالیۂ رامپور اور دوسرے

مشہور کتاب خانوں میں محفوظ ہیں -

۱- دستور الافاضل، حاجت خیرات دہلوی ـ مصنفہ ۷۴۳ھ = ۱۳۴۲ء -

۲- بحر الفضائل[2]، محمود بن قوام البلخی الکرئی، مصنفہ ۷۹۵ھ تقریبًا = ۱۳۹۳ء -

۳- اداۃ الفضلا[3]، قاضی بدر محمد دہلوی، مصنفہ بعد ۸۱۲ھ = ۱۴۰۹ء -

۴- مفتاح الفضلا[4]، محمد بن داود شادیابادی مصنفہ ۸۷۳ھ = ۱۴۶۸ء -

۵- شرف نامۂ منیری، ابراہیم قوام فاروقی، مصنفہ قبل ۸۷۹ھ = ۱۴۷۴ء

۱- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۱۷۳ -

۲- فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، نمبر ۱۲ ۲۵ و ۲۶ و ۲۹ و فہرست کتابخانۂ آصفیہ، و کتابخانۂ رامپور فن لغت فارسی نمبر ۶ -

۳- فہرست کتابخانۂ باڈلین، نمبر ۱۶ ۱۶ و برٹش میوزیم: ۴۲ ۹۱ ۳ -

۴- فہرست برٹش میوزیم، ضمیمہ: ۱۱۷ -

۶۔ مجمل العجم، عاصم شعیب عبدوسی، مصنفہ ۸۹۹ھ = ۱۴۹۴ء
۷۔ تحفۃ السعادہ، محمود بن شیخ ضیاء الدین محمد دہلوی، مصنفہ ۹۱۶ھ = ۱۵۱۰ء
۸۔ موید الفضلا، شیخ محمد خضری بن شیخ لاڈ دہلوی مصنفہ ۹۲۵ھ = ۱۵۱۹ء
۹۔ کشف اللغات[۲]، شیخ عبدالرحیم بن احمد سور بہاری شاگرد شیخ محمد بن لاڈ دہلوی، مصنفہ ۹۵۰ھ تقریباً = ۱۵۴۳ء
۱۰۔ فرہنگ شیر خانی، شیر خاں سور، مصنفہ ۹۵۵ھ = ۱۵۴۸ء۔
۱۱۔ حل لغات الشعر، عبداللطیف بن سید کمال الدین مشہور بہ یمین، مصنفہ ۹۹۱ھ = ۱۵۸۳ء
۱۲۔ انیس الشعرا، عبدالکریم کریمی بن قاضی راجن ہمیرپوری، مصنفہ ۹۹۸ھ = ۱۵۹۰ء۔
۱۳۔ مدار الافاضل، ملا الٰہ داد فیضی بن علی سر ہندی

۱۔ فہرست برٹش میوزیم: ۲/ ۴۹۳۔
۲۔ فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۴۶۵۔

سرہندی، مصنفہ ۱۰۰۱ھ = ۱۵۹۳ع

۱۴- فرہنگ جہانگیری، عضدالدولہ میر جمال الدین حسین انجوی شیرازی، مصنفہ ۱۰۱۷ھ = ۱۶۰۸ع

۱۵- دُرِّ دری[۱]، تصنیف علی یوسفی شروانی برای شاہزادہ خسرو بن جہانگیر شاہ بادشاہِ ہندوستان، مصنفہ ۱۰۱۸ھ = ۱۶۰۹ع-

۱۶- مجمع اللغاتِ خانی[۲]، نعمت اللہ حسینی شیرازی، مصنفہ ۱۰۵۳ھ = ۱۶۴۳ع-

۱۷- برہانِ قاطع، تصنیفِ محمد حسین ابرہان تبریزی، مصنفہ ۱۰۶۲ھ = ۱۶۵۱ع

۱۸- فرہنگِ رشیدی، ملا عبدالرشید حسنی ٹھٹھوی، مصنفہ ۱۰۷۷ھ = ۱۶۶۶ع

۱۹- فرہنگِ حسینی، حسین بن احمد، معاصرِ شہنشاہِ عالمگیر-

۱- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۶

۲- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۷-

۳۰- اشہر اللغات[1]، غلام اللہ بھیکن ہانسوی، مصنفہ ۱۱۸۲ھ = ۱۷۶۸ء-

۳۱- فرہنگِ جمیلی[2]، عبدالجلیل بن محمد جمیل بدخشی دہلوی مصنفہ ۱۱۳۴ھ = ۱۷۲۲ء

۳۲- سراج اللغۃ، سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی مصنفہ ۱۱۴۷ھ = ۱۷۳۴ء-

۳۳- چراغِ ہدایت، خانِ آرزو مذکور-

۳۴- مصطلحاتِ شعرا، سیالکوٹی مل وارستہ لاہوری مصنفہ ۱۱۵۰ھ = ۱۷۳۸ء

۳۵- بہارِ عجم، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۶ھ = ۱۷۴۳ء

۳۶- نوادرالمصادر[3]، بہار مذکور-

۳۷- مرآۃ الاصطلاح[4]، آنند رام مخلص مصنفہ ۱۱۵۸ھ = ۱۷۴۵ء-

۱- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۹ و فہرست کتابخانۂ بانکی پور، پٹنہ، ۲۰۰۵
۲- فہرست کتاب خانہ باڈلین نمبر ۱۷۵۵-
۳- فہرست کتابخانۂ بانکی پور، پٹنہ، نمبر ۸۱۱-
۴- اس کا ایک معمولی نسخہ کتاب خانۂ رامپور میں اور دوسرا بانکی پور پٹنہ میں اور تیسرا خود مصنف کا نوشتہ نہایت خوشخط عالی جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب، ایم اے، پی ایچ ڈی، پروفیسر سینٹ اسٹیفنس کالج، دہلی، کے پاس ہے-

۲۸۔ عینِ عطا[1]، عطاء اللہ دانشور خاں ندرت تخلص، مصنفہ ۱۱۶۳ھ = ۱۷۴۹ء۔

۲۹۔ فرہنگِ خانی[2]، شیخ خان محمد صدیقی ہرہرپوری، مصنفہ ۱۱۷۴ھ = ۱۷۶۰ء۔

۳۰۔ مدینۃ الاصطلاح[3]، نجم الدین علی بن محمد مراد حسینی دربھنگوی، مصنفہ ۱۱۹۱ھ = ۱۷۷۷ء

۳۱۔ رقیمۃ الاصطلاح[4]، یار علی راقم بہاری حاجی پوری، مصنفہ ۱۲۰۲ھ = ۱۷۸۷ء

۳۲۔ مفتاح الخزائن، لالہ جیرام کھتری دہلوی، مصنفہ ۱۲۲۹ھ = ۱۸۱۳ء

۳۳۔ مرآۃ الاصطلاحات، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری، مصنفہ ۱۲۳۴ھ = ۱۸۱۹ء

۳۴۔ غیاث اللغات، خلیفہ غیاث الدین عزت

۱۔ فہرست کتاب خانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۵۱۵

۲۔ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۷

۳۔ فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال: ۱۸۱ ۔

۴۔ فہرست کتاب خانۂ شاہی برلین، جرمنی، نمبر ۱۲۴۔

رامپوری، مصنفہ ۱۲۴۲ھ = ۱۸۲۶ء

۳۵۔ لغات اختر، قاضی محمد صادق خاں اختر متوفی ۱۲۷۳ھ = ۱۸۵۴ء

۳۶۔ بحر عجم[1]، محمد حسین قادری راقم تخلص، مصنفہ ۱۲۷۲ھ = ۱۸۵۵ء

۳۷۔ معیار الاغلاط، منشی امیر احمد امیر مینائی، مصنفہ ۱۲۸۱ھ = ۱۸۶۴ء۔

۳۸۔ فرہنگ انندراج، منشی محمد بادشاہ دیے نگری مصنفہ ۱۳۰۶ھ = ۱۸۸۸ء۔

ان کتابوں کے مرتب کرنے والوں نے اپنی عزیز عمر الفاظ کی تحقیق و تلاش میں صرف کی۔ لغت کی پچھلی کتابوں کے علاوہ، نظم و نثر کی کتابوں کے ہزارہا صفحات کی ورق گردانی کر کے الفاظ و محاورات کا ذخیرہ جمع کیا، اور ایک ایک لفظ کے تلفظ اور معنی اور ہر ہر محاورے کی حقیقت اور محل استعمال کا کھوج لگا کر آنیوالی نسلوں کے لیے عظیم الشان ذخیرہ چھوڑ گئے۔

۱۔ فہرست کتاب خانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۸

یہ حقیقت ہے کہ تحقیق کے اعتبار سے یہ سب لغوی
ہمرتبہ نہیں ہیں، گو فارسی زبان سے علاقہ رکھنے والوں کے
شکریے کا استحقاق سب کو ہے۔ اہلِ علم کی رائے میں جن
فارسی لغت نویسوں کو محققین میں شمار کیا جانا چاہیے،
ان میں تقدمِ زمانی کے لحاظ سے پہلا شخص عبدالرشید
صاحبِ فرہنگِ رشیدی ہے۔ ان کے بعد خانِ آرزو
اکبرآبادی کا درجہ ہے۔ یہ فارسی کے بڑے نکتہ رس اور
دقیقہ سنج شاعر اور نقاد تھے۔ سب سے پہلے انھوں
نے فارسی و سنسکرت کے لسانی توافق کا نظریہ دنیا کے
سامنے پیش کیا۔ ان کی نوادرالالفاظ، اردو زبان کے
لغات کی اور سراج اللغہ اور چراغِ ہدایت، فارسی الفاظ
کی تحقیق و تشریح میں تمام دوسری کتابوں سے بلند پایہ
ہیں۔

محمد حسین تبریزی کی برہانِ قاطع اپنی جامعیت کی
بدولت فارسی محفل میں بارِ عام حاصل کر چکی تھی۔ انھوں
نے سراج اللغہ میں اس کی تمام سہل انگاریوں کو آجاگر
کر کے رکھ دیا ہے، اور سروری، جہانگیری اور رشیدی کی

غلط فہمیوں پر بھی روشنی ڈالتے چلے گئے ہیں۔ اپنی بلندیٔ تحقیق، ندرتِ ترتیب، اور جامعیتِ الفاظ کی وجہ سے یہ کتاب بالیقین اس قابل ہے کہ چھاپ کر شائع کی جائے۔ فہل من سامع؟

آرزو کے بعد ٹیک چند بہار کا نمبر ہے، جس کی بہارِ عجم محاورات کا عظیم الشان مجموعہ ہے، اور ایشیا اور یورپ دونوں جگہ معتبر و مستند تسلیم کی جاتی ہے۔

بہار کے بعد خود آرزو کے وطن اکبرآباد میں ایک فارسی کا دلدادہ پیدا ہوا، جو میرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی کہلاتا، اور فارسی و اردو کا سب سے بڑا شاعر مانا جاتا ہے۔ غالب کو فارسی کا ذوق فطرت سے ودیعت ہوا تھا۔ کثرتِ مطالعہ اور دقتِ نظر نے اُن کی لسانیاتی دقیقہ سنجی اور ادبی نکتہ رسی کو اور زیادہ روشن کر دیا تھا

غالب نے اپنے اوقاتِ فرصت کو برہانِ قاطع کی تصحیح میں صرف کر کے ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۲ء میں قاطعِ برہان کے نام سے جو چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے، وہ مذکورۂ بالا دعوے کا زبردست ثبوت ہے۔ یہ انیسویں صدی کے ہندوستانیہ

تقلیدی ہندوستان میں آزاد لغوی نقد و تبصرہ کا پہلا قدم تھا۔ اس کے ذریعے بہت سے دھکے سامنے آئے تھے، جن سے ہمارے بزرگوں کے کان اور آنکھیں قلتِ مطالعہ کے باعث ناآشنا تھیں۔

غالب سے اس سلسلے میں غلطی یہ ہوگئی کہ انھوں نے بیان متانت و تہذیب سے گرا ہوا اختیار کیا۔ ہندوستانی ادیب اسے برداشت نہ کرسکے، اور ملک کے گوشے گوشے سے اُن کے خلاف ترکی بہ ترکی نہیں، ترکی بہ پشتو کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ غالب اور اُن کے دوستوں نے ضد میں برہانِ قاطع کے ساتھ اینجو، رشید، وارستہ بہار، قتیل اور ملا غیاث الدین کو بھی بےلے تقط سنانا شروع کردیں۔ اس صورتِ حال نے لوگوں کو اُن کی درست باتوں کے تسلیم کرنے سے بھی باز رکھا، اور نتیجے میں وہ تمام تحقیقات، جس کی توثیق فرہنگِ انجمن آرای ناصری نے بھی کی ہے، مخالفت کی گرد میں دب کر رہ گئی۔

غالباً بعض پارسی علما کی صحبت اور اُن کی تصنیفات

کے مطالعے نے غالب میں قدیم فارسی الفاظ کے استعمال کا
شوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ لفظ عام طور پر ہندی فارسی دانوں
کے لیے اجنبی تھے۔ ضخیم لغت کی کتابوں کی ورق گردانی
سے بچانے کے لیے اپنی کتابوں کے حاشیوں پر فارسی
یا اردو مترادفات پیش کر کے غالب نے اُن سب کو حل
کیا تھا۔ پنج آہنگ میں اس قسم کے مستعمل لفظوں کی تشریح
کتاب ہی کے ایک باب میں درج کر دی گئی تھی۔ بہت
سے لفظ دوستوں کے سوال کرنے پر اردو مراسلات
میں زیر بحث آئے تھے۔ اُن لفظوں کی بھی خاصی تعداد
تھی، جنھیں غالب نے قادر نامے میں نظم کیا تھا۔

سنہ ۱۹۴۳ء کے آخر میں مجھے خیال ہوا کہ اگر قاطع برہان
وغیرہ کے صرف تحقیق و تشریح الفاظ سے متعلق حصے
غالب کی دوسری کتابوں کے حل لغات کے ساتھ ایک
کتاب میں حروف تہجی پر مرتب کر دیے جائیں، تو اُن
کی برسوں کی محنت اکارت ہونے سے بچ جائے گی،
ورنہ کسے فرصت کہ قاطع برہان وغیرہ کو دیکھے اور تحقیق
کی داد دے۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے، تو یہ کتابیں

عام طور پر دستیاب کہاں ہوتی ہیں۔

الحمد للہ کہ چند مہینوں کی کنج کاوی سے یہ مجموعہ مرتب ہو گیا۔ چونکہ اس کا ہر ہر لفظ غالب ہی کا تراویدۂ قلم تھا، میں نے اس کا نام فرہنگ غالب تجویز کیا ہے۔

کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلا عربی و فارسی وغیرہ پر اور دوسرا اردو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہر لفظ کی تشریح کے بعد قوسین میں اُن کتابوں کے رموز لکھ دیے گئے ہیں جہاں سے وہ تشریح ماخوذ ہے۔ لیکن حصۂ دوم میں تقریباً ہر جگہ اور اول میں جگہ جگہ یہ رموز ترک بھی ہوئے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں غالب نے کسی لفظ کو پہلو بہ مترادف تحریر کیا تھا، مگر میں نے اُسے اس لیے مستقل لغت قرار دے لیا ہے کہ جو اصحاب غالب کے چنے ہوئے الفاظ کو اپنی تحریروں میں استعمال کرنے کے خواہاں ہوں وہ مشہور اور مستعمل لفظ کے ذریعے اُس لفظ تک بآسانی رسائی حاصل کر سکیں، جو غالب نے فارسی ذخیرۂ الفاظ میں سے اپنے لیے چنا تھا۔

ان الفاظ کا حوالہ تلاش کرنا مقصود ہو، تو تشریح

کے پہلے مترادف کو اُس کی ردیف نکال کر دیکھ لینا چاہیے
اور اگر پہلا مترادف بھی حوالے سے خالی ہو، تو پھر بعد
دیگرے سب پر نظر ڈال لیجا ہے، اگرچہ اس زحمت کی
ضرورت بہت کم پیش آئے گی۔

ماخذ: جن کتابوں سے یہ ذخیرۂ الفاظ چنا گیا ہے، اُن کے
نام اور رموز یہ ہیں:

آ اردوئے معلیٰ
ب ابر گہر بار (مثنوی)
پ پنج آہنگ
پ نظ ایضاً قلمی، مملوکۂ جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب
ایم اے، پی ایچ ڈی۔[1]
پخ انتخاب غالب
تخ تیغ تیز
خ خطوط غالب
د دستنبو مطبوعہ۔ ا
د قظ ایضاً قلمی، مملوکۂ ڈاکٹر صاحب موصوف الذکر۔

ا۔ یہ نسخہ در اصل کلیاتِ نثر فارسی کا ہے، جسے میر مہدی مجروح کے
بلاہو بزرگ نے خود مجروح کی فرمائش پر نقل کیا تھا۔

دتغ ایضاً قلمی، نسخۂ کتاب خانۂ رامپور، جس کے حاشیوں پر متعدد جگہ غالب نے اپنے قلم سے بعض الفاظ کے معنی لکھے ہیں۔

س سبد چین

ع عود ہندی۔

عس ادبی خطوطِ غالب، از میرزا محمد عسکری صاحب لکھنوی۔

فش درفش کاویانی۔

ق قاطع برہان

قن قادر نامہ

کق کلیاتِ غالب فارسی، قلمی

کم ایضاً، مطبوعہ

مم مہر نیمروز۔

مک مکاتیبِ غالب

ن نادر خطوطِ غالب[1]

۱- یہ کتاب جعلی خطوط کا مجموعہ ہے۔ لیکن یہ جعلی عبارت میں نہیں، مکتوب الیہ کے متعلق عمل میں آیا ہے، عبارت غالب ہی کے مطبوعہ خطوط سے تاریخ وار لی گئی ہے، اس لیے دو چار باتیں اس سے اخذ کر لی گئی ہیں۔

دہلی اردو اخبار، نمبر ۱۴ جلد ۱۵ بابت ۳ ماہ اپریل
۱۸۵۳ء مطابق ۲۳ جمادی الآخر ۱۲۶۹ھ جس کے تتمے
میں غالب کا قصیدہ، داد گوتا ستم براندازد، چند مشکل
لفظوں کے حل کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی لفظ
کے ساتھ چند حوالوں کے ذکر کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ان
سب میں تشریحی الفاظ ایک ہیں۔ ہر کتاب کے پورے
تشریحی لفظ نقل کرنا غیر ضروری طوالت کا موجب تھا،
اس لیے صرف مفصل یا واضح تفسیر کو اختیار کر لیا گیا ہے۔
ان، بعض جگہ دوسری تشریحات کے مفید مطلب ٹکڑوں
کو بھی جوں کر اس تشریح کے کسی مناسب حصے میں سمو دینے
کی کوشش کی ہے، مگر یہ مواقع نسبتاً کم ہیں۔

اردو تشریحات کا فارسی تشریحوں میں کھپانا سفید
کپڑے میں رنگین پیوند لگانا تھا۔ ایسے مواقع پر مخصوص
اردو مترادفات لفظ کو متن میں اور پوری عبارت کو حاشیے
میں تحریر کیا ہے۔ اسی طرح جس لفظ کی فارسی تشریح خود
میرزا غالب نے نہیں کی تھی، اس کی اردو تشریح میں سے

فارسی عبارت کے ہم آہنگ الفاظ چن کر متن کے اندر، اور کل عبارت حاشیے میں لکھ دی ہے۔ صرف دس پانچ جگہیں ضرور ایسی رہ گئی ہیں جہاں متن میں اردو تفسیر منقول ہے مگر ان مقامات پر مولف کی نظر میں یہی طریق عمل مناسب تھا۔

حواشی و اعراب: مذکورۂ بالا حاشیوں کے علاوہ، جو غالب کے منہیات کہے جا سکتے ہیں، مولف نے بھی جگہ جگہ توضیحی حاشیے لکھے ہیں۔ ان سے مقصود یا تو غالب کی تائید و توثیق ہے، یا یہ واضح کرنا ہے کہ غالب نے جو رائے ظاہر کی ہے، اس سے لغت نویسوں کو اختلاف ہے اور یا ان الفاظ کے اعراب کی سند پیش کرنا ہے، جنھیں غالب نے مُعَرّا چھوڑ دیا تھا۔ اگر ان موارد میں کچھ سہو ہوا ہو، تو اس کی ذمہ داری غالب پر نہیں، مولفِ فرہنگ پر عائد کی جائے۔

ان حاشیوں میں اس کا التزام رہا ہے کہ بغیر مستند حوالے کے کوئی لفظ نہ لکھا جائے، اس لیے امید ہے کہ مطالعہ کرنیوالوں کو مزید تحقیق میں کسی طرح کی دشواری پیدا نہ ہوگی، اور وہ ماخذِ حواشی تک بآسانی رجوع کر سکیں گے۔

ایک کتاب دری کشا کا ذکر حاشیوں میں جابجا نظر آئے گا۔ یہ کتاب مولوی نجف علی خاں جھجری کی تالیف ہے جو برہانِ قاطع کے ادبی جھگڑے میں غالب کے حامی و مددگار، اور اس سلسلے کی مشہور کتاب دافع ہذیان کے مولف تھے۔ ان کی فنی حیثیت زیادہ قابلِ اعتنا نہیں، مگر میں نے دری کشا کو صرف اس بنا پر پیشِ نظر رکھا ہے کہ غالب نے اس کی تقریظ میں، جو نسخۂ مطبوعہ کے آخر میں چھپی بھی ہے، کتاب اور مولف دونوں کی تعریف کی ہے، حالانکہ اس میں اکثر جگہ غالب سے اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔

اس اختلاف کے باقی رہ جانے کا سبب غالب کی سہل انگاری ہو، کہ انھوں نے کتاب دیکھے بغیر اُس پر مُہرِ تصدیق ثبت فرما دی، یا خود مولف کا اپنی رائے پر اصرار، بہر حال میری رائے میں یہ اختلاف قابلِ اظہار تھا، اس لیے دیدہ ور اصحاب سے اس جرأت کا عذر خواہ ہوں۔

معذرت و تشکر: فرہنگِ غالب کی کاپیاں پڑھنے کے دوران

میں، ترتیب اور حوالوں کی جو کوتاہیاں نظر آئی تھیں، حتی الامکان اُن کی اصلاح کردی گئی ہے۔ اب کہیں کوئی خامی نظر آئے، تو اسے یہ تصور کیا جائے کہ یا اُس پر میری نظر نہیں پڑی، یا طباعت ثانی کی نوبت آنے تک اُس کی درستی ممکن نہ تھی۔

آخر میں، عالی جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی ایم، اے، پی ایچ ڈی، کی خدمت والا میں شکریہ پیش کرتا ہوں، جنھوں نے ازراہِ لطف دفتی کاویانی کا نسخہ عطا کر کے میری بیش قیمت مدد فرمائی۔

امتیاز علی عرشی
ناظم کتاب خانہ

کتاب خانۂ ریاست رامپور
۳۰ جون ۱۹۴۶ء

حصّۂ اوّل

فارسی وغیرہ

آ

آب : ترجمہ ماء کا ہندی جس کی پانی۔ اور بمعنیٔ رونق و لطافت بھی آتا ہے۔ اور اسلحہ کی صفائی اور جواہر کی تیزی کو بھی کہتے ہیں (قن، نغ)

آباد : در زبانِ پہلوی باوجودِ معنیٔ دیگر بمعنیٔ آفرین نیز ہست۔ (فش، ق)

آبادچہ : بستی۔ (د)

آب بر دستِ کسی ریختن : کنایہ از خدمتِ آن شخص کردن۔ (پا)

آب بر لبیان بستن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب بہاون کوفتن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پا)

آب تاختن : بمعنیٔ بول کردن۔ (پا)

آبچین: اسم جامہ ایست کہ پس از شستنِ دست و روبدان جا
نم از دست و رو چینند۔ و آن چیزیست کہ در عرف آن را
رومال گویند۔ آبچین فارسیٔ قدیم و رومال فارسیٔ جدید۔
ایرانیٔ بمن گفت کہ رومال نامی است نہادۂ خاتونانِ ایران
از آن جا کہ طبع اناث وسوسہ زاست، لفظ مشترک بین الحی و
المیّت بر خاطرہای نازک شان گران آمد۔ لاجرم بہر آبچین اسمی
دیگر تراشیدند۔ (د، فش، ق)

آبِ حرام: شرابِ انگوری را در مقامِ مذمت نیز آبِ حرام نامند
(فش، ق)

آبخورد: بمعنیٔ اقامت۔ (م)

آب در جگر داشتن: بمعنیٔ تمول۔ (فش، ق)

آب دست: بحرکت و سکونِ موحدہ عموماً ترجمۂ غسالہ یدہے،
اور خصوصاً وضو کو کہتے ہیں۔ تعمیم کی سند استاد کا شعر:
بے تکلف رد بسائی کن اگر دل خستۂ
کاب دستِ او شفا بخش ہمہ بیمارہاست

تخصیص کی سند ناصر علی کی بیت:
آبدست و نماز باید کرد دل مقامِ گداز باید کرد
(غ)

آبِ رُندان : بسکونِ بای موحدہ ، نوعیست از امرود۔ وہرگاہ با لفظِ حریف ترکیب دہند ، معنیِ عاجز و مغلوب دہد۔(م)

آبِ رُود دست : ہاتھ دُھلانے والا۔

آبِشتن : و آبستنی ، باضافۂ یای تحتانی ، بمعنیِ زنِ حاملہ مخفی نماند کہ آبِشتن مصدر نیست کہ آبست ماضی و آبستہ مفعولِ آن تواند بود۔ بلکہ اسمیست جامد و لغتی است غیر منصرف (پ)

آبِشتن : بتبدیلِ شینِ منقوطہ بسینِ سادہ آبستن نیز اسمی است جامد غیر منصرف ، بمعنیِ ہر چیز کہ از نظر نہان باشد عموماً ، و بمعنیِ زنِ باردار خصوصاً۔ و ہم ازین جہت کہ از نظر نہان باشد ودران محل تنہا روند ، آبشتگاہ اسم بیت الخلا نہادند۔ آبشتنگاہ آبشتنگہ و آبشتگاہ و آبشتگہ کیست کہ یکی ندانند۔[۲] (قش ، ق)

آبش زیر گاہ است : افادۂ معنیِ خوبی ونیکیِ باطن نمی کند ، مراد آنست کہ حالِ باطنش مجہول است ، تا چہ پدید آمد و شاید[۱]

۱۔ ایک خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے : "آبست کوئی لفظ نہیں ہے۔ آبستن اصل لفظ اور آبستنی فریدیعلیہ ، یہ دونوں صحیح بلکہ آبستنی زیادہ فصیح۔" (آ)

۲۔ دری کشا : ۲۴ ، میں آبشتگاہ کو بفتح با بمعنی خلوتخانہ لکھا ہے۔

چگونہ کسی باشد (نش، ق)

آبکار: مقلوب کارِ آب۔[1]

آبکش: سقّا۔ (د)

آب گرفتن: افشردن، فشردن، نچوڑنا۔

آبگیر: بمعنی تالاب۔ (نش، ق)

آبگینہ در جگر شکستن: بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)

آبلہ: چھالا۔ (قن)

آبلہ خوردہ: چیچک رو۔ (د)

آبِ مروارید: و آبِ سیاہ، دوگونہ آبست کہ در چشم فرود می آید و بینائی را زیان دارد۔ و آبِ سیاہ بچشم مخصوص نیست در پای اسپ نیز ازین نام نشان یافتہ اند۔ چنانکہ شاعر در مذمتِ اسپ گوید ع سمش آبِ سیہ آرد قلم دار۔ و آبِ خاک آمیختہ را باعتبار رنگ گوہر آب نیز آبِ سیاہ گویند وقتہ و آشوب را نیز ازان رو کہ تیرہ و طبائع است آبِ سیہ خوانند۔ چنانکہ اوستاد گوید:

---

[1] در مکاتیب ۳۰: آبکار بروزن آبیار، سقا و بادہ کار کہ می فروش باشد۔

جہان اگر ہمہ آب سیہ گرفتہ چہ باک!
چو راشیم بیکی نان و آبِ انگور

آبِ سیاہ در مصرع اول بمعنیٔ فتنہ و آشوب و آبِ انگور در مصرع دوم کنایہ از شراب۔ (فش، ق)

آبشدا: سردار، مالدار، صاحب ساماں۔ آبشدان: سرداران۔ (د، قغ، فش، ق)

آبی شدنِ کار: بمعنیٔ تباہ شدنِ کار۔ (پ)

آبی کردنِ کار: تباہ کردن۔ کام بگاڑنا۔ (د، قغ)

آتش: بالف ممدودہ و تای فوقانیٔ مفتوحہ آدر، نار، آگ۔ قافیۂ آتش بادانش او ماثبت ناول پزیرآری و در سلکِ قوافیٔ سرکش و مشوش ہزار جا دیدہ ایم۔ (فش، ق)

آتش از چشم پریدن: عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ رو دہد۔ (پ)

آتش برگ: اسم سنگ پارہ ایست کہ پُر از شرارہ است (فش، ق)

آتش دان: کانون۔

۱۔ فرہنگ انجمن آرای میں لکھا ہے: "این لغت در فرہنگ نیامدہ و از تصرفاتِ مؤلف است"۔ (دری کتاب، ص ۴۲) میں برورن تاب چند معنی دسعر زد و غنی ہے۔

آتش زنہ: در فارسی و چقماق در ترکی، اسم ابزاری آہنین است کہ چون آن را بر آتش برگ زنند، شرارہ ازان سنگ پارہ بر دن جہد۔ (فش، ق)

آچل: بجیم مضموم عربی جشاء ہندی ڈکار۔ و اسم دیگر آروغ۔ (پ، تن)

آختن: بالف ممدودہ، بیرون کشیدن۔ آخت، آختہ۔ این را مضارع نباشد۔ و آہختن، و آہیخت و آہیختہ نیز گویند۔ (پ، فش، ق)

آخر خشک: بی واو معدولہ و حرکت رای قرشت، جای بی نفع و بی فیض را گویند۔ و آخر چرب، محل کثیر النفع را خوانند خشک آخر و چرب آخر مضاف و مضاف الیہ مقلوب است۔ (فش، ق)

آخر روز: آفتاب زردی۔

آدامش: بمعنی ہمام کہ عربی آن شمّی است۔ (پ)

آداک: بمعنی جزیرہ۔ (پ، م)

آدر: بدال بی نقطہ، اسم آتش، آگ، نار۔ و بذال منقوطہ زیبا نیست و در نام ماہ و نام روز کہ آذر بذال می نویسند، ہمہ زای ہوز در کار است۔ (د، ع، فش، ق، قن)

۱۔ دری کشا: ہ، بذال مہملہ و رای مہملہ در آخر، آتش، بعربی نار۔

آذرگشسپ[۱] : برق، بجلی۔ (د، قن)

آذرم : بدالِ ابجد، تمدزین را گویند کہ اسم دیگر آن گلنوست و در عرف اہلِ ہند 'خوگیر' اسم اوست۔ در اصل خوگیر نیز فارسی است، اما نہ بدین صورت، بلکہ خوی گیر بواو معدولہ و تحتانی، خوی، ترجمۂ عرق، و گیر صیغۂ امر از گرفتن (فن، ق)

آذرنگ : بمعنی رنج و محنت۔ (فن، ق)

آذہ : بالفِ ممدودہ و دالِ ابجد، در فارسی بمعنی نشیمن مرغان آید۔ در ہندی بالفِ مفتوحہ و دالِ ثقیلۂ مشددہ گفتہ می شود۔ (فن، ق)

آذیش : در زبانِ پہلوی قدیم لفظی است بیگانہ بمعنی تعظیم و تکریم۔ (فن، ق)

آراستن : آراست، آراستہ، آراید، آرایندہ، آرای، آرائی بمعنی آرایش۔ آرائی میں مصدری تحتانی آگئی ہے۔ (پ، پنج)

آرامشداد : بسکون شین، انتظام۔ (د)

آرامیدن : آرامید، آرامیدہ، آرامد، آرامندہ، آرام

۱۔ لغت فرس : ۹۴، بمعنی آتش پرست۔ دری کشا : ۱۳، بفتح کافِ فارسی و شینِ معجمہ و سکونِ رای مہملہ و بای فارسی در آخر، بمعنی و نام فرشتۂ موکل بر آتش۔

کیستن مصدر بحذف الف نیز آید و حذف الف در مضارع روا نیست ۔ (پ)

آژد : آٹا ۔ آرد بریان : سویق، پیسٹ، ستو ۔ (فن)

آرِش : براء مکسورہ بمعنی معنی ۔ (آ، د، فش، ق)

آرَنج : بمعنی مرفق است کہ آرنج و در ہندی کہنی نامند ۔ (ق، فن)

آرَنگ : بمعنی ہرگز و زنہار آمدہ ۔ (فش)

آروغ : آجل، ٹھینشا، ڈکار ۔ (پ، فن)

آز : حرص ۔ (د، فغ)

آزَردن : مصدر یست مشہور ہم بمعنی لازمی و ہم بمعنی متعدی و آزارد مضارع، و آزارم از کیف مضارع صیغہ متکلم آزار امر ۔ (خ، فش، ق)

آزَردہ شدن از ناز : پشت چشم نازک کردن ۔

آزمودن : آزمانا ۔ (فن)

آزُورہ : بروزن ناسورہ حریص (د، فط، فغ)

آزَخ : عربی ثولول و ہندی مسّا ۔ (پ، فن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "آزار، امر بمعنی اسم جامد آتا ہے، اور اسم جامد کردن! کے ساتھ پیوند پاتا ہے۔" (خ)

آژدن : بزای مشدده ساکن بروزن یافتن و بافتن - و این را چهار معنی است : بخیه زدن ، و حجامت یعنی شفتن تن با ستره و مجدد ساختن آسیا سنگ ، و کشیدن اتو بر جامه ..... آری آژدنی هست که آنرا در ہند گود ہنا گویند بکاف عجمی مضموم و واو معروف و دال مختلط التلفظ بہای ہوز - و آن خستن تن است بہ نیم سوزن و آگندن نیل در آن رخنہ ہا چنانکہ در ہند زنان روستا بیشتر بر سینہ و گردن و ساعد و بازو این صنعت بکار برند و انواع نقوش انگیزند ..... و درین مصدر و مشتقات بجای زای فارسی جیم عربی نیز نویسند

(فش ، ق)

آژده : جامہ اتو دار و بخیہ کار را گویند یعنی مفعول آژدن -

(فش ، ن)

آژند : بالف ممدوده و زای فارسی مفتوح و در ہندی گاره خوانند - (پ ، د ، تن)

آژنگ : شکنی کہ بروی افتد ، و بہندی جھرّی گویند (پ ، ن ، فش)

آژه : چونا - (د)

آژیه : آلہ خستن سنگ و کشیدن اتو ، مشتق از آژدن است (فش ، ق)

آس : آسیا، چکی ۔ (فن)

آسا : صیغۂ امر است از آسودن ۔ و آسا بالف ممدودہ، لغتی جامد غیر متصرف نیز ہست بمعنی مثل و مانند و بمعنی با شکاف و دہان درہ کہ آن را در عربی فاژہ و در ہندی جمائی گویند و بمعنی تمکین و وقار نیز آید ۔ (پ، فن، ق)

آستان برجا سفتن : کنایہ از ویرانیِ خانہ است، چنانکہ خاقانی فرماید : بام شکست و آستان برجاست ۔ (پ، فن، ق)

آستر : بالف ممدودہ، مقابل ابرہ، چنانکہ سعدی فرماید :

۱۔ لغتِ فرس : ۱۹۰ میں بمعنی آسیا کردن نقل ہیں اور بمعنی آرد نرم باشد زیرِ متن حاشیے میں لکھا ہے ۔ استشہاد میں کسائی کا یہ شعر : آسمان آسیای گردان است ، آس مان، آسمان کند ہر آن، اور لبیبی کا یہ شعر : دوستا، جاہی بین ہمہ مرد شناس ، شد نخواہم بآسیای تو آس، اور عسجدی کا یہ شعر : تا دل من آس شد در آسیای عشق تو ، ہست پنداری، غبار آسیا بر سر مرا، پیش کیے ہیں ۔ میری دانست میں ان تینوں میں "آرد نرم" کا مفہوم زیادہ واضح ہے اس بنا پر صحیح لغتِ فرس کا دوسرے نسخے کو حاشیے میں جگہ دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا ۔

۲۔ درفش کاویانی میں مرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے : "دہان درہ و آسا ہمان فاژہ است کہ بہندی جمائی و در عربی تثاوب و مطی خوانند ۔" فاژہ کی تحقیق حرف "ف" میں ملاحظہ ہو

قبا داشتی ہر دو در دو آستر۔ (فش، ق)

آستین افشاندن: عبارت از ترک و تجرید۔ (پ)

آسمان: چرخ، فلک، چنبر و از گونہ گردوں۔

آسمان با بر و پوشیدن: کنایہ از انکارِ وجودِ بدیہی۔ (پنا)

آسمان سوراخ شدن: کنایہ از تواترِ نزولِ بلا۔ (پ)

آسمان غریو: رعد۔ (د)

آسمانہ: سقف، چھت (د، قن)

آسودن: آسود، آسودہ، آساید، آسایندہ، آسای (پ)

آسیا: آس، چکی۔ (قن)

آسیم: در اصل آسام است قلبِ آماس۔ لاجرم ورمِ دماغ را سرآسام گویند و سرسام مخففِ آنست۔ آسیم را ہمان اما کہ آسام توان دانست۔ و آسیمہ سر و سراسیمہ را مرکب از آسیم و سر توان گفت بلکہ در کلامِ قدما تنہا آسیمہ بجای سراسیمہ نیز آمدہ۔ و بجای ہیم کلمن واو و بجای ہای ہوز نون آوردہ آسیون نیز نوشتہ اند۔ (فش، ق)

آشامیدن: آشامید، آشامیدہ، آشاید، آشامندہ، آشام (پ)

آشفتن: آشفت، آشفتہ، آشوبد، آشوبندہ، آشوب۔ (پ)

آشکار: جَہَر، ہویدا، نمودار۔
آشیانہ: گھونسلا۔ (فن)
آغشتن: بشینِ نقطہ دار و غینِ مکسور، بر وزنِ دانستن، مصدری است مشہور، در معنی مرادفِ آلودن، بدین قدر تفاوت کہ آلودن عام است، خواہی بچیزی نمناک خواہی بچیز خشک، و آغشتن خاص است، یعنی آلودن بچیز نمناک۔ و آغاز مضارع این مصدر است۔ آغشتہ، بغینِ مکسور، مفعولِ آغشتن۔ (فن، ق)[1]
آغوش: کنار، بغل۔ (فن، ق)
آف: گمان کردہ ای آنست کہ آف اسمی است از اسمای نیّرِ اعظم، و آفتاب مزید علیہ، چون ماہ و ماہتاب و جم و جمشید، از لیقہ این رای نپذیرد۔ (فن، ق)
آفتاب: سورج، شمس، نیّرِ اعظم، سورج، خورشید، شمس۔
آفتاب زردی: بہای ساکن و یای معروف، کنایہ از آخرِ روز است۔ (فن، ق)
آفتاب گردش: بسکونِ بای موحدہ، یعنی از مشرق تا مغرب۔[2]

---

[1] لغتِ فرس: ۱۹۸ میں بعینہٖ غین لکھ کر فردوسی کا یہ شعر مثال میں پیش کیا ہے: ندا ایرانیان من بسی کشتہ ام ⁂ زمین را بخون دگل آغشتہ ام۔

آفریدن: آفرید، آفریده، آفریند، آفریننده، آفرین۔ (پ)
آفرین: لغتی است جامد غیر متصرف، بمعنی تحسین و مرحبا۔ اما آفرین لغتی دیگر است از مشتقات مصدر آفریدن بمعنی امر (فش، ق)
آکنده گوش: بکاف عربی، کسی را می توان گفت کہ گوشہا دیدہ بود و رکنده از بنا گوش جدا کرده باشد۔ (فش، ق)
آگندن: بکاف فارسی، مصدریست صحیح۔ و آگنده مفعول آن۔ و آگند مضارع۱، و آگنه، بمعنی حشو قبا و حشو نہالی، صیغہ امر است ہم ازین مصدر بہای مختفی پیوستہ، چون استره و آژخیه (پ، فش، ق)
آگنده گوش: بکاف فارسی بمعنی کر کہ عربی آن اصم است، آنست کہ بطلان درحس سامعہ وی راه یافتہ باشد۔ (فش، ق)
آگنه: بمعنی حشو قبا و حشو نہالی۔ (فش، ق)
آلیش: بر وزن مالش بمعنی عوض چنانکہ گویند "فلانی زمین آلش کرده" (پ)
آل تمغا: مرکب است از آل و تمغا۔ آل، مطلق رنگ سرخ،

۱۔ سبد چین میں مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ "ایں را مضارع نباشد۔"

و تمغا بدو معنی مشہور ست: نخست باجی کہ در راہ ہا از رہ گذران گیرند، دوم مُہر۔ و در آلتمغا معنی دوم منظور ست۔ در دفتر تاجداران تیموریہ پہ تا جہائی کہ بہ تاجداران دیگر می نوشتند و یرا اسنادِ جاگیر کہ بمردم می بخشیدند، مہر شنگرف میزدند و آنرا آلتمغا می گفتند، یعنی مہرِ سرخ۔ تنہا مہر را تمغا گویند نہ آلتمغا۔ (فن، ق)

آلودن: آغشتن۔ مصدر ست۔ آلود، آلودہ، و آلاید مضارع، آلایندہ و آلای امر، و میالای نہی۔ و مخفف میالای، مالای (پ، فن، ق)

آلہ: افزار۔ جمع آلات۔

آمادہ: لغتی دیگر ست یا بہ غیر متصرف و معنی با مہیا متحد یا بدل آمودہ است۔ ما خود آن را لغتی دیگر گمان می کنیم۔ و اگر ہمان مبدل منہ آمودہ است یعنی مہیا، مجاز خواہد بود (فن، ق)

آمادۂ گریز شدن: دامن بدندان گرفتن۔

آمدن: آنا۔ آمد، آمدہ، آید، آیندہ، آی۔ (پ، فن)

آموختن: ہم لازمی و ہم متعدی است۔ آموخت۔ آموختہ آموزد، آموزندہ، آموز، (پ)

آمودن: مصدر ست ترجمۂ اندراج عموماً و بمعنی گہر در رشتہ
کشیدن خصوصاً۔ آمود ماضی و آمودہ مفعول و آماید
مضارع و آمایندہ فاعل و آمای امر۔ (پ، فش، ق)

آمیغ[1]: حقیقت (د، قغ)

آمیغی: بفتحۂ الف و کسرِ میم و یای معروف، بمعنی حقیقی۔
(آ، پ)

آنت: بمعنی نہی و زہی۔ (پ)

آواز: فارسی، عربی صدا۔ (فش، ن)

آوازِ اسپ: صہیل، شیہہ۔

آوازِ خوش: دستان۔

آوازِ ہولناک: صیحہ۔

آوخ[2]: بمعنی افسوس۔ (پ)

آوردن: لانا۔ (فن) آورد، آوردہ، آرد، آرندہ، آر۔
نہفتہ مباد کہ مضارع ہا در بحثی کہ متعلق با اوست، باضافۂ

١- دری کشا: ۶، تحتانی مجہول و غینِ معجمہ، حقیقت مقابلِ مجاز، و آمیغی
بیای نسبت در آخر، حقیقی مقابلِ مجازی۔

٢- دری کشا: ۶، بفتحۂ واو و سکونِ غاء معجمہ، آہ و افسوس۔

واو نیز آید، آورد بحرکت را، آورنده، آور۔ (پ)

آوند: ترجمۂ ظرف است مطلق برتن۔ (د، فش، نغ، ق)

آونگ: بمعنی ریسمانِ خوشۂ انگور۔ و ریسمان کہ بسقف آویزند و چھینکا در ہندی خوانند۔ (پ، فش، ق، قن)

آونگان: یعنی سرنگون۔ (م)

آویزہ: پیرایہ ایست کہ در نرمۂ گوش سوراخ کنند و آن پیرایہ را دران اندازند تا آویزان باشد۔ اما آویزہ خصوصیت بگوش ندارد۔ در کلاہ و تاج و تخت و چتر نیز استعمال یابد۔ (فش، ق)

آہن: حدید، لوہا۔ (قن)

آہنِ سرد کوفتن: اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آہو: عیب، ہرن۔ (د، قن)

آہیختن: آختن، بیرون کشیدن، آہیخت، آہیختہ۔ (پ)

آئینہ: آرسی۔ (قن)

آئینہ دار: آنرا گویند کہ آئینہ و شانہ در تحویلِ وی باشد، و چون خواجہ دست و رو شوید، شانہ و آئینہ پیش نہد، تا خواجہ روی را بنگرد و موی را شانہ زند۔ (فش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۱۰۲، میں گوزہ[؟] اور یہ ہاں دو معنی لکھے ہیں۔

ا

ا: در ابتدای کلمه افادهٔ معنی نفی کند چنانکه "جنبان" بمعنی متحرک و "اجنبان" بمعنی ساکن - و این الف در حرکت پیروِ حرفِ ما بعدِ خود نباشد، و پیوسته مفتوح بود - و بعدِ صیغهٔ امر تنها الف افادهٔ معنی فاعلیت کند، مانندِ گویا و بینا و دانا - الفی که در وسطِ صیغهٔ مضارع آرند، دعائیه است، و الفی که در آخرِ صیغهٔ مضارع آرند، زائد - (فش، ق)

اَبَد: انجامِ جاوید پیوند.

اَبْدَان: در عربی جمعِ بدن است - (فش، ق)

اَبُر: بدلی - (قن)

اَبَر: بفتحتین، ترجمهٔ "علی" و مزید علیه "بر" مشهور است - (فش، ق)

اِبرام در طلبِ چیزی: مکاس۔ ومکیس، امالۂ آن۔
آبکار: مخففِ آبکار۔
آپگندن: افگندن۔
اَثاثُ البَیت: کاچار، کاچال، متاعِ خانہ، اسبابِ خانہ۔
اَثیر: بثای مثلثہ و رای بی نقطہ بروزنِ اسیر، در عربی اسم کرۂ نار است۔ (فش، ق)
اُجاغ: دیگدان، چولہا۔ (قن)
اَجداد: نیاگان۔
اُجُنبان: مرادفِ ناجنبندہ، بمعنیٔ ساکن۔ (نش، ق)
اِحتیاج: نیاز۔
اَحمق: نادان، اوُت۔ (قن)
اختر: تارہ۔ (قن)
اختر روز: آفتاب۔ (نش، ق)
اِختلاط: لابہ، لاغ۔
اخگر: انگارہ۔ (قن)
اَخُلگُندُو: جھنجھنا۔ (قن، دہلی اردو اخبار، شمارہ ۱۴ مارچ ۵ بابت اپریل ۱۸۵۳ء)

اَخْواستی : ترجمۂ غیر ارادی۔ (غش، ق)

ادب آموز : یعنی استاد۔ (آ)

ارادی : خواستی۔

اَژَنگ : بمعنیٔ مرقعِ تصویرست مطلق[1]۔ مگر چون آن را بسوی مانی مضاف گردانند، اژنگِ مانی و ارتنگِ مانوی خوانند بکسرۂ کافِ فارسی۔ (پ، ق، م)

اَرْج : بمعنیٔ قدر و قیمت آید۔ و بہا مرادفِ آنست۔ و ارزش نیز ہم چنین۔ (پ، فش، ق)

اَرْجمند : بمعنیٔ صاحبِ رتبہ، چہ "مند" افادہ بمعنیٔ صاحبی می کند۔ (فش، ق)

اُردی بہشت : مدتِ ماندنِ آفتاب در ثور۔ (د)

اَرْز : صیغۂ امرست از ارزیدن، و مثلِ سوز و ساز افادۂ معنیٔ مصدری می کند۔ و چون ما بعد آن شین نقطہ دار آرند، معنیٔ حاصلِ مصدری دہد، چون سوزش و سازش و "ارج" بدلِ ارز است۔ (فش، ق)

---

[1] لغت فرس : ۱۶۱، میں لکھا ہے کہ مانی کے مرقع تصاویر کا نام ہے اور دری میں یہی ایک لفظ ہے جس میں حرفِ ثا دیکھا گیا ہے۔ یعنی صاحبِ لغتِ فرس کے نزدیک یہ لفظ ارتنگ کی جگہ اثنگ ہے۔

آرزانش : بروزنِ ہروانش، خیرات و ایثار، خیر خیرات۔
(تیغ، د، قش، ق)

آرزانی : محتاج و خیرات خوار۔ (تیغ)

آرژن : قسمتی از غلہ۔ (د)

آرزیدن : ارزید، ارزیدہ، ارزد، ارزندہ، ارز۔ (پ)

آرزیز : رانگ۔ (قن)

آرژنگ : بزای فارسی، اسم است و سہ مسمی دارد کہ ہر سہ
در ازمنۂ مختلفہ مسمی بیک دیگر بودہ اند۔ نخست دیوی کہ
رستم آن را کشت۔ دوم گردی کہ طوس آن را کشت۔
سوم دیگر نقاشی کہ ہمچون مانی و بہزاد، درین فن صاحب
دستگاہ و نام آور بود، چنانکہ مولانا نظامی گنجوی، علیہ الرحمۃ
در شیرین و خسرو از زبانِ شیرین فرماید:
بقصیر دو لتم مانی و ارژنگ طرازِ سحر می بستند بر سنگ
(پ، قش، ق)

آرغش : لرز، زمین۔ (قن)

آرشنہ : خورہ، اسم کرمی است۔

آرغنون : بغینِ مفتوح۔ اور مخفف اس کا "ارغن" اور مبدلہ

"ارگن" ہے۔ (آ، خ)

اَرْک: بالفِ مفتوح بر وزنِ ذرک، قلعۂ کہ درمیانِ حصار باشد۔ قلعۂ کوچکی کہ درمیانِ قلعہ باشد، قلعۂ درونِ حصار۔ (پ، د، قغ)

اَرْمَغان: بمعنیٔ سوغات (پ)

اَرِنی: "رے" کی سکون و حرکت کے باب میں قولِ فیصل یہی ہے ... اگر تقطیعِ شعر مساعدت کرجائے اور "ارنی" بروزنِ جمنی گنجایش پائے، تو نعم الاتفاق۔ ورنہ قاعدۂ تصرف مقتضیٔ جواز ہے۔ (ع س)

اَرْوَند: بفتحِ الف، و "الوند" بلام نیز، نامِ کوہی است[1]۔ و نامِ دریائی نیز۔ و بضمۂ الف خلاصہ و زبدہ و لبسیط راگویند کہ مقابلِ مرکب است۔

دساتیرِ پنجم مترجم دساتیر، "ارونداً" بمعنیٔ چیزی آوردہ است کہ ہیچ چیز از خارج داخلِ آن نتواند شد[2]۔ آموزگارِ ہرمزدؔ ثم عبدالصمد، گاہ گاہ در مکاتباتِ خود "اروند بندہ" نوشتی

۱۔ لغتنامۂ فرس: ۷۸، بمعنیٔ رود دجلہ، و ۱۰۰، بمعنیٔ تجربہ۔ دری کشا ۱۸، بضم الف۔

۲۔ "ترجمہ ہندی زبان میں 'ٹھوس' کا لفظ ہوتا ہے۔ عربی میں ان معنوں کا لفظ 'صمد' ہے۔" تیغ تیز۔

چون پژوہش رفت، فرمود کہ "ارونڈ بندہ" مضاف و مضاف الیہ مقلوب است، یعنی بندۂ ارونڈ، بندۂ، ترجمۂ عبد و ارونڈ ترجمۂ صمد، نیز می فرمودند کہ چون طبائع لطیف استعارہ را دوست دارند، ارونڈ را کہ اسم کوہی است، بمعنیٔ تمکین و وقار و شان و شوکت نیز آرند۔ (فش، ق)

از پر کار افتادن: بمعنیٔ رفتنِ انتظام و باطل شدنِ ترکیب (پ)

اَژوَر: بمعنیٔ لائق۔ (بر)

اُژلاد: بفتحۂ الف، ہرگز۔ (د، تیغ)

اَژدَر: اژدہا۔ (د)

اَژدر شِکر: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح، شکار کنندۂ اژدہا (د، قط، تیغ)

اُسبُوع: ہفتہ، آٹھوارہ۔

اسپ: گھوڑا۔ (ق)

اسپ سواری: ہیون۔

اِسپہبد و سپہبد: بحذفِ الف، سردارِ سپاہ را گو بند۔ و مجازاً

نفسِ ناطقہ را نیز نامند[1]۔ (پ)

اِسْپِید: سپید[2]۔ (تیغ)

اُسْتُخوان: ہڈی۔ (قن)

اُشْتُر: حاشا کہ نامِ دابۂ مشہورہ 'اشتر' بفتحتین باشد۔ آن اُشتُر است بہر دو ضمہ بر وزنِ 'پُر دُر'۔ 'شُتُر' مخفف آن دستور مزید علیہ، چنانکہ سعدی راست:

آن شنیدستی کہ وقتی تاجری — در بیابانی بیفتاد از ستور
گفت "چشمِ تنگِ دنیا دار را — یا قناعت پر کند، یا خاکِ گور"

(نش، ق)

۱- میرزا صاحب نے اس لفظ کو ہر جگہ 'اسپہبد' بضمِ با، لکھا ہے۔ دری کشا: ۹، اُن کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن جیسا کہ فرہنگِ انجمن آرای ناصری میں تصریح کی ہے، 'بد' بفتح با کے معنی دارندہ اور صاحب ہیں۔ اور سپہبد وغیرہ کے آخر میں یہی لفظ واقع ہے، اسی لیے بفتح با پڑھنا چاہیے۔ فردوسی کہتا ہے: چو برداشت پردہ ز در سپہبد سیاوش ہمی بود ترسان ز بد۔ لغت فرس: ۱۰۸۔

۲- میرزا صاحب فرماتے ہیں: "اصل اس کی یہ ہے کہ سپید و شکم دو لغت جامد ہیں۔ ان پر الفِ وصل لاتے ہیں، چاہو کہو، یعنی اشکم و اسپید کو لغتِ اصلی اور شکم و سپید کو مخفف کہو"۔ (تیغ)

اُشتُرون : بہمزۂ مضمومہ و تای فوقانی مضموم ، زنِ عقیمہ یا بانجھ (فش، ق، قن)
اُشتُره : آلۂ حجامت - (فش، ق)
اِستِعذار : پوزش، پزش
اِستغاثہ : دادخواہی ، جامۂ کاغذی پوشیدن ، مشعل بکف گرفتن -
استفاده : درپیں زانو نشستن -
استقبال : پزیره -
آشتہ : بردزن دستہ ، بمعنی تخم پرخی از میوه - وآن خود مبدل منہ 'خستہ' است - وآن را چنانکہ 'استہ' گویند، 'ہستہ' نیز خوانند - (فش، ق)
استہزا : فسوس ، کلاغ گرفتن -
اِسفندارمَز و اسفندارمذ : ہم نام ماہست ، وہم نام روزے وہم نام سروش - (فش، ق)
اُسلوب : سان ، طرز -
اسم : نام (قن)
اُشتُر : اونٹ - (قن)
اُشتُلم : بضمۂ الف وضمۂ تا وضمۂ لام ، شدت - (د، تغ)

اِشتیاق: شاد خواست، خواہش۔
اُشغُر: بوزنِ اُشتر، اسم جانوری است خار دار کہ بہندی "سیہ" گویند۔ (پ، قن)
اِشکم: شکم۔ (تیغ)
اَشکوب: بوزنِ اَجمود، عبارت از درجۂ عمارت۔ (پ)
اِشگرف: شِگرف، نادر، عجیب۔
اِصطِکاک: بمعنی آوازِ گشودنِ در۔ (آ)
اَصَمّ: آگندہ گوش۔
اِطاعت: سر نہادن، گردن نہادن۔
اِعتراض کردن بر کلام: انگشت بحرف نہادن۔
اِعتراف: خط دادن، اقرار۔
اِعتکاف: گوشے میں بیٹھنا۔ (قن)
اَغَمّ: بنفشہ بد لفظِ عربی۔ (آ، خ)
اُفتد: واقع شود۔ (آ، خ)
اَفدَستائی[1]: یعنی نیایش۔ (م)

---

[1] لغت فرس: ۵، میں "افدستا" کو بسکونِ فاودال و کسرِ سین لکھ کر بتایا ہے کہ یہ پہلوی لفظ ہے جو "افد" بمعنی شگفت اور "ستا" بمعنی ستایش سے مرکب ہے۔

افراختن : افراخت، افراختہ۔ بجای خا، شین نیز آید، یعنی افراشتن
افراشت، افراشتہ۔ بحثِ مضارع در ہر دو صورت افرازد،
افرازندہ، افراز، سراسر بحث بحذفِ الف نیز مسموع
است۔ (پ)

افراز : بتقدیم رای بی نقطہ، صیغۂ امر است از افراشتن۔ (فش،ق)

افراطِ زحمت و رنج : در آب و آتش بودن۔

افروختن : افروخت، افروختہ، افروزد، افروزندہ، افروز۔
بحثِ مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ لیکن در بحثِ مصدر
حذفِ الف نتوان کرد، چہ اندران صورت افروختن و
افروخت، فروختن و فروخت می گردد، و آن بمعنی است
جداگانہ بمعنیٔ جداگانہ۔ (پ)

افروختنِ چراغ : برکردنِ چراغ۔

افزا : صیغۂ امر است از فزودن۔ (فش، ق)

افزار : بتقدیم زای نقطہ دار، و در عرفِ ہند اوزار گویند، بمعنیٔ
آلہ کہ جمع آن آلات است۔ (د، فش، ق)

افزودن : افزود، افزودہ، افزاید، افزای۔ سراسر بحث
بحذفِ الف نیز جائز۔ (پ)

اَفسار: بمعنیٔ پوزی۔ (آ، بہ، خ، د، س، فن، م)
اَفسَر: تاج۔ (آ، خ، د)
اَفسُردن: افسرد، افسردہ، ژند، افسرندہ، بحرکتِ را۔ فاعل وامر مسموع نیست۔ واین بحث بحذفِ الف نیز می آید۔ (پ)
افسوس: بالفِ مفتوح وواوِ مجہول، در فارسی بمعنیٔ حسرت وحیف ومرادفِ دریغ است۔ (فش، ق)
اَفشار: نامِ قومی است از مغولِ ایرانیہ۔ قبر مشلہا۔ (فش، ق)
اَفشُردن وفِشُردن: بیش از سہ معنی ندارد۔ یکی از جامۂ نمناک یا از میوۂ تازہ آب گرفتن، ہندیٔ آن نچوڑنا۔ دوم بزور در آغوش گرفتن یا بہ شکنجہ کشیدن، ہندیٔ آن بھینچنا۔ سہ دیگر چون با قدم یا با پای استعمال کنند، معنیٔ استوار کردن دہد، ہندیٔ آن گاڑھنا۔ افشرد، افشردہ، افشرندہ بحرکتِ را مضارع ونیز باضافۂ الف، یعنی افشارد۔ وفاعل وامر ازین مضارع استخراج شاید، افشارندہ، افشار سراسر این بحث بحذفِ الف نیز آید۔ (پ، فش، ق)
افطار: روزہ کھولنا۔
اُفقِ شرقی: کنایۂ خاوری۔

افکندن: بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ کافِ عربی، مصدری است پارسی و آن را "اپکندن" نیز نویسند و مبدلِ آن "اوکندن" است بلکہ "اوژندن" نیز، چنانکہ "شیر افکن" را "شیر اوژن" نویسند۔ در صورتِ اول مضارع "افکند" خواہد آمد و با ز "اوکند" و "اپکند" و "اوژند" ہر چہار بحرکتِ اول و ثالث۔ افکندہ، افکندہ، افکند بحرکتِ نون، افکنندہ، افکن، سراسر بحذفِ الف نیز مسموع۔ (پ، فش، ق)

اقامت: آبخورد۔

اقرار: خط دادن، اعتراف کردن۔

اکدِش: بالف و دالِ مکسور، دو تخمہ، خواہی انسان و خواہی اسپ کہ آن را "مُجَنَّس" گویند، آن کہ پدرش از قومِ دیگر باشد و مادرش از قومِ دیگر۔ (پ، فبح، ق)

اُلاغ: خر، گدھا۔ (فن)

انجال: ہمیدن۔

انغُشتن: بفتحۂ الف و ضمۂ فا[1]، بوزنِ افشردن، مرادفِ اندوختن

۱۔ لغتِ فرس: ۳۰، میں بفتحِ فا لکھ کر رودکی کا جو شعر مثال میں پیش کیا ہے اُس میں بجخت اور بسخت قافیے ہیں، نیز لفظِ الفغدہ بمعنیٰ اندوختہ کو بھی بفتحِ فا ہی لکھا ہے:

۳۳۴۔ در اصل یہ بھی الفغدہ ہی کا ایک لہجہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدی کے نزدیک ضمۂ فا کی جگہ فتحہ دیا ہے۔

جمع کرنا۔ الفخت، الفختہ یعنی اندوختہ، الفخد بفای مفتوح، الفخم بمعنیٔ اندوزم، الفخندہ، الفخ۔ معلوم باد کہ از الفخد کہ مضارع است، الفخیدن پدید می آید (پ، د، فغ، فش، ق، م)

الفِ صیقل[1] : عبارت از آن خطِ مستطیل است کہ ہنگامِ زدودنِ آیینۂ فولادی بر سطحِ آیینہ پدید آید۔ (م)

اَلَنگ : بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ لام، اسم دیواری است کہ دو بدوی لشکر کشند۔ و در ہندی قریب بدین معنی۔ (فش، ق)

امام : پیرہ و خشور، پیشوای دین۔ (فق)

اُمَّت : پرسانِ نبی۔

امروز : آج۔ (فق)

اَمشاسپَند : بمعنیٔ فرشتۂ رحمت۔ (پ)

امید : آس۔ (فق)

اَمیر : مرادفِ نامیرندہ۔ و در ہندی نامیرندہ را، امر بفتحتین گویند۔ (فش، ق)

اَنباشتن : مصدرِ اصلی است، و انبارد مضارع و انبار امر (فش، ق)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "فولاد کی جس چیز کو صیقل کرو گے، بے شبہ پہلے ایک لکیر پڑے گی۔ اس کو الفِ صیقل کہتے ہیں" (آ، خ، ع)

انباغ: بفتحۂ الف، بمعنیٔ دو زن کہ یک شوہر داشتہ باشند۔ و آن را بہندی سوت وسوکن نامند۔ (پ، قن، م)

انبان: بفتحہ، گون یا پورا۔ (د، قخ)

انبر: بوزنِ قنبر[1]، افزاری کہ آتش بدان کشند، و آن را "دسپنا" نامند۔ (پ، قن)

انبساط: لاپ، لاغ۔

انبوبہ: بوزنِ منصوبہ، لولہ را نامند کہ ہندیٔ آن ٹونٹی است (پ)

انبودن: مصدر یست بدالِ بی نقطہ[2] بر وزنِ افزودن، بمعنیٔ بہم آوردن و بہ دی ہم نہادن۔ ع: باغبانی بنفشہ می انبود۔

۱۔ لغتِ فرس: ۱۳۸، اور انجمن آرای ناصری میں "انبر" کو بفتحِ اول وضم ثالث وسکونِ ثانی لکھا ہے۔ خود میرزا صاحب نے بھی قادر نامہ میں انبر کا مزید علیہ انبورہ درج کیا ہے، جو اس کا ثبوت ہے کہ انبر کی "با" مضموم ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہاں انبر کو بوزنِ قنبر لکھنے میں سہو ہوا۔

۲۔ میرزا صاحب کو اس لفظ کے بدالِ منقوطہ اور بمعنیٔ آفرینش ہونے سے انکار ہے، حالانکہ لغتِ فرس: ۳۹۲ میں بمعنیٔ آفرینش لکھ کر رودکی کا یہ شعر سند میں پیش کیا ہے:

بود حق در خاک باشد یافتی ہ ہمچنان کز خاک بود انبوذنت

یعنی گلہای بنفشہ می چید و بر دی ہم می نہاد۔ (فش، ق)

اَنبُور : اَنبر، سپنا۔ (قن)

اَنبہ : آم۔ (قن)

انتظام : آراستہ شدن۔

انتظاری : بمعنی انتظار۔ (عس)

انجامِ جاوید پیوند : ترجمۂ ابد۔ (م)

انجامِ گزارش : فرجام۔

انداختن : ڈالنا۔ (قن)

اندام : بنون لغتِ فارسی است۔ (فش، ق)

اندراج : آمودن۔

اندرز : پند، نصیحت۔ (قن)

اندرزوا : بمعنی سرنگون۔ و درزوا نیز مستعمل است۔ (ب)

اندک : کم۔ اور اندک کا لفظ بھی اس معنی (یعنی سلب کلی) میں آتا ہے، بقول نظامی:

۔میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "انتظاری بمعنیٔ انتظار اساتذہ کے اِں فارسی میں موجود ہے"

۔دری کشا : ۱۰، بقیع اول و سوم۔

پس و پیش چون آفتابم یکی ست	فرو غم فراوان، فریب اندکی ست

یعنی فریب بالکل نہیں، نہ یہ کہ کچھ ہے۔ (فن، ن)

اندوختن : اَلفختن، جمع کرنا۔ اندوخت، اندوختہ، اندوزد، اندوزندہ، اندوز۔ (پ، د، ق، فن)

اندوختنی : توختنی۔

اندودن : اندود، اندودہ، اندای، اندائیدہ، اندای۔ (پ)

آندی : بالفِ مفتوح و دالِ مکسور، مرادفِ چندی[1]، عددِ مجہول را گویند۔ (د، م)

اندیشیدن : سگالیدن۔

انقلاب : چادر، گردش، تغیرِ حال۔

انکارِ وجودِ بدیہی : آسمان با پرد پوشیدن۔

انگارہ : بمعنیٔ نقشِ ناتمام است کہ این راہ گردہ، بلغتِ ڈیرنگا نیز گویند۔ و حاکا ہندیٔ آنست۔ دیگر ہر آہن و سنگ و چوب را کہ ہیئتِ خاص نداشتہ باشد و ہر ہیکلی کہ خواہند ازان تواننند ساخت، انگارہ نامند۔ متاخرین کہ استعارہ شیوۂ ایشانست بکر گفتنِ سرگزشت را نیز انگارہ

۱- قاطع میں ہے: "اندی بروزنِ چندی عددِ مجہول"

کردن سرگذشت، گفتہ اند و تا تمام گزاشتن گفتار و کردار را انگارد گزاشتن آن قول و فعل نوشتہ اند۔ (پ، د، فش، ق، م)

انگبین: شہد، عسل۔ (آ، قن)

انگشت بحرف نہادن: بمعنی اعتراض کردن بر کلام۔ (پ)

انگشتری: خاتم[1]۔ (آ)

انگوزہ: ہینگ۔ (قن)

انگیختن: انگیخت، انگیختہ، انگیزد، انگیزندہ۔ انگیز۔ (پ)

آوارہ: اوارجہ کہ مزید علیہ اوست، لفظی ست غیر متصرف بمعنی دفتر حساب۔ (فش، ق)

آوباریدن: ناخائیدہ فرو بردن۔ اوبار صیغۂ امر، و دو آخر تحتانی (اوباری) مثلہ۔ (مک)

آوند: بہر دو فتحہ، بمعنی عم، یعنی برادر پدر، چچا۔ (د، م)

آوَرَگ: بالف مفتوح بواو پیوستہ و رای مفتوح بکاف فارسی زدہ، بمعنی ریسمانی کہ آن را بسقف یا شاخ درخت بندند و سپاہیان گزارند و بہوا آیند و روند۔ و بہندی جھولا نامند۔ (پ)

---

[1] میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "خاتم بمعنی نگین غلط"۔ (T)

اُوزُمُزد: داؤمزد و ہرمزد و ہرمز، ہر چہار لفظ برای ہمزہ اسم مشتریست که کوکب علم است۔ (فق، ق)

اَوَرنْد: قلبِ اَرونداست که بفتحۂ نخستین و سوہین می آید و رای قرشت بلام مبدل می گردد۔ و چنانکه پیش ازین نوشتیم استعارۂ فر و شوکت و وقار و عظمت نیز دارد۔ (فق، ق)

اَوَرَنگ: بہ در آمدنِ رای قرشت درمیانِ واو و نون، بمعنی تخت[۱]۔ (فق، ق)

اوژندن: افگندن، اوگندن، مبدل منہ افگندن۔

اوفتادن: اوفتاد، اوفتادہ، اوفتہ، اوفتان فاعل این نیز مسموع نیست۔ ہمانا بحثش این بودہ باشد که اوفتادن فعل اضطراریست نہ اختیاری۔ دیگر باید دانست کہ این بحث بحذفِ واو نیز آید، یعنی افتادن بلکہ بحذفِ الف نیز درست است یعنی فتادن۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "تخت" اور اورنگ سلاطین کے جلوس کے واسطے ایجاد (؟) وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے موضوع ہے۔ نظر اس اصل پر سلطان کو زیبا افزای اورنگ، بی اضافۂ لفظِ سلطنت، اور امیر کو زینت بخشِ مسند، بے افزایشِ لفظِ امارت لکھو۔ (نامۂ غالب شاملِ عودِ ہندی)

اویژه: ناپاک را گویند۔ (فش، ق)

آی: حرفِ ندا۔ (رش)

ایبک: بہمزۂ مفتوح و موحدۂ مفتوح، قومی از اقوامِ ترک۔ (کم)

ایبتا: بر وزنِ زیبتا، در ہر دو زبان اسمِ آفتاب۔ (فش، ق)

ایثار: ارزانش۔

ایستادن: و استادن و ستادن، بمعنیٔ قیام آمده است۔ و چون مصدر بسہ صورت نشست، ہر آینہ مضارع نیز سہ صورت دارد: ایستد، استد و ستد، بسینِ مکسور و تای مفتوح۔ و حالِ مشتقاتِ دیگر نیز ہمچنین۔ (پا، فش، ق)

ایطا: وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں، جیسے الفِ فاعل گویا و بینا و شنوا، اور نون دالِ مضارع جیسے بزنند و بشکنند، اور الف نون حالیہ کا مانندِ گریان و خندان۔ پس اگر یہ مطلع میں آپڑے تو ایطای جلی ہے اور اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرارِ قافیہ ہو، تو ایطای خفی ہے۔ (ان)

اِکلیسیہ: بالفِ مکسور و یای مجہول و کافِ عربی مضموم، بمعنیٔ بزرگ و جا ہند۔ (فش، قا)

ایل: بالفِ مکسور و یای مجہول در زبانِ مغل گروه را گویند، و بمعنیٔ مطیع نیز آمده۔ (فش، ق)

ایلچی: وخشور۔

ایستا : بالف مکسور و یای تحتانی و نون و تای فوقانی زده،
بمعنی تجلی و زینت۔ (بر، ص ۴۰، ک ۱، دہلی اردو اخبار شمارہ
۱۴ جلد ۱۵ بابت ۱۳ ماہ اپریل ۱۸۵۳ء)

آیوارہ : بفتح الف، بمعنی سفر رفتہ۔ (بر، ص ۶، د)

آیوان : حالات بیان در ہندی ترجمۂ ابوالفضل (قش، ق)

---

۱ - انجمن آرا میں اس لفظ کو بروزن دیوار لکھا ہے۔ یہی رائے صاحب دری کشا کی ہے۔ اس نے معنی میں یہ لکھا ہے کہ "وقت عصر مقابل شبگیر یعنی صبح تا شام"

ب

ب: موحدہ علیٰ کے معنی بھی دیتی ہے، پس جو کچھ "پر" سے مراد تھی، وہ بای موحدہ سے حاصل ہو گئی۔ اور اگر بای موحدہ کے معنی معیت کے لیں، تو بھی درست ہے۔ (آ، خ)

باب: در۔

باج: ساو، خراج۔

باختر: بمعنیٰ مغرب۔ (ذ، ق، م)

باختن: کھیلنا۔ باختن، باختہ، بازد، بازندہ، باز۔ (پ، ق)

باخرس در جوال شدن: عبارت ہے صحبت سے، خواہی عداوت کے واسطے ہو، خواہی محبت سے۔ (س)

باخہ: اسم کشف۔ و آنرا سنگ پشت نیز گویند کچھوا (پ، ق)

باد: باد۔ (ق)

بادافراہ: و بادافرہ، سزای کردار بد۔ (پ، م)

بادِ برین: بحرکت دال، پچھوا ہوا۔ (د، وتیغ)

بادپران: در معنی مرادف بادخوان و بادفرہ شست، یعنی مردم ستای و خوشامدگوی۔ فرق درین سہ لفظ جز اینقدر نیست که بادخوان و بادفردش آنرا خوانند که ستایش و خوشامد پیشۂ خویش کند و جز این، ہنری نداشته باشد۔ و آنرا در ہندی بھاٹ گویند۔ و بادپران آنرا نامند که ستایش آیین وی باشد، نه پیشه۔ چنانکه ندیمان امیران را ستایند۔ و تشدید رای مہمله درین لفظ نه ضروریست نه ممنوع، بلکه تخفیف افصح است۔ ظہوری فرماید:

در کوی تو پرواز کنان بلبل و قمری
گل، بادپران، سرو، ہوادار ندارد

(فش، ق)

بادفرہ: و بادفره اسم چیزی مدور که ریسمانی دران انداخته بگردانند۔ و ہندی آن پھرکی است۔ (پ، قن)

بادنجان: بینگن۔ (قن)

باره: دخل۔ (د)

بارگاه: خرگاه، حضرت۔ (د، س، فش، ق)

بارنامہ: رونق۔ (پ، د)

بارو: فصیل۔ (د، م)

بارہ: قلعہ، دژ (د، م، فن)

باز: پھر، کھلا۔ باز باوجودِ معانیٔ دیگر افادۂ معنیٔ مدت نیز می کند، چنانکہ از دیر باز و از کودکی باز و از آن باز۔ (آ، فش، ق، قن)

باس: در لسانین مشترکست۔ بزبانِ دری افادہ بمعنیٔ بعید و در عرفِ اہلِ ہند ایما بمعنیٔ قریب، چنانکہ آب و نان دیشینہ و دوشینہ را باسی خوانند۔ دیگر باس در ہندی بمعنیٔ سکونت ست و در فارسی باش و باشندہ دیدہ و باش نویسند و گویند۔ و تبدلِ شینِ منقوطہ بسینِ بی نقطہ در ہر دو زبان دستور است۔ (فش، ق)

باشتان: بباتیٔ موحدہ، قدیم۔ (د)

باشنگ: آسا، وہان درہ، خمازہ، جمائی۔

باطل شدنِ ترکیب: از پیکار افتادن۔

باطل کردن: خط کشیدن، قلم کشیدن، محو کردن۔

بافتن: بافت، بافد، بافندہ، بات۔ بافندہ، جولاہ، جولاہ، جولاہا۔ (دیباچۂ فش، ق)

بالا: ہم قامت را گویند و ہم رفیع را و ہم افادۂ معنیٔ مقدار کند

در بلندی، چون نیزہ بالا و پیل بالا۔ (فش، ق)

بالاخوانی: خود را افزون تر از اندازہ ستودن۔ (پ)

بالان: بموحدہ در فارسی مرادف آستان و دالان بدال مبدل شد

آن۔ (فش)

بالش: تکیہ۔ (خ، تق)

بالکانہ: تابدان[1]۔ (پ)

بالیدن: بالید، بالیدہ، بالا، بالندہ، بال (پ)

بام: کوٹھا۔ (تق)

بانگ: آواز۔ (تق)

بانو: بموحدہ والف و نون مضموم و واو مجہول، مرادف خاتون۔

است در فارسی، و نیز بحذف الف و تشدید نون در

ہندی۔ (فش، ق)

باہو[2]: چوبدستی را گویند کہ شبانان دارند۔ (فش)

بایستن: بایست، بایستہ، باید مضارع۔ این را فاعل و امر

۱۔ لغت فرس: ۲۶۲ "بالکانہ دری کوچک بود در دیوار کہ از پنہان بیرون نگرند۔ و بود نیز کہ مشبک باشد۔"

۲۔ غالب نے اس لفظ کو غلطی سے ماہو بالمیم لکھدیا ہے۔

نما شد۔ (پ)

بپای: صیغۂ امر ست از پائیدن با ضافۂ بای زائدہ۔ (فش، ق)

بپچکن: مبدل بشکن است کہ آن صیغۂ امر ست از شکستن
بای موحدہ از زوائد است۔ (فش، ق)

بپوستین افتادن: بمعنی غیبت کردن۔ (پ)

بت پرست: شمن۔

بُتیارہ: بہ بای مفتوح، بلاء عظیم۔ (د، قع)

بحر: دریا۔ (فش)

بچراغ رسیدن: بمعنی توانگر شدن۔ (پ)

بُخت: بہاگ۔ (قن)

بُختی: شتر مست۔ (م)

بُخش: بمعنی حصہ و بہرہ۔ (فش، ق)

بخود فرو شدن: بمعنی متفکر و متحیر بودن۔ (پ)

بخور: کُندر (فی)

بخیہ بر روی کار افتادن: بمعنی ظاہر شدن امری پوشیدہ[1]

بخیہ زدن: آژدن۔

۱۔ لغت فرس: ۲۳۵، رشیدی، سراج اور مدی کشا میں بہای فارسی لکھا ہے۔

بد: نکوہیدہ، بُرا۔

بدا: بفتحہ بد معروفست، والف افادۂ معنیٔ کثرت کند۔ بسیار بد۔ (بر، د، فتح، س، م، کمند)

بدخو: بوزخیم۔

بدخوئی: خشم، غصہ۔ (قن)

بدر زدن: اگرچہ لغوی معنی اس کے ہیں باہر مارنا، یعنی بدر باہر اور زدن مارنا، لیکن روزمرہ میں اس کا ترجمہ نکل جانا۔ (آ)

بدرمان درمان: درعلاج عاجز۔ (د)

بُدی: مخفف بودی۔ (عس)

بذر: بذال، تخم، بوزن وصورت نذر، درعربی تخم را گویند۔ (خش، ق)

بر: بر، فر، بمعنی علی۔ (ق ق)

برابر دو بدن دوکس: یا جفت دو بدن۔

برادر: بھائی۔ (قن)

برادرِ پدر: اودر، عم، چچا۔

برآمدن: ودر آمدن کا استعمال بعض متاخرین نے عام کردیا ہے یعنی درآید سے برآید کے معنی لیے ہیں۔ لیکن درکشیدن اور

ہے اور کشیدن اور کشیدن کی جگہ درکشیدن، بلکہ برکشیدن
کی جگہ درکشیدن نہ چاہیے۔ (آ)

برآوَرْد: تخرجہ۔ (د)

بَرایہ: بیای مفتوح سبب۔ (د، فغ)

بَرلَشت: بفتحتین، بمعنیٔ قاعدہ، قانون۔ (د، م)

برتافتن: برکاشتن۔

برجِ ثور: گاو۔

برجِ عقرب: کژدم۔

برجیس: زاوش، سعدِ اکبر، مشتری۔

بَرخ: بمعنی پارہ و لخت است۔ و برخی بمعنیٔ لختی و پارہ۔ (فش،
ق)

برخود بالیدن: کنایہ از ناز کردن و فخر کردن۔ (پ)

بَرخی: بفتحتین بر وزن ترکی، بمعنیٔ صدقہ و قربان۔ (بہ، پ)

برخیز: اُٹھ (فن)، برداروپیڑ وہ: اُچکا، اٹھائی گیرا۔ (تیغ)

بُردن، بُرد، بُردہ، بِرند بحرکت فتحی را، برندہ۔ (پ)

بُرز: کہ قافیہ آرز و ہرز است در فارسی بمعنیٔ زراعت آمدہ
است۔ (فش، ق)

برزه: بروزن برزگر، اسم فاعل زراعت است، بمعنی کشاورز، چنانکه ناصر خسرو علوی فرماید:

چو ورزه به انگار بسپردن رود
یکی نان نگیرد بزیر بغل

دیگری سرایه باغ برزگری واشتبکی تازه باغ۔ در شعر
اول ورزه مبدل عنه برزه است۔ و انگار مخفف آبکار
و آبکار مقلوب کار آب۔ حاصل آنکه چون کشاورز بهر
آب دادن کشت از ده بدشت میرود، نان با خود میبرد
و این از اتفاقات است که بذر بذال ثخذ، بوزن قصورت
نذری در عربی تخم را گویند۔ و هم اندیشیدنی است که دبیران
روزگار هر کجا برزگر دیده اند بذرگر نوشته اند۔ (فش، ق)

برزن: بهره و قسمت، محلہ۔ (د)

برسان: بمعنی است آمده۔ اہل مضاف الیہ قیاس کنند، یعنی
برسان فلان نبی۔ و آن خود پیداست که بر بمعنی علی
و سان بمعنی طرز و اسلوب است۔ (فش، ق)

برشم: بو سواک از روی مجاز کہتے ہیں۔ ورنہ وہ دانتوں میں
چبو داتن مانجھنے کا آلہ ہے۔ ایک روئیدگی خاص کی نرم نرم

شامل ہیں کہ ترنّم پڑھتے وقت بات نہیں رکتے ہیں۔ (تیغ)

برشتن : بیا ورای مکسور، برشت۔ این را مضارع نباشد۔ (پ)

بِرِش دید : بضمہ بای موحدہ و تشدید رای قرشت مکسور بمعنی زدہ، ترجمہ قطعِ نظر۔ (د، م)

برشکستن محفل : عبارت از پراگندہ شدن مردم آن مجمع (پ)

برق : آذرگشسب، بجلی۔ (د، قن)

برکاشتن : مرادف برتافتن و گردانیدن و گرداندن است۔ و تا این کلمہ تنہائی، یعنی بای ابجد و رای قرشت، در اول نفزاید، معنی گردانیدن ندہد۔ و تا لفظ رو یا رخ در اول نیارند، تنہا برکاشتن معنی روگردانیدن زنہار ندہد۔ (قش، ق)

بَرَکت شدن : بفتح با و فتح را و فتح کاف، بمعنی تمام شدن آید۔ (پ)

برکردن چراغ : بمعنی افروختن چراغ۔ (پ)

بِرکہ : بکسرۂ بای موحدہ و فتحۂ کاف تازی و اخفای ہای ہوز، بمعنی حوض۔ (م)

۱۔ لیکن دقش میں بحرکت نہیں، لکھا ہے۔

برگ : پتا سازوسامان - (ق)

برگ ریز : پائیز، خزاں -

برگِ عافیت : مایۂ آرام - (ع)

بُرنا : نوجوان - (د، قط، ق)

بَرنہاد : بمعنیٔ دستور و قانون و قاعدہ - (د، م)

بروت : سبلت، مونچھ - (ق)

بُرون : بمعنیٔ سوا - (د)

بروی ہم نہادن : انبودن -

بَرہّہ : حمل، میگھ - (د)

برہنہ : ننگا، عریان -

بَرید : بروزنِ بعید، بمعنیٔ قاصد - (م)

بریدن : کاٹنا، بریدہ، بریدہ، بروزنِ بای مضموم، برنیدہ

این بحث بتشدید را نیز می آید - (پ، ق)

بریدم من از فراغ : یعنی قطعِ نظر کردم از فراغ و نومید شدم

از فراغ - (آ، پ، ق)

برینی : علوی - برینیان : علویان - (د)

برزگر : فربہ، بیہ -

بزرگی : فرتاب، پرتاب
بزور در آغوش کشیدن : افشردن، فشردن، بھینچنا۔
بزور فرو کردن چیزی در چیزی : سپوختن۔
بزہ مند : یعنی مجرم۔ (م)
بَست : بفتحِ با، صیغۂ ماضی، و اسمِ طنابی است کہ در اِصطبلِ
خسروانِ ایران بندند و ہر گنہگار کہ خود را بوی رساند، از
انتقام ایمن باشد[1] (پ)
بِشت : بیں، تومان، ثمن۔ (ق)
بِستر : بچھونا۔ (ق)
بَستن : باندھنا۔ بست، بسته، بندد، بندنده، بند۔ فاعلِ این
در عبارت بکار رفتی رود۔ (پ، ق)
بسر زلفِ سخن رفتن : یعنی بنا زند تکبر حرف زدن۔ (پ)
بسفر رفتن : پاخالی کردن۔
بسیار بد : بدا۔

---

[1] انجمن آرای میں لکھا ہے: "و در این زمان اصطلاح شده کہ مردی کہ
از بیم با صطبلِ پادشاہ گریزد یا در مرقدِ امامزادہ پناہ بردہ بنشیند
تا بتحقیقِ امرا و برسند، گویند: بست نشستہ"

بیتھل : لغتی است یا مثالی و لفظی است قدیم ، چنانکہ اشتر و گلو بریدہ ۔ (فش ، ق)

بیچ : لغتِ فارسی ، بمعنی قصد است ۔ (بُرہ ، فش ، ق ، م)

بسیط : آروند ، آلوند ۔

بشانجہ کشیدن : افشردن ، فشردن ، بھینچنا ۔

بشو : صیغۂ امر است از شستن ۔ ترجمہ کن ، بمعنی ، دھونا ۔ (دق)

بطنِ الشیشہ : بیابان ۔

بگریز : بھاگ ۔ (ذش)

بگزار : فروہل ۔

بگو بشنو : دو صیغۂ امر ہیں گفتن و شنیدن کے اور کاف پر موحدہ زائدہ ہے ۔ مضارع گوید و شنود اور امر گو اور شنو ۔ (تیغ)

بلبل : ہزار ، ہزار دستان ، ہزار آوا ۔

بلند آوازہ گشتن : بمعنی شہرت ۔ (فش ، ق)

بنا بآب رسیدن : لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن ، متعدی باجماع جمہور اہلِ زبان ہے ۔ یعنی ہم بمعنیٔ استحکام و ہم بمعنیٔ

۱۔ انجمن آرا : بائے اول مفتوح و ثانی مکسور و یائے مجہول ۔ دلخت فرس :
" " بیانی فارسی "

انہدام۔ درصورت استحکام نیو کا گہرا کھودنا مقصود ہے۔
اور درصورت انہدام، لطمۂ امواجِ سیلاب مدِّ نظر ہے۔
آب در بنا رسیدن، بمعنیٔ خرابیٔ بنیاد قیاس ہے۔ اساتذہ کے
کلام میں میں نے نہیں دیکھا۔ اگر آیا ہو تو درست ہے۔ ہاں،
بآب رسانیدنِ بنا کہ بظاہر "آب در بنا رسیدن" کا متعدی
فیہ ہے، بلغا کے کلام میں نظر آیا ہے۔ لیکن اضداد میں سے
ہے۔ بمعنیٔ ویرانی۔ بنا مستعمل و ہم بمعنیٔ استحکام بنا داس کا
لازم ڈھونڈیے، تو رسیدنِ بنا بآب ہے، نہ رسیدنِ آب
در بنا، جیسا کہ نعمت خانِ عالی کہتا ہے:

نیست محکم، گر رسد بنیاد و بنا تا بہ آب
چون حباب، این خانہ بی بنیاد بنیادیم ما

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدنِ بنا تا بآب موجبِ استحکام
ہے۔ اور شاعر باوجود دلیلِ استحکام بنا کو نا استوار جانتا
ہے۔ صائب کہتا ہے:

چگونہ شمعِ تجلی ز رشک نگدازد؟
رُخِ تو خانۂ آیینہ را بآب رساند

حاجی محمد جان قدسی:

بگوشِ عطایش رساند این خطاب
کہ بنیادِ کان را رساند بہ آب

یہ دونوں شعر مفیدِ معنیٔ ویرانی ہیں۔ قصہ مختصر، بآب رسیدنِ بنا، خرابیٔ خانہ و بآب رسانیدن، متعدیٔ آن و رسیدنِ آب در بنا، نامسموع۔ (رع، عس)

بنابران: لا دبران۔

بنازونکبر حرف زدن: بسرِ زلفِ سخن رفتن۔

بُندار: بمعنیٔ داروغۂ توشک (توشہ) خانہ۔ (ایا، پپ، س)

بُندباز: بمعنیٔ رسن باز۔ و ریسمان باز نیز گویند۔ و آن را بہندی نٹ گویند۔ (پ)

بندگی: عبادت۔ (فن)

بُندہ: ببای موحدۂ مضموم است۔ بُندہ بروزن گُندہ، و بُند بروزنِ تند، چنانکہ بوند در ہندی باندک تغیر از توافقِ لسانین است۔ (فش، تی)

بنوا آوردن: چنگ و نی و امثال این را نواختن۔

بَوار: ببای مفتوحہ بمعنیٔ مانند۔ (رم)

بودن: بود، بودہ، بو بجز کسِ داد۔ چون از بن مضارع

استخراجِ فاعل و امر نخواستند، این مصدر را مضارعِ دیگر دادند. و فاعل و امر ازان بدر کشیدند۔ باشد، باشندہ، باش۔ (پ)

بود اور باشد کہ دونوں صیغے مضارع کے ہیں، بمعنیٔ ہست البتہ آتے ہیں۔ (آ)

بوسہ: چُمّی، ترجمۂ قُبلہ۔ (قن، م)

بوسیدن: بوسید، بوسیدہ، بوسد، بوسندہ، بوس۔ و آن بدو معنی است۔ و فاعلِ آن بمعنیٔ دوم رسم نیست۔ (پ)

بوشاسپ: و بوشپاس[1]۔ قلبِ ہمدیگرد در معنی ترجمۂ رویا ست و دو لغت نیست، یک لغت است کہ بصفتِ قلب دو صورت پذیرفتہ است، مانند: پلارک و پرالک و کنارہ کران و نیام و میان۔ (قش، ق)

بول کردن: آب تاختن۔

بُوم: بموحدۂ مضموم، در پارسی زمین را گویند، و در ہندی "بھوم"، بتغییرِ لہجہ و آمیختنِ موحدہ بہای ہوز۔ (قش، ق)

بومادران: ژاپیز۔

۱۔ انجمن آرا میں با اول مضموم وواو مجہول اور دری کشا میں خ بواو معروف لکھا ہے۔

بہا: قیمت، مول، نرخ۔ (ق)

بہباد: عافیت۔ طلبِ عافیت۔ (د)

بہرام: مریخ۔ (د)

بہرام روز: بسکونِ ہیم، سہ شنبہ، منگل۔ (د، ق)

بہرہ: بخش، حصہ۔

بہم آوردن: انبودن۔

بہشت: جنت، روضۂ رضوان، فردوس، مینو۔ (فش، ق)

بی آرام: نعل در آتش، بی چین (ق)

بیابان: جنگل۔ دشت، صحرا۔

بیاره: بیای مفتوح[۲] آن رو شیدگی را گویند کہ ساقش افراختہ نبود مثل خربزہ و خیار و کدو۔ و ہندی آن را بیل گویند۔ بیای مکسورہ۔ (پ)

بی پیر: تورانی بچہ ہای ہندی تراد کا تراشا ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۔ کلیاتِ نثرِ فارسی میں دستنبو کے خاتمے پر فرہنگ الفاظ دی گئی ہے۔ معنی اول اس میں مندرج ہیں۔ معنیِ ثانی دستنبو کے جداگانہ چھپے ہوئے نسخے میں غالب نے اپنے قلم سے حاشیے پر لکھے ہیں۔

۲۔ انجمن آرا: "بروزنِ شمارہ بمعنیِ درختی کہ ساقِ آن افراشتہ نبود"

میرزا جلال علیہ الرحمہ مختار ہیں اور اُن کا کلام سند ہے۔ پھر کیا مجال ہے کہ اُن کے ہاتھ سے ہوے لفظ کو غلط کہوں۔ لیکن تعجب ہے اور بہت تعجب ہے کہ امیرزادۂ ایران ایسا لفظ لکھے!۔۔۔ یہ پھر ایک لفظ ٹکسال باہر ہے۔ (آ۔خ)

بیت الحرام: کعبہ (ق)

بی حرکت و بی حس: ٹھنڈا، افتادہ۔

بی خبری: سودیس۔

پختن [1]: پخت، پختہ، پزد، پزندہ، پز۔ این معنی نگر را ندرانیا چیزہای خشک است از پارچہ مثل آرد وغیرہ۔ (پ)

بیخود: مدہوش۔

بیدار بودن: جاگنا۔ (ق)

بیرنگ: خاکا۔ (پ، د)

بیرون کشیدن: آ۔ خ۔

بیش: بیای موحدہ، نام قسمی از اقسام زہر۔ (ق، ق)

---

[1] پنج آہنگ کے نسخۂ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں پختن مع مشتقات بای فارسی سے لکھا ہے، اور کلیات نثر مطبوعۂ نولکشور ۱۸۶۸ء میں مصدر بای ابجد سے اور بقیہ مشتقات بای فارسی سے لکھے ہیں۔

بےنشہ : گمنام ۔
بیضہ : خایہ ، خایک ۔ ہاگ ۔
بیقرار کردن : آبگینہ در جگر شکستن ، خار بہ پیرہن ریختن ، شرار بہ پیرہن ریختن ۔ شیشہ در جگر شکستن ، لعل در آتش نہادن ۔
بیکارہ : آنکہ کار نیاید ۔ (فش ، ن)
بیکس : آنکہ ہیچ یار و غمخوار نداشتہ باشد ۔ (فش ۔ ن)
بیل : بچاوڑا ۔ (د ، نغ ، فن)
بیمار داری : تیمار ۔
بیمر : یعنی بیشمار ، بیحد ۔ (د ، م)
بیمراد : آنکہ ہیچ مراد نداشتہ باشد ۔ و این کمال غناست ، غنی ۔ (ع ، فش ، ن)
بینوا : رُت ۔ تہیدست ۔
بینی : ناک (فن)
بیوگ : بیای موحدہ مفتوح و یای تحتانی مضموم و واو معروف ، عروس را گویند ۔ و بیوگانی عروسی را خوانند[2] ۔ و ہمین پیوست

---

۱ ۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں : " وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوشِ مدعا سے سادہ ہو " از قسم بے مدعا ، و بے غرض و بے مطلب ۔ (عس)

۲ ۔ لغتِ فرس : ۲۷۸ ، ۵۲۸ ، " بیوگ عروس و بیوگانی عروسی "

کہ در ہندوستان بہای ہوزا شتہار دارد، یعنی ہو۔
چنانکہ بانو کہ لفظِ فارسی الاصل است، در ہند بحذفِ الف
و تشدیدِ نون مشہورست ۔ . . . این کہ مردم ہیو را بیوگ گمان
کردہ و کافِ پارسی را جزءِ کلمہ دانستہ اند، ناشی از فریبی است کہ در
لفظِ بیوگانی خوردہ اند چنانکہ از زندہ زندگانی و از مژدہ مژدگانی ۔
حال آنکہ این قیاس غلط است ۔ ہای مختفی خود در آخرِ این
اسم نیست کہ بجافِ فارسی بدل شود. کافِ پارسی نیز نیست
لاجرم اہلِ زبان وقتی کہ وضعِ مصدر خواستند، چون بیو، ہای
مختفی در آخر نداشت، دانستند کہ بغیر افزودنِ لفظی کہ بالف
پیوندد، الحاق یای مصدری محال است کاف فارسی
افزودند تا بیوگانی صورت گرفت ۔ (قتن، ق)

پ

پای: در ہندی پانو گویند، کہ با گانو قافیہ تواند شد۔ (فش، ق، قن)

پا از پیش رفتن: بمعنی لغزیدن یا افتادن شخص (سپ)

پا افزار: اسم کفش است، یعنی آلۂ پا۔ (فش، ق)

پا افشردن: پا استوار کردن، گاڑھنا۔

پاجامہ: اسم شلوار است، یعنی جامۂ پا۔ (فش، ق)

پاچایہ: بجیم تازی، اسم مستراح است۔ و این کہ در عرف مستراح را پاخانہ گویند، ہمان تصحیف پاچایہ است کہ شہرت

۱۔ میرزا صاحب نے تیغ تیز میں لکھا ہے کہ "فارسی میں رجل کو پای کہتے ہیں اور بصورت تخفیف، تحتانی کو حذف کر کے پا کہتے ہیں"۔

پا فشا۔ (فش، ق)

پاجفت دویدن: برابر دویدن دو کس۔ (پ)

پاچاک: غوشاک، آپلا۔

پاچنگاو: کراع بروزن غراب، جمع اکارع۔ (نیغ)

پا خالی کردن: بمعنی بسفر رفتن۔ (پ)

پای باف: جولاہہ۔ (پ)

پایخوان: بمعنی ترجمہ۔ (د، فش، ق، م)

پاد: بمعنی بزرگ، پادشاہ یعنی سلطانِ عظیم، پادستاہ

۱۔ میرزا صاحب تیغِ تیز میں لکھتے ہیں: "پاخانہ و پاجایہ دونوں متحد المعنی ہیں۔ وہ پانو کا گھر، یہ پانو کی جگہ۔ قدم جای و قدم خانہ دونوں اُن کے مرادف۔ یعنی ایک اور اسم جا۔۔۔ پاجایہ میں ہای ہوز نسبتی نہیں، ہای زائدہ ہے، جیسے پس و پسہ، آتش گیر و آتش گیرہ۔ بلکہ عربی لغات میں بھی جیسے موج و موجہ، یا جیسے سبز کے آگے ہای ہوز بڑھا کر سبزہ ایک اسم قرار دیا ہے۔ اسی طرح پاجای کے آگے ہای ہوز لا کر اسم بنا دیا۔ وہ اصل تھ پاخانہ پانو کا گھر تھ پانو کی جگہ۔ پای اور پا زبانِ فارسی میں اردوان اور اندل چیز کو کہتے ہیں۔ جیسے کناس کو پاکار۔ چونکہ یہ گھر اور جگہ ذلیل ہے، اس کو پاخانہ اور پاجایہ کہا۔"

بموحدہ غلط[1]، مخففِ پادیاب، بمعنیٔ شستن۔ پادزہر یعنی
شویندۂ زہر[2]۔ (تیغ)

پاداش: بمعنیٔ جزای عمل نیک آید۔ (پ، د، م)

پادیاب: وپادیاو ہر دو لغت بدال ابجد، اول بہای موحدہ
در آخر و دوم بواو در آخر، بہ زبانِ فارسیٔ قدیم شست
وشو را گویند و بس[3]۔ (خش، ق)

پاڈیر: بدالِ بی نقطہ، چوبی را گویند کہ در زیر سقفِ شکستہ
نہند، وآن را در ہندی اڑواڑ گویند۔ (قش، ق)

پاردم: دمچی۔ (قن، م)

پارسا: در ہندی سادہ بہای مختلط در آخر۔ (خش، ق)

پارہ: برخ، لخت، لتہ۔

پازاج: بجیم سہ نقطہ زنی را گویند کہ خدمتِ زنانِ باردار کند

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "پاد بڑا پرانا لغت بمعنی بزرگ ہے۔ اور اسی سے مرکب ہے پادشاہ یعنی سلطانِ عظیم۔ بادشاہ بموحدہ غلط ہے۔ چونکہ ہندوستان میں پادگوز کو کہتے ہیں، اس لیے بای فارسی کی جگہ موحدہ لگا دی ہے۔" (تیغ)

۲۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ازالۂ سمیت کا استعارہ ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے تیغِ تیز میں لکھا ہے کہ جزِ سم اور کشتی دھونے کو پادیاب کہتے ہیں۔"

و بچہ از شکم بروں آرد۔ و در عربی آنرا قابلہ گویند، و در ہندی
دائی جنائی۔ و آنرا پیش نشین نیز گویند۔ (پ، تیغ، فرق، ق)

پاساد: بمعنیٔ حفظ و ضبط۔ (پ، د)

پاسیز: بمعنیٔ دلیل و رہنما۔ (پ)

پاشیدن: پاشید، پاشیده، پاشند، پاشنده، پاش (پ)

پاغند: روئی کی پونی۔ (قن)

پاغوش: بغین مضموم و واو مجہول، بمعنیٔ مغولہ۔ (پ، م)

پاک: دیژه، پاکیزه۔

پاکار: خاکروب۔ کناس۔ (تیغ، د)

پالا: امر ست از پالودن۔ و اسپ کوتل را گویند۔ (پ)

پالا آہنگ و پالہنگ: مخفف پالا آہنگ است۔ یعنی کشندۂ
اسپ کوتل۔ و این اسم ریسمانیست کہ آنرا بہندی باگ ڈور
نامند۔ (پ، م)

پالوان و پالوانہ: در یک فرہنگ ہر دو بنون اسم طائری سیاہ
رنگ می نویسد کہ غیر پرستوک است۔ (فق، ق)

پالودن: پالود، پالوده، پالاید، پالاینده، پالای۔ این بمعنیٔ
گزرا ندن سائلات است از پارچہ مثل آب و شراب۔ (پ)

پاہنگ : بہای مفتوح ، اسم دیگر آن پا افزار ، عبارت از کفش پاست - (پ)

پاپیز : قافیہ کا پیز ، اسم خزان ست - و میزان و عقرب و قوس ، این سہ ماہ فصل خزان ست - و این را پاییز و برگ ریز نیز نامند (پ ، فش ، ق)

پایاب : معروف - و بمعنی طاقت و مقدور - (پ)

پتیا : با ول مفتوح ، در پارسی قدیم بمعنی پیام - و پاتی در ہندی بمعنی مکتوب - (فش ، ق)

پختن : پخنتہ ، پختہ ، پزد ، پزندہ ، پز - (پ)

پخچیدن : بمعنی با زمین ہموار شدن چیزیست کہ آنرا بزور بر زمین زدہ باشند و پخشیدن مبدل منہ آن - (فش ، ق)

پخسیدن : بپای فارسی مفتوح و سین مہملہ مکسور بر وزن بخشیدن ، بمعنی پژمردن است از گرمی باد سموم و تپش آتش تیز - و پخسانیدن و پخسانیدن باضافہ تحتانی متعدی آن - (فش ، ق)

پدرزن : بکسر اضافت سسرے کو کہتے ہیں - خسر لغت عربی نہیں - ہندی کا مفرس - (ح)

پرویزن : غربال، چھلنی (ق)
پَرّہ : نتھنا - (ق)
پرہیزگار : خشک دامن، متورع -
پری افسای و پریخوان : کسی را گویند کہ علم تسخیرِ جنات داشتہ باشد - (فش، ق)
پریدار : آنست کہ یکی از ارواحِ خبیثہ یا دی یار شدہ باشد و او معرکہ گیری کند و بساطی گسترد و گل بر افشاند و بصدای دف و دہل برقص آید و سر جنباند و دران حالت از مکنونات ضمیرِ مردم خبر دہد و ظہورِ این حالت از بہرِ وی اختیاری باشد - ہرگاہ خواہد، چنین کند، ورنہ دائم ہوشمند باشد و بکارہای دنیا پردازد - (فش، ق)
پری زدہ و پری گرفتہ : کسی را گویند کہ ارواحِ خبیثہ او را بقہر و تسلط فرو گیرند - لاجرم این چنین کس پیوستہ رنجور و مجنون و بیخود باشد - بلکہ بسا مردم درین رنج بمیرند و در عرف این علت را آسیب نامند - (فش، ق)
پریدن : پرید، پریدہ، پرد، پرندہ، پر، (پ)
پرلیشیدن : مصدرِ اصلی حقیقی نیست - از بہرِ ضرورت یا برای

تفتن پریشان را کہ اسم جامد است متصرف ساختہ اند ، پریشد صیغۂ مضارع است از پریشیدن[1]۔ (قش ، ق)

پژوش: پژوش ، عجز ، استمداد۔

پژه و پوزه دان: چیزی کہ بر آن دُردان و میدہ باشد۔ (فش ، ق)

پژیرفتن: پژیرفت ، پژیرفتہ ، پژیرد ، پژیرندہ ، پژیرہ نوشتن بذال نزد نامہ نگار خطاست گرفتم کہ در پژرفتن و پژیرفتن ذال عربی بجای زای ہوز مظنون جمہور است۔ (بہ ، فش ، ق)

۱۔ لغتہائے فرس: ۱۳۵۔ دری کشا: ۱۹ میں پراشیدن کے معنی پریشان شدن و بیخود گشتن لکھے ہیں۔ اور صفحہ ۲ پر پرشیدن کے معنی پریشان گردانیدن و بیخود گشتن بتاتے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں فرماتے ہیں: "خلاصہ میری تحقیق کا یہ ہے کہ پزیرفتن گزاشتن ، گزشتن ، گزاردن اور ان کے مجموع مشتقات اور اسمای مشہورہ و اعلام مثل آذر ، اسفند ارمز وغیرہ سب زای ہوز سے ہیں۔ اور گنبد اور کاغذ اور گنبد یہ نیم لغتہ بھی دال ہیں۔ اور یہ فارسی قدیم کے موافق ہے۔ گنبد کی دال پر نہ اسلاف نقطہ دیتے تھے نہ اخلاف دیتے ہیں۔ گنبد کی دال پر نقطہ دیتے ہیں وہ لغو اور پوچ اور بےخبر ہیں۔ کاغذ کو نقطہ دینا اور پڑھنا ناچار قبول کرنا پڑا ، اور مرگ انبوہ کو جشن سمجھنا پڑا۔"

پذیره: بہای ہوز، بمعنیٔ استقبال و استقبال کنندہ۔[1] (د، م)

پزشک: بیا و زای فارسی مکسور، بمعنیٔ طبیب و حکیم۔ پزشکان جمع
آن، حکما۔ (پ، د، قخ)

پژمردن از گرمی: پخسیدن۔

پژمرده: نژند۔

پژوهیدن[2]: پژوهش، پژوهیده، پژوهنده، پژوه۔ (پ)

پساوند[3]: در نظم ردیف را گویند۔ (د، قش، ف)

پست: بیای مکسور، عربی سویق، و ہندی آن ستّو۔ و آن
آردی ست بریان۔ (پ، قن)

پسودن[4]: بیای فارسی، ترجمۂ لمس و مساس است، چھونا

۱۔ لغتِ فرس: ۴۷۷، پذیره بالذال و ہای ہوز در آخر بمعنیٔ استقبال و
دری کشا: ۲۰، پذیرا بفتحِ اول و الف در آخر بمعنیٔ استقبال کنندہ۔ میری
دانست میں دستنبو، طبع نولکشور کے کاتب نے غلطی سے الف کی جگہ ہا ئے ہوز
لکھ دی ہے۔

۲۔ دری کشا: ۲۰، بکسرِ اول بمعنی تجسس کردن، عربی تفحص۔

۳۔ دری کشا: ۲۱ بفتحِ اول۔ لیکن دستنبو صفحہ ۲۰ میں میرزا صاحب نے بمعنیٔ قافیہ لکھا ہے۔

۴۔ دری کشا: بروزن شنودن۔ صفحہ ۲۱

و لپسودہ مفعولِ آن، چھوا ہوا۔ و ناپسودہ نقیضِ آن، یعنی اچھوتا۔ (د، قغ، فن، ق)

پشتِ چشم نازک کردن: یعنی آزردہ شدن از راہِ ناز۔ (پ)

پُشتہ: کرلیہ، تل۔

پُشتہ و پوشتہ: چیزی کہ دُرون برآن دمیدہ باشند۔ (نش، ف)

پُشکا[1]: مینگنی۔ (قن)

پشہ: مچھر۔ (فن)

پشیمانی: ندامت۔

پلارک[2]: ہم تیغ و ہم جوہر تیغ (تلوار)۔ (ہ، پ، د، قغ)

پلہ: بہای فارسیٔ مفتوحہ و لامِ مفتوحہ، ہندیٔ آن پیوسی۔ (پ)

پن: بہای فارسیٔ مفتوح، لیکن۔ (د)

پناہ: بہای فارسیٔ مفتوح و نونِ بالف و میم زدہ، مجازاً التعویذ را نامند۔ (فن، ق)

پناہ: ہندی آسرا۔ (آ)

پنبہ: روئی۔ (قن)

۱۔ لغتِ فرس: ۲۹۳، بضمِ بای فارسی۔

۲۔ بروزن تبارک۔ دری کتا: ۲۱۔

پنبہ دانہ : بنولا۔ (قن) پنجاہ : پچاس۔ (قن)

پند : اندرز، نصیحت۔ (قن)

پونت : بباے پارسی مضموم و واوِ معروف، در پارسی جگر را گویند و در ہندی پسر را۔۔۔ ہمانا پونت فارسیٔ قدیم است۔ (فش)

پود : بانا۔ (قن)

پودنہ : اسمِ طائری است مشہور۔ (فش، ق)

پودینہ : بروزن موشینہ، تزہ را گویند کہ عربیٔ آن نعناع است (فش، ق)

پوزش : پُزش، عجز، استغفار۔ (فش، ق)

پوست : کھال۔ (قن)

پوشتن : بباے فارسیٔ مضموم و واوِ مجہول، و پُشتن بی واو، مصدری است پارسی الاصل، و مضارع نیز دو صورت دارد: پوزد و پُزد۔ ہرآینہ مصدرِ مضارعی نیز دو گونہ میتوان ساخت: پوزیدن و پُزیدن۔ اما معنیٔ این ہر چہار، دعا خواندن و بر آب و شربت دمیدنست۔ و این چنین دعا را در پارسی "دُردن" گویند بدالِ مضموم و راے مضموم و واوِ معروف۔ و چیزی را کہ دُردن بران دمیده باشند، پوشتہ و پشتہ و پوزہ و پزہ گویند۔ و پوزش و پُزش حاصل

بالمصدر پوزیدن و پژدن است که مجازاً بمعنی عجز و استمداد آید۔ (فش، ق)

پوشتہ و لپشتہ: چیزی کہ دُردن بران دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پوشیدن: ہم لازمی و ہم متعدی۔ پوشید، پوشیدہ، پوشند، پوش۔ (پ)

پولاو: ہمان مبدل منہ فولادست کہ لغنی است در ہر شہر و دہ مشہور (فش، ق)

پولہ: ہا تائی مجہول، مشعل۔ در ہندی نیز بدین معنی شہرت دارد (فش، ق)

پوییدن: پویید، پوییدہ، پوید، پویندہ، پوی۔ (پ)

پہنا: عرض۔ (د)

پیام: پیتیا۔

پیر: سالخوردہ، بوڑھا۔ (فن)

پیراستن: پیراستہ، پیراستند، پیراید، پیرایندہ، پیرا صیغۂ امر استشہادانہ پیراستن۔ و این مصدر مع مشتقات بفتح بای فارسی است۔ (پ، فش، ق)

پیرامن: گرداگرد۔ (دق)

پیرخرف: ستراہبترا۔ (آ، خ)

پیرہ دخشور: امام۔ (فش، ق)

پیشرو: مقدمہ، الاپ۔ (بر، س، ق)

پیش نشین: ہندی آن دائی جنائی۔ (پ)

پیغارہ: بفتحۂ بای پارسی، بمعنیٔ طعنہ۔ (پ، د، م)

پیغمبر: دخشور، ایلچی، پیمبر، رہنما۔ (فش، ق، قن)

پیغولہ: بیای فارسیٔ مفتوح، بمعنی گوشۂ از دشت وصحرا۔ گھاٹی، وبمعنیٔ گوشۂ چشم نیز آید۔ (پ، د، قغ)

پی کور کردن: بکافِ تازی مضموم، مرادفِ پی گم کردن۔ (پ، م)

پیل: ہاتھی۔ (د، قن)

پیمبر: پیغمبر، دخشور، ایلچی، رہنما۔

پیمودن: پیمود، پیمودہ، پیماید، پیمایندہ، پیمای۔ (پ)

پینہ: بوزن تنیہ، پیوندِ چرمین خصوصاً وہر پیوند عموماً۔ وبہندی آن تھگلی۔ مرادفِ تگل۔ (پ، فش، کم)

پیوستن: پیوست، پیوستہ، پیوند۔ فاعلِ این ازین جا کہ تلفظِ این شتافرتادہ، مسموع نیست۔ پیوند امر۔

(زپ)

پیوند: در نظم قافیہ را گویند[1]۔ (د، فش، ق)

پیہ: چربی۔ (ق)

۱- لیکن دستنبو صـ۲۰ میں میرزا صاحب نے بمعنی ردیف لکھا ہے۔

ت : ضمیر مخاطب تنہا تائی قرشت است ، ترا یت - مثلاً غلامت وتامت ، یا دلت و مہلت - (ع ، فش ، ق)

تابدان : بالکانہ -

تاپیار : ہندی جھرنکا - (پ)

تاپہ : توا - (فن)

تاثیر : درایش -

تاختن : دوڑنا - تاخت ، تاختہ ، تازد ، تازندہ ، تاز (پ ، فن)

تار : تاگا - (فن)

تاریخ : ہندی کھوڑ - (م)

تارو : بپائی مضموم و واو معروف ، ہندی آن چھپڑی - (ت)

۱- ہندی گستا : ۲۲۳ ، پروشن چاند شیخ -

تار و مار[1] : بمعنیٔ ویران - (د، م)

تاری : مخفف تاریک - (پ)

تازی : مراد عربی، و تیزی اَلۂ آن[2] - و این لفظ بغیر بضرورت رعایت قافیہ بہ زبان و کلک سخنوران نگردد - در صورت اَلہ ہمان معنیٔ عربی نژاد دہد - (قن، قا)

تازیانہ : کوڑا - (قن)

تافتن : چمکنا - تافت، تافتہ، تابد، تابندہ، تاب - تابیدن مصدر مضارعی - (پ، قن)

تال : در ہر دو زبان بمعنیٔ آب گیر - و تالاب مزید علیہ - (قن)

تالار : پاڑ - (قن)

تاہو : شراب را گویند کہ آن را در عرف ہند "کھرا" نامند - (آپ)

تباہ : دژم، نژند -

تباہ شدن کار : آبی شدن کار -

۱- لغت فرس ۱۹۱، و دری کشا ۳۳، بروزن کار و بار -

۲- ڈاکٹر عبدالستار صدیقی تحریر فرماتے ہیں: "تیری کا بان تازی است و تیزی قدیم تر از تازی ہست" (حاشیہ در قن کا و پانی ملکوکہ خود)

تبرزد[1] : مصری۔ (آ)

تبیر : بوزنِ فقیر، و تبیرہ بوزنِ تبیرہ، بمعنیٔ طبل و کوس[2]۔ (پ)

تپاس : در پارسی بمعنیٔ ریاضت۔ و در سنسکرت تپسیا بفوقانی
مفتوح و بای فارسیٔ مکسور بسینِ سادۂ مشددِ مکسورِ پیوستہ
و تحتانی بالفِ زدہ۔ (قش، ق)

تپیدن : تڑپنا۔ تپید، تپیدہ، تپد، تپندہ، تپ۔ امر این بمعنیٔ
حقیقی مسموع نیست۔ و نوشتن بجای حطی خطاست۔ (پ، خ)

تجرید : آستین افشاندن، مشورہ با کلاہ کردن

تحسین : آفرین، آباد۔

تجیر : دست زیر زنخ داشتن، دست ستونِ زنخ داشتن۔

تحت : اورنگ[3]۔

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "ان معنوں میں کہ یہ مانند قند اور
بتاشوں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں۔ جب تک اس کو تبر سے نہ توڑو،
مدعا حاصل نہیں ہوتا۔" (آ)

۲۔ لغت فرس: ۱۲۵، بمعنیٔ دہل و در نسخۂ دیگر طبل دو سر۔ دری کشا: ۴۲، بمعنی
دہل و کوس۔ ۳۔ ملاحظہ ہو حاشیہ بر اورنگ۔

تذرو: در فارسی طاٹری را گویند کہ بہتر ہندیؑ آنست[1]۔ تذرو کے معرب تدرو است۔ (فش، ق)

تدو: بدالِ بی نقطہ، وتذو بدالِ نقطہ دار، اسمِ کرمی است کہ در گرمابہا متکون می شود۔ و این ہر دو لغت عربیست[2]۔ (فش، ق)

تر: لفظِ فارسی است، ترجمۂ طری۔ در تریؑ بتای قرشت ہمان لفظ تر است باضافۂ یای مصدری، ترجمۂ رطوبت۔ (فش، ق)

تراج: بتای مکسورہ بروزنِ سراج، آہن۔ (د، قغ)

ترازیدن، ترازید، ترازیدہ، ترازندہ، ترازندہ، تراز۔ املای این لغات حطی جائز نیست۔ (پ)

تراویدن: بواد، وترابیدن، بیای موحدہ، بدلِ آن (فش، قا)

ترب: مولی۔ (فق)

۱۔ لغت فرس: ۴۲۱، "مرغی سخت رنگین است"۔

۲۔ انجمن آرای ناصری: "بفتح اول وثانی جانوریست سرخ رنگ و پردار کہ اغلب در حامہای باشد۔ وادرا بعربی این دروان، گویند" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تدد اور تذد عربی لفظ نہیں ہیں۔

۳۔ انجمن آرا اور دری کشا میں بفتح اول بتایا ہے۔

ترت و مرت: بفتحۂ اول و سکونِ ثانی و ثالث، ویران۔ (داغ)

ترجمہ: پای خوان۔ ترجمہ نگار: پانجوان نویس۔

ترخان: کسی کہ از پادشاہ درآمد و شد اجازتِ بلا قید داشتہ باشد۔ (پ)

تردامن: بمعنی فاسق و گنہگار۔ (فش، ق)

ترس: بتای مضموم، اسم پیغمبر۔ (پ)

ترسیدن: ہراسیدن، ڈرنا۔ (فش)

ترفند: بقای سعفص، بروزنِ فرزند، بمعنی سخنہای بی اصل است۔ (فش، ق)

تر کردنِ جامہ: جامہ نمازی کردن۔

ترک و تجرید: آستین افشاندن، مشورہ باکلاہ کردن۔

ترکِ دعوی: سہلت سست کردن۔

ترہ: راکہ عربی آن نعناع است، پودینہ گویند بہ وزنِ مویشہ ساگ۔ (ق، فش، فش)

ترہات: لغتِ فارسی است مرکب از "ترہ" و "ات" کہ لفظی است بمعنی مثل و مانند۔ اما ترہ، پودینہ و گندنا و امثال اینہا را

ا۔ میرزا صاحب کا یہ خیال درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس صورت میں ترہات کی ... موقوف ... واقعہ یہ ہے کہ یہ لغت فارسی نہیں، عربی، اور ... بالضم ... ترہ کی جمع ہے جس کے معنی چھوٹی باتیں ہیں۔

گویند کہ بطریق نقتن خورند۔ لاجرم کلمات نشاط انگیز را ترہات
گویند، بمعنی جز انبساط خاطر مدعای دیگر در ضمن آن مضمر
نیست۔ (فش، قن)

ترشہ: ندہ (رفش، ق)

ترشت: لغت فارسی الاصل ہے۔ املا اس کی رو سے غلط ہے (آ)

تصریح: دیباس۔

تعظیم: آدیش۔

تعیین: ہر نیز، تقرر۔

تغیر حال: جادہ گردش، انقلاب۔

تفرقہ: جدا شناس، مابہ الامتیاز۔

تقرر: ہر نیز، تعیین۔

تکریم: آدیش۔

تکلتو: نمد زین را گویند۔ و در عرف اہل ہند خوگیر اسیم

تکیہ: لفظ عربی الاصل ہے۔ فارسی و اردو میں مستعمل۔ دونوں
زبانوں میں ہم بمعنیٔ بالش اور ہم بمعنیٔ مکان فقیر آیا ہے۔
ایران میں تکیہ مرزا صاحب مشہور ہے۔ (آ)

تکیۂ فقیر: استھان۔ (فش، ق)

تگرگ: اولا۔ (د)

تگل: بادلِ مکسور و ثانی مفتوح، مرادف پیند یعنی پیوند۔ در ہندی تھگلی با آوردنِ ہای ہوز در وسط و تحتانی در آخر۔ (قش)

تل: بفتح تای قرشت، کریہہ، پشتہ۔ (پ)

تلمذ: در پیشِ زانو نشستن۔

تلنگ دائرہ: بتای مکسور و لام مفتوح، تال سری۔ (آ)

تمایل: رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد و جنبیدن شاخہای نہال از باد مانند۔ (قش، ق)

تمام شدن: برکت شدن۔

تمر: بفوقانی مکسور و میم مضموم، در ترکی فولاد را گویند، و اسم شاہیست از اولادِ آلتغوا۔ و این کہ تیمور نویسند، طرزِ املاست اعراب با حروف۔ (مک[1])

تمسخر: کلاغ گرفتن۔

تمغا: بدہ معنی مشہور است، نخست باجی کہ در راہ ہا از رہروان گیرند، محصول، دوم مہر۔ (دفش، ن)

تمکین: آرام، اردند، ثابت قدمی۔ (پ، فش، ق، ن)

۱۔ فرہنگ رشیدی میں بکسر تین لکھا ہے۔

تمول : آب در جگر داشتن۔
تنانی : جسمی، جسمانی۔ (د)
تنبل : بالفتح، بمعنیٔ سست و کاہل۔ (بر، س)
تن تن، اور تننا : اصوات ہیں تار کے ہندی و فارسی میں مشترک۔ (آ)
تُنْدَر : بتای مضموم و دالِ مفتوح، عربی رعد۔ (پ[1]، د، م)
تن در دادن : بمعنیٔ رضا مند شدن۔ (پ)
تن زدن : بمعنیٔ خموشیدن۔ (پ، د، فش، ق)
تندیسہ : بمعنیٔ تصویر۔ (م)
تُنُک شراب و تُنُک بادہ : ہر دو بتای مضموم و نونِ مفتوح[2]، زود مست شوندہ را گویند۔ (فش، ق)

۱۔ یہ عبارت پنج آہنگ کی ہے۔ مہر نیمروز صفحہ ۸ میں "بتای مضموم اسم رعد" اور دستنبو صفحہ ۱ میں "بدال مضموم رعد" لکھا ہے۔ فرہنگ رشیدی: ۱/۲۱۵ میں لکھا ہے: "تندر و تندور، بالضم و دال مضموم و ثانی و مفتوح در اول"۔ خان آرزو سراج اللغۃ میں سروری کے حوالے سے دونوں جگہ بفتح دال ہی کو صحیح بتاتے ہیں۔

۲۔ انجمن آرای ناصری میں بر وزن "صباسا" لکھا ہے اور سبک کو بفتح اول وضم ثانی بتایا ہے۔

تنک شکیب: بمعنیٔ کم صبر۔ (م)

تُنگ: با وجود معانیٔ دیگر، اسم ظرفی نیز ہست کہ دران گلاب و شراب و عرق نگاہدارند۔ لاجرم، خم خم، دسبو سبو، و تنگ تنگ بمعنیٔ کثرتست۔ (ق، ق)

تنیدۂ عنکبوت: نسج، قماش عنکبوت۔

توختن: توختند، توختہ، توزد، توزندہ، توز۔ توختن، بمعنیٔ اندوختن۔ (زپہ، د)

توس: بتای قرشت، در زبانِ انگریزی پارۂ نان را گویند (ق، ق)

توسط: میانجی گری، وساطت۔

توشہ: نوا، ترجمۂ زاد۔ (آ)

توضیح: دیباچ، تصریح۔

تومان: لفظ ترکی است۔ و در تحریر لغات ترکی اعراب بالحروف نوشتن رسم افتادہ است۔ واو علامت ضمۂ تای فوقانی و الف علامت فتحۂ میم۔ ہر آئینہ تومان نویسند و تمن خوانند بتای مضموم و میم مفتوح و تمن در ترکی بیست را گویند۔ (خش، ق)

تونگر شدن: بچراغ رسیدن۔

تو و یزدان: یعنی، ترا بیزدان سوگند۔ (م)

تہم: بفتحتین بروزنِ بہم، در پارسیِ قدیم اسمِ فلکِ نہم است کہ آن را بلسانِ شرع عرش نامند۔ و تہمتن مرکب ازین اسمٔ چون پیلتن و روئین تن و سیمین تن۔ درین صورت مردِ قوی ہیکل را تہمتن خوانند۔۔۔ چون رستم از روی خلقت جسیم بود او را تہمتن می گفتند، یعنی تنی دارد چون فلک الافلاک[1]۔ (قش، ق)

تہنیت: چشم روشنی، مبارکباد۔

تہیدست: رِتا، بینوا۔

تیر: اسمِ عطارد۔ (آ)

تیر دو کمانہ: تیری را گویند کہ بر ہدف نہ نشیند و خطا کند۔ (م)

تیلیشہ: ہندی لیسولا۔ (پ)

تیغ: پلارک، تلوار۔ (فن)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "تہمتن بر وزنِ قلمزن ہے۔ فردوسی نے سوجگہ شاہ نامے میں تہمتن بسکونِ ہای ہوز لکھا ہے پس کیا اس لغت کی دو صورتیں قرار پاگئیں؟ لاحول ولا قوة۔ لغت وہی بحرکت ہای ہوز ہے۔" (آ)

تیغِ دو دستی: آن را گویند که چون ہنگامۂ پیکار گرمی پذیرد و دو لشکر درہم افتند، چابک‌دستانِ نیرومندِ دلاور عنانِ تگاور بدندان گیرند و بہر دو دست تیغ زنند، چنانکہ در شجاعانِ عرب مردی بود طاہر نام کہ در کارزار بہر دو دست شمشیر میزد۔ ازان جا کہ تیغ زنی کارِ دستِ راست است، اہلِ عرب طاہر را ذوالیمینین می گفتند، یعنی از ہر دو کار یمین می گیرد۔

و دیگر تیغِ دو دستی آن را نیز توان گفت کہ یک تیغ بہر دو دست بر جانورِ تنومند زنند۔ (قش، ق)

تیغِ ہندی: ہمان سروہی است۔ (قش، ق)

تیمار: بمعنیٔ بیمارداری و غمخواری‌ہا۔ (آ)

تیمسار: بر وزنِ نیم‌کار، مرادفِ تیمار است، کہ ترجمۂ حسرت است۔ (قش، ق)

تیہو: کرا۔ (قش)

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ لفظ خود افادہ بمعنیٔ مصدر کیا کرتا ہے"

ثَابت قدمی: تمکین، آسا، اروند۔
ثُؤلُول: آژخ، ستا۔

ج

جادّہ: اور دُرّاعہ دونوں عربی لغت ہیں۔ دہ دال کی تشدید سے اور یہ رے کی تشدید سے۔ مگر جبر جادہ اور دراعہ بھی لکھتے ہیں۔ (آ)

جال: در ہر دو زبان (ہندی و فارسی) بمعنیٰ دام۔ (خش)

جامہ: کپڑا۔ (فن)

جاگی خوار: اُس نوکر کو کہتے ہیں کہ جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو، روٹی کپڑے پر اُس سے کام لیتے ہوں۔ جاگی خواران: نوکران۔ (آ، د)

جامۂ سرخ بر سرِ چوب کردن: استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

جامۂ کاغذی پوشیدن: عبارت از استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

جامہ گزاشتن: بمعنیٔ مردن۔ جامہ گزاشت، یعنی مُرد[1]۔ (پ، د، م)
جامہ نمازی کردن: عبارت از تر کردنِ جامہ۔ (م)
جانبدار: سوگیر۔
جاور: بروزنِ باور، بمعنیٔ حال۔ و جاور گردش، بمعنیٔ تغیر حال، یعنی انقلاب۔ (بہ، د تغ، س، م)
جاورس: ہندیٔ آن باجرا۔ (پ)
جاہ: فر، فرہ۔
جای فلان سبز است: یعنی جای فلان خالی است۔ (د)
جُھہ: بروزنِ چشمہ ہے، یعنی دو ہای ہوز ہیں۔ (آ، خ)
جَبین: پیشانی۔ (فن)
جَدّ: نیا۔ پدرجد، پردادا۔ در عربی و فارسی از بہر پدرِ جد اسمی خاص معین نیست۔ در عربی آن سوتر از جد صیغۂ جمع نویسند،

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کالپی کے نواب زادوں میں سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے۔ میں نے ایک رقعہ قتیل کا اُن کے نام دیکھا ہے کہ قتیل اُن کو لکھتا ہے کہ جامہ گزاشتن بمعنیٔ مردن مسلم، لیکن بہت احتیاط کیا کرو، موقع دیکھ لیا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا اور موقع کیا۔ فلان مرد، بجائے جامہ گزاشت۔" (ع س)

یعنی اجداد در فارسی جمع نیا نویسند، یعنی نیاگان۔ (فش، ق)

جَدِّ پدر: پردادا (فش، ق)

جدِ فاسد: نانا۔ (فش، ق)

جُدا شناس: مابہ الامتیاز، یعنی تفرقہ۔ (د، م)

جدگاره: بجیم عربی مضموم، بروزنِ پشتاره، بمعنیٔ راہہای مختلف آمده است۔ (فش، ق)[1]

جَدوار: ماہ پروین۔

جدید: نئی چیز۔ (فن)

جراحت: ریش، زخم، گھاو۔ (فن)

جِرگہ: بجیم مکسور، مجمع۔ (د، فظ)

جزا: پاداش۔

جُثّہ: سراپا، کالبد۔

۱۔ فرہنگ رشیدی اور سراج اللغۃ میں "جدگاره" بفتح اول وکاف فارسی ثبت کیا ہے۔ البتہ رشیدی میں معنی مختلف ہیں، یعنی بجای راہہای مختلف کے راہ ہای مختلف لکھا ہے۔ سراج اللغۃ میں فرہنگ قوسی کے حوالے سے اس کی تردید کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس کے معنی مختلف راہیں اور تدبیریں ہی صحیح ہیں۔ راہ ہای مختلف تصحیف ہے۔

جَستن : بجیم مفتوح، کودنا۔ جست، جستہ، جہد، جہندہ، جہ (پ، قن)
جُستن : بجیم مضموم، ڈھونڈھنا۔ جُست، جستہ، جوید، جوینده، جوی۔ (پ، قن)

جَسمی، جسمانی : تنانی۔
جَشن سَدہ : نامِ جشنی است کہ پارسیان در آتشبازی فروزی کنند۔ (برہان)

جُغرات : دہی۔ (آ)
جَغبُت : بمعنی حشوِ نہالی، یعنی توشک، است۔ (قن، ق)
جُغتہ گردان : کولا لٹکتا ہوا۔ (د)
جُلاجِل[2] : جلب، جھانجھ، سنج (قن)
جَلب : بجیم تازی، زنِ فاجرہ را گویند۔ (پ)
جِلَو : بجیم مکسور و لامِ مفتوح، عنان، یعنی باگ۔ (د)
جَم : ترجمۂ قادر، باضافۂ لفظِ شید، اسمِ شہنشاہ (آ)
جُملہ : سب۔ (قن)
جنبیدن : جنبید، جنبیده، جنبد، جنبنده، جنب۔ (پ)

۱۔ رشیدی اور سراج میں پرچ کے ساتھ لکھا ہے اور یہ بھی صراحت کی ہے کہ صحیح چغبت ہے۔ ۲۔ جلاجل کی تحقیق "جلب" میں دیکھیے۔

جنگ: حرب، لڑائی۔ جنگیدن، لڑنا۔ (قن)

جنگل: بمعنیٔ بیابان باشتراکِ لسانین است۔ (فش، ق)

جُمّہ: سہر۔ (قن)

جوان مرد: جوان بخت، جوان دولت، جوان عمر، جوان سال،
جوان خرد، جوان مرگ: یہ الفاظ مقررۂ اہلِ زبان ہیں۔
کبھی مقلوب و معکوس نہیں آتے۔ (رغ)

جُود: لغتِ عربی، بمعنیٔ بخشش۔ جواد صیغۂ صفتِ مشبہہ، بی تشدید[1]۔ (آخ)

جوزا: لغتِ عربی ست۔ (فش، ق)

جوزا: دو پیکر

جولاہ و جولہ: بافندہ را گویند کہ عربی آن حائک است۔ و مجازاً کلاش را گویند کہ عربی آن عنکبوت است۔ جولا ہم ہمان

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "عجب اتفاق ہے۔ آج ۔۔۔ دوپہر کو رضی الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا۔ میں تو کتاب دیکھ لیتا ہوں، مول نہیں لیتا۔ خدا را حسب میں نے اُس کو کھولا، اُس ورق میں یہ مطلع نکلا:

اگر بہ گنج گہر میلم اوفتاد، چہ باک کہ من جوادِ ترا از برای آن دایم"

جولاہ است کہ ہای ثانی دران افزودہ اند، مثلِ بیجار دبیجارہ
این جا پا لغزی است کہ بسیار فرزانگان را افتادہ است۔
درین چنین الفاظ ہای آخر را تای تانیث می اندیشند و مرد
را بیکس و زن را بیکسہ می نویسند، حال آنکہ در الفاظِ فارسی
این قاعدہ ہیچ گونہ امضائی نواند پذیرفت؛ بلکہ فارسیان
در الفاظِ عربی نیز تصرف کردہ ہا در آخرِ لفظ آرند و تانیث
منظور ندارند، چنانکہ موج و موجہ و معشوق و معشوقہ ہمان
موج و ہمان معشوق، نہ این کہ مرد را معشوق گویند و زن را
معشوقہ۔ و گواہِ من درین دعوی ازین رباعی شعرِ ثانی
است۔ و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است شعر

مفلس چو شدیم، رو بہ دیوار آوردیم
معشوقہ روزِ بینوائی است خدا

کوتاہیِ سخن . . . جولاہ لغت است و جولاہہ مزید علیہ و جولہ
مخفف۔ (فش، ق)

جوہر: معرب گوہر است . . . و در عربی مقابلِ عرض است۔ (فش، ق)

جوہرِ تیغ: پلارک۔

جہت: نزی، طرف۔

جی: بکسرۂ جیم و یای معروف، در فارسی بمعنی لطیف و مقدس و در ہندی بمعنی روح و حیات آید۔ (ف، ق)

چینچہ چینچہ کردن ابرو: آن است کہ تارہای زہ چینہ را ریزہ ریزہ کردہ بر ابرو فشاندہ۔ (م)

چ

چالُو : بضمهٔ تای قرشت، ریسمانی است که مجرم را بدان ببندند آویزند، تا خفه شود و بمیرد- و آن را 'پھانسی' گویند- (پ، د)

چارسو: چوک- (د)

چالیک : بیای معروف، نام بازیچه الیست- هندیٔ آن "گلی ڈنڈا"[1]- (پ)

چامه : غزل[2]- چامه سرائی، غزل خوانی- (پ، د، فش، تن، م)

چانه : بمعنیٔ استخوان زیر زنخ- (پ)

چاوُش : بر وزن طاؤس- نقیب- (م)

چاه : کنوان- (تن)

۱- دری کشا: ۲۷، بواو معروف هست-

۲- لغتِ فرس: ۵۴۴، بمعنی شعر مطلقا و در نسخهٔ دیگر: بیت شعر و سرود-

چُپُش: بفتحِ جیم و بای فارسی مضموم، گوسپندِ یک ساله را گویند۔ (پ)[1]
چرا: کیوں۔ (فن)
چراغ از چشم جستن: عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ روی دہد۔ (پ)
چراگاہ: کنام۔
چرخ: آسمان، فلک، چنبر، واژگونہ، گردون۔ (د، فن)
چرگر: بجیم فارسی مفتوح و کافِ پارسیِ مفتوح، ترجمۂ مُغنّی و مطرب و مرادفِ خُنیاگر و رامشگر است[2]۔ (د، فش، ق)

۱۔ انجمن آرا: بروزنِ طپش۔
۲۔ میرزا صاحب کی رای یہ ہے کہ صاحب برہانِ قاطع کا یہ لکھنا غلط ہے کہ چرگر کے دو معنی ہیں: مغنی اور مغنی۔ مفتی کا فارسی ترجمہ وَچَرگر (بواوِ مفتوح در اوّل) ہے۔ لیکن اسدی طوسی نے لغتِ فرس: ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ چرگر، سرودگو اور مفتی دونوں معنی رکھتا ہے، اور پہلے معنی کی مثال میں زینبی کا یہ شعر نقل کیا ہے:
بو سہ و نظرت حلال باشد، باری — حجت دارم برین سخن از دو چرگر
رشیدی کی رای میں اولاً تو یہ لفظ بضمِ جیمِ فارسی ہے، دوم اس کے معنی مفتی ہیں، مفتی تصحیف سے پیدا ہوا ہے۔ سروری نے بمعنیِ مغنی و مطرب لکھا ہے۔ صاحب انجمن آرای ناصری نے رشیدی، سروری کے اقوال نقل کر کے لکھ دیا ہے کہ "در بابِ مغنی و مفتی تصحیف خوانی شدہ است۔ معنی درستی بدست نیامدہ است"۔ خانِ آرزو نے سراج اللغۃ میں بوزنِ سرو لکھ کر یہ بتایا ہے کہ میری رای میں یہ چارہ گر کا مخفف ہے، صاحبِ چلم وبنی (مفتی) کے معنی مجازی ہیں اور مغنی مفتی کی تصحیف ہے

چسپیدن: بجیم مفتوحِ فارسی، چسپید، چسپیده، چسپد، چسپنده، چسپ۔ (پ)

چشم: آنکھ۔ (فن)

چشم بچیزی سیاه کردن: بمعنیٔ طمع کردن دران چیز۔ (پ)

چشم روشنی: بمعنیٔ تہنیت و مبارکباد۔ (پ، د، م)

چقماق: در ترکی، آتش زنہ۔

چک: بجیم فارسیٔ مفتوح، امر است از چکیدن، و بمعنیٔ قبالہ نیز آید، و قفای سر را نیز گویند۔ (پ)

چکسہ: بجیم فارسیٔ مفتوحِ بکاف پیوستہ و سینِ مفتوحِ بہای زده کاغذی فرو پیچیده کہ آن را بہندی 'پڑیا' گویند۔ (پ، فن)

چکیدن: ٹپکنا۔ (فن)

چکامہ: قصیده۔ (د، فش، ق)

چگل: ظرفی را کہ بہر نگاہداشتنِ آب از چرم سازند، در فارسی بجیم فارسیٔ مفتوح و کافِ فارسیٔ مفتوح، و در ہندی چھاگل بہ افزودنِ الف و ہای ہوز در میانۂ جیم و گاف و چگل یا فارسیٔ مستحدث است یا معرّب۔ (فش)

چلب: بجیم فارسی، ہندیٔ آن جھانجھ است۔ و آن را

بفارسی غلاجل نیز گویند[1]۔ (پ، فن)

چلقد: چلتہ۔ (م)

چم: بجیم فارسیٔ مکسور، بمعنیٔ معنی۔ (د، فش، ق)

چمانی: بمعنیٔ ساقی۔ (بہ)

چمر: بہردو فتحہ، بزبانِ دری یا ہویدا و نمودار و آشکار مترادف بالمعنی است۔ (فش، ق)

چمن از چشم چکیدن: خونفشانیٔ چشم۔ (آ-خ)

چمیدن: چمید، چمیدہ، چمد، چم، چمندہ[2]۔ (پ)

چنبر واژگونہ: آسمان۔ (د)

چنگالی[3]: مالیدہ را گویند کہ ملیدہ مخففِ آنست۔ و ہمین شہرت دارد۔ (فش، ق)

چو: کہا۔ (فن)

چہرہ شدن: بمعنیٔ مقابل شدن و مقابلہ کردن۔ (پ، د)

چہل: چالیس۔ (فش)

چیدن: چید، چیدہ، چیند، چینندہ، چین۔ (پ)

چیرگی: غلبہ۔ (د) **چیلبود**: با عرابِ جہولا، بمعنیٔ پل صراط۔ (فن، ق)

۱۔ جلاجل عربی ہے فارسی نہیں، اور جُلجُل بضم ہردو جیم گھونگرو کو کہتے ہیں۔ پس جلاجل کے معنی پاؤں میں پہننے کے گھونگرو یا پازیب ہوئے۔

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "چمید صیغہ ماضی کا ہے چمیدن سے اور چمیدن ایک مصدر ہے صحیح اور مسلّم۔ چمد مضارع، چم امر۔" (آ-خ)

۳۔ انجمن آرای ناصری میں چنگال لکھا ہے

ح

حارِث: بمعنیٔ کشاورز۔ (فش، ق)

حارِس: بمعنیٔ نگہبان۔ (فش، ق)

حَاشَ، وحَاشَ لِلّٰہ: پارسیوں نے ازراہ تصرف کے بمعنیٔ زنہار قرار دیا ہے، یعنی تاکید، اگر منفی پر آئے، تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید (عس)

حاکم: کارکیا، کُنارنگ، مرزبان۔

حاکمِ شہر: شہرکیا۔

حال: جاور۔ حال کی جگہ حالات یا احوال لکھنا فصیح نہیں ہے خصوصًا احوال کہ بمعنیٔ واحد مستعمل ہے۔ اور یہ استعمال یہاں تک پہنچا ہے کہ احوال بمعنیٔ جمع مستعمل نہیں ہوتا۔ (آ، د، م)

حاملہ : آبستن، آبستنی، زنِ باردار۔
حائض : دشتان۔
حائک : جولاہ، جولہ، بافندہ، پای باف، ہمگر، جلاہہ۔
حجامت : آژدن، خستنِ تن باسترہ۔
حدید : آہن، لوہا۔ (قن)
حرب : جنگ، لڑائی۔ (قن)
حریف : بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے۔ (ع)
حشوِ قبا : آگنہ۔
حشوِ نہالی : آگنہ، تونشک، جفبت۔
حصہ : بخش۔ بہرہ۔
حضرت : زرگاہ، بارگاہ، تیمار، شفتہ۔
حفظِ وضع : پاساد۔
حقیقت : آمیغ۔ حقیقی : آمیغی۔
حکمت : فرزیود۔
حکومت : کارکیائی۔
حمل : برّہ، میگھ۔
حنجرہ : گلا۔ (قن)

حنظل: شرنگ، اندراین۔

حوت: ماہی، مچھلی۔ (ق)

حور: بمعنی حورا کے اہل فارس اس کو صیغۂ واحد کا قرار دیکر
الف نون کے ساتھ اس کی جمع لاتے ہیں۔ سعدی کہتا
ہے:

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیان پرس، کہ اعراف بہشت است

بلکہ حور کو حوری کہہ کر اس کی جمع حوریاں لاتے ہیں۔
حافظ کہتا ہے:

حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند (آ)

حیات: زندگانی۔ (ق)

خ

خاتم : انگشتری۔ بمعنیٔ نگین غلط - (آ)

خاتم بندی : پرچین کاری -

خاتون : بانو، بنّو۔

خاد : زغن، غلیواز، چیل - (فن)

خار : کانٹا - (فن)

خار پیرہن ریختن : بمعنیٔ بیقرار کردن - (پ)

خاریدن : بی واو، خارید، خاریده، خارد، خارنده، خار (پ)

خاستن : بی واو، خاست، خاسته، خیزد، خیزنده، خیز (پ)

خاص، خاصه : ویژه خاصگان، ویژگان -

خاک : بمعنیٔ مٹی (د . ک)

خاکروب: پاکار۔

خاکم بدہن: واسطے اقوال کے ہے۔ جب کوئی کلمۂ مکروہ طبع کہتے ہیں، "تو خاکم بدہن" کہہ لیتے ہیں۔ عمرِ خیام:

بر خاک بریختی مئی ناب مرا

خاکم بدہن، مگر تو مستی، ربی

اور "خاکم بسر" اور "خاکم بفرق" عام ہے، جیسا کہ میں ایک شہزادے کے مرثیے میں کہتا ہوں:

ای اہلِ شہر مدفنِ این دودمان کجاست؟

خاکم بفرق، خوابگہِ خسروان کجاست؟ (آ)

خاگینہ: خاگینہ، خورشِ مرغوب و مشہور۔ (فق، ق)

خالص: ناب، ویژہ۔

خالقِ معنی: بمعنیٔ معنی آفرین۔ (خ)

خالی: تہی۔

خاموش: چپ۔ (فن)

خاموش شدن: مغز در سر کردن۔ (پ)

خامہ: قلم۔ (فن) خانقاہ: سنجرستان۔

خانہ: کدہ، گھر۔ (فق، ق، فن)

خانۂ تابستانی: پروار۔

خانۂ عنکبوت: نسیج، تنیدۂ عنکبوت۔

خانۂ گاہ: کومہ، کازہ، چھپّر

خانۂ گِل: کازہ، مٹی کا گھر۔

خاور: بمعنیٔ مشرق است۔ (د، قغ، قش، ق، م)

خایہ و خایک: باضافۂ کاف تصغیر بیضہ را گویند۔ خاگینہ
کہ نانخورشی است مرغوب و مشہور، مرکب ازین است،
چون زرینہ و سیمینہ۔ بسبب کثرت استعمال یای تحتانی
از میان رفتہ و خاگینہ ماندہ۔ یا آنکہ بسبب کراہیت لفظ
خایہ، یای تحتانی از میان برانداختہ اند۔ می باید فہمید کہ
بر وایتی ضعیف، بیضۂ مرغ را ہاگ گویند۔ و چون تبدیل
ہای ہوز بخای ثخذ دستور است، خاگ نیز بتوان گفت،
و خاگینہ را ازین اسم مرکب توان دانست۔ (خق، ق)

خبرِ خوش: مژدہ، نوید، تبلید۔

خجالت: شرمندگی۔ (ع س)

خداوند: کی، کیا۔ **خداوندگار**: کار، کیا۔

خدابخش: بخشیدۂ خدا۔ (فق، ق)

خدائی: ایسا خدا - (عس)

خر: الاغ، گدھا - (ق)

خرابہ: مزید علیہ، اصل لغت عربی الاصل بمعنی ویران و ویرانہ، ہندی اوجڑ - (ع)

خراج: ساو، باج -

خراماں: نازن کہ گرازان -

خرچنگ: سرطان - (د)

خرد: بضمِ مضموم بی واو، دقیقہ، نقدی - (تیغ)

خرہ: بخای مضموم ورای مفتوح وہای مختفی، نورِ قاہر را گویند و ازین جاست کہ خور اسم آفتاب ست - وخشید بشین مکسور و یای معروف در آخر آلنہ افزودہ اند مثل جم وجمشید - باید دانست کہ شید بمعنی با فروغ ستوداست -

---

۱- ایک خط میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "وہ پارسی قدیم جو ہوشنگ وجمشید وکیخسرو کے عہد میں مروج تھی، اس میں خرہ بخای مضموم نورِ قاہر کو کہتے ہیں" اور چونکہ پارسیوں کی دید ودانست میں بعد خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے، اس واسطے آفتاب کو خور لکھا اور

شید کا لفظ بڑھا دیا۔ شید بشینِ مکسور و یائے معروف بر وزنِ عید، روشنی کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ اُس نورِ قاہرِ ایزدی کی روشنی ہے۔ خر اور خرشید یہ دونوں اسم آفتاب کے ٹھہرے۔ جب عرب و عجم مل گئے، تو اکابرِ عرب نے کہ وہ منبعِ علوم ہوئے، واسطے رفعِ التباس کے خر میں واوِ معدولہ بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا۔ ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدے کو پسند کیا اور منظور کیا۔ اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے۔ فقیر خرجہان بے اضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، موافق قانونِ فضلائے عرب بواوِ معدولہ لکھتا ہے، یعنی خور۔ اور جہاں باضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، وہاں بہ پیروی بزرگانِ پارسی سرے سے لفظ خور کو بے واو لکھتا ہے، یعنی خرشید۔ خور کا قافیہ دور اور نور کے ساتھ جائز اور روا ہے۔ خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا۔ وہاں میں بے واو کیوں لکھوں۔ رہا خورشید، چاہو بے واو لکھو، چاہو مع الواو لکھو۔ میں بے واو لکھتا ہوں، مگر مع الواو کو غلط نہیں جانتا اور خور کو کبھی بے واو نہ لکھوں گا، قافیہ ہو یا نہ ہو، یعنی نظم میں وسطِ شعر میں آپڑے یا نثر کی عبارت میں واقع ہو، خور لکھوں گا۔

یہ بات بھی تم کو معلوم رہے کہ جس طرح خُر ترجمہ نورِ قاہر کا ہے، اسی طرح جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافۂ لفظِ شید اسمِ شہنشاہِ وقت قرار پایا ہے۔" (رقعہ ص)

دیگر ہم بدین صورت یعنی، خُرہ، بخای مضموم بمعنیٔ صوبہ
و ضلع نیز آمدہ است - چنانکہ در قلمرو ایران کہ بر پنج صوبہ
مشتمل است، خُرۂ استخر و خرۂ اردشیر و خرۂ داراب و خرۂ
قباد و خرۂ شاپور نویسند -
و خَرہ بخای مفتوح و رای اہمای حرکت کُنہارۂ کنجد و بذرِ
دیگر را گویند - و آن چیزیست کہ پس از کشیدن روغن باز ی
ماند - و درین لغت رای قرشت را ہم بتخفیف نون خوانند و ہم
بتشدید - (فیض، ق)

خَزان : پاییز، برگ ریز -

خَزیدن : خزید، خزیده، خزد، خَزنده، خز (پ)

خس بدندان گرفتن : بمعنیٔ زینہار خواستن، اظہارِ عجز - (ب لمع)

خَشتن : خشت، خستہ : نژندہ - این را مضارع نبود - (پ)

خُستو[1] : بمعنیٔ اقرار کنندہ - (پ)

خُسُر : پدرِ زن، بفکِ اضافت خسر[2] - (آ)

---

۱ - دری کشا : ۲۹ میں بفتحِ اول و ضم تا و واوِ معروف لکھا ہے -

۲ - لغت فرس : ۱۳۵ و دری کشا : ۳۰، میں لکھا ہے " خسر بضم اول و ثالث و واوِ معروف، پدرِ زن، پدرِ شوہر، مادرِ زن، مادرِ شوہر -

خُسران : بمعنیٰ نقصان ۔ (غ)
خِشت : اینٹ۔ خشتِ شراب : مہرِ خُم ۔ (قن)
خشک دامن : بمعنیٰ متورع و پرہیزگار است ۔ (قن، ق)
خَشم : غصہ، بدخوئی ۔
خَشن خانہ : خانہ را گویند کہ بیابانیان از نمد و پلاس و گلیم سازند
و خشن خانہ ماندن جای مفلسان ۔ (قن، ق)
خُصوصًا : وغیرہ ۔
خط کشیدن : مطلق بمعنیٰ باطل کردن و محو کردنِ چیزی باشد ۔
(پ)
خط بہ بینی کشیدن : عبارتست ازان کہ اقرار بعجز خود کنند
(پ)
خط دادن : اقرار و اعتراف کردن ۔ (پ)
خطاب : مہرِ خوان[1] ۔

---

[1] ۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطاب کے مراتب میں پہلے تو
خانی کا خطاب ہے، اور یہ بہت ضعیف اور بہت کم ہے۔ مثلاً ایک
شخص کا نام ہے میر محمد علی یا شیخ محمد علی یا محمد علی بیگ، اور اس کو خانی بھی خانی
نہیں حاصل۔ پس جب اس کو بادشاہِ وقت محمد علی خان کہہ دے، تو

خطوطِ شعاعی: یعنی سورج کی کرن۔ (آ)

خفتن: سونا۔ خفت، خفتہ، خسپد، خسپندہ، خسپ، وخسپیدن مصدرِ مضارعی۔ و این کہ خوابیدن نیز بمعنی دارد، اصل این است کہ خواب اسمِ جامد است در پارسی بمعنیٔ نوم۔ فآن را متصرف گردانیدہ اند۔ و این چنین در پارسی بسیار است۔ اما این کہ قبلۂ اہلِ سخن سعدی شیرازی در بوستان میفرماید، شعر

شتر بچہ با مادرِ خویش گفت　　　پس از رفتن آخر زمانی بخفت

بقیہ صلا۱۲ گو یا اُس کو خانی کا خطاب ملا۔ اور جو شخص کہ اُس کا اصلی نام محمد علی خاں ہے، یا تو وہ قوم افغان (سے) ہے، یا خانی اُس کو خاندانی ہے، بادشاہ نے اُس کو محمد علی خاں بہادر کہا۔ پس یہ خطاب بہادری کا ہے۔ اس کو بہادری کا خطاب کہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر خطاب دولگی کا ہے۔ یعنی مثلاً محمد علی خاں بہادر، اُس کو منیر الدولہ محمد علی خاں بہادر کہا۔ اب یہ خطاب دولگی کا ہوا۔ اس کو بہادری کا خطاب نہیں کہتے۔ اب اس خطاب پر افزایش جنگ کی ہوتی ہے۔ منیر الدولہ محمد علی خاں بہادر شوکت جنگ۔ ابھی خطاب پورا نہیں ہوا۔ پورا جب ہوگا کہ جب ملک بھی ہو۔ پس پورے خطاب کو خطاب بہادری کہنا غلط ہے (آ۔خ)

ازین جا گمان کردہ می شود کہ گر مضارع خفتن، خفتد خواہد بود کہ شیخ امر آن را بخفت استعمال کردہ۔ سخن این است کہ این از بہر ضرورت قافیہ شعر است، ورنہ ماضی و امر بیک صورت نمی تواند بود۔ (دبہ، قن)

خفچاق : نام دشتی است کہ در اقصای ترکستان است۔ و آن دشت مسکن و موطن ترکان است۔ (فش، ق)

خُلاصہ : اردو میں، بُرید، وغیرہ۔

خلج : نام ایلی است از مغول۔ (فش، ق)

خلخال : جھانجن۔ (دہلی اردو اخبار)

خُم : مٹکا۔ (قن)

خُم و چِم : ہندوستان کے باتونی لوگوں کو خم و چم بولتے سنا ہے۔ آج تک کسی نظم و نثر فارسی میں یہ لفظ نہیں دیکھا۔ لفظ پیارا مجھ کو بھی پسند، مگر کیا کروں، جو اپنے پیشواؤں سے نہ سنا ہو، اُس کو کیونکر صحیح جانوں۔ (آ)

خموشیدن : تن زدن۔

خمیازہ : چیزیست کہ آن را در اردو انگڑائی گویند۔ (فش، ق، قن)

خندق : کھائی، کندہ کہ صیغہ مفعول است از کندن یعنی خندق آبہ دگویند کہ خندق معرب است (فش، قن)

خندۂ دندان نما: اُس ہنسی کو کہتے ہیں جو تبسم سے بڑھ کر ہو
اور اُس میں دانت ہنسنے والے کے دکھائی دیں۔ (آ)

خندیدن: ہنسنا۔ (ق) خنزیر: گراز، خوک

خنیاگر: چنگی، رامشگر، مغنی، مطرب۔ (آ، بہ)

خواستن: بواو معدولہ، چاہنا۔ خواستہ، خواستہ، خواہد،
خواہندہ۔ خواہ۔ (بہ، ق)

خواندن: خواند، خواندہ، خوانندہ بحرکت نون۔ خوانندہ، خوان (بہ)

خواہش: آرزوی اشتیاق، شادخواست۔

خوبا: فرہیدہ، اچھا۔

خودستائی } سپاہی زدن۔
خودنمائی }

خوردن: بواو معدولہ، خورد، خوردہ، بواو صیغۂ مفعول خوردن
خورد بحرکت را، خورندہ، خور، امر این باضافۂ الف
نیز آید۔ (بہا، تیغ)

خورہ: بواو معدولہ، جذام، واسم مرضی است کہ آن را
داء الثعلب گویند۔ وآن فروریختن موی ریش و بروت
دائم واست در انتہای جذام۔ و نیز اسم کرمی است

کہ آن را در عربی آزمہ نامند۔ (قش، ق)

خوشہ: برنج سنبلہ، کتّیان۔ (د) خوک: گراز۔ خنزیر۔

خوی: بواوِ معدولہ و تحتانی، ترجمۂ عرق۔ (قش، ق)

خوی گیر: نمدِ زین را گویند کہ اسمِ دیگر آن نمکتو است و در عرفِ اہلِ ہند خوگیر اسمِ اوست۔ (قش، ق)

خویلہ: بیای تحتانی بعد از واو... ہمان لفظ است کہ بی واو معدولہ و الف در آخر زبان زد زنانِ ہند است یعنی خیلا۔ و این از توافق لسانین نیست۔ بعد استیلای مغول در ہند، چون مردم این قلمرو شنیدند، یادگرفتند و تلفظِ واوِ معدولہ منظور نداشتہ بحسبِ سامعۂ خویش احمق و ناہموار را خیلا گفتند۔ (قش، ق)

خہی: آشنا، اینجا۔

خیار: ککڑی۔ (قن)

خیش خانہ: بیای تحتانی مجہول بر وزن پیش خانہ، خانہ کہ از جامۂ تنک سازند۔ و آن خانہ را بپاشیدنِ آب تر دارند۔ خیش خانہ آرامگاہِ صنعان است۔ (قش، ق)

خیکسا: بجای کسر، بکھال۔ (د)

د

دادخواہ : کاغذی پیرہن - دادخواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن
استغاثہ، مشغل بکیف گرفتن -

دادستای : انصاف کی تعریف کرنے والا - (د)

دادن : داد، دادہ، دِہد، دِہندہ، دہ - (پ)

داروغۂ توشک خانہ : مہتدار -

داس : ہندی آن درانتی - (پ، فن)

داشتن : رکھنا - داشت، داشتہ، دارد، دارندہ، دار صیغۂ امر است از داشتن - اہلِ زبان بمعنی بایستن بھی استعمال کرتے ہیں - ظہوری :

گر اسیرِ طلعت و کاکل گفتہ باشم خویش را
گفتہ باشم، این قدر بر خویش بہتان ند ا

(آ، سپ، فش، ق، فن)

داغ : دھبّا ۔ (ق)

دام : جال ۔ (ق)

دامن بدندان گرفتن : عجز کردن، و آمادۂ گریز شدن ۔ (پ)

دامن زیر سنگ آمدن } عبارت از درماندہ شدن و عاجز
دامن زیر کوہ آمدن } شدن ۔ (پ)

دانستن : دانست، دانستہ، داند، دانندہ، دان ۔ دانم صیغۂ متکلم است از مضارع دانستن ۔ (پ، فش، ق)

دانگ : در جہانگیری اسم خورشی است کہ در شادیِ دندان برآوردنِ کودکان سیر خوار پزند ۔ (فش، ق)

دَاءُ الثّعلب : خورہ ۔

دایہ : زنِ شیر دہندہ را در عربی "مرضعہ"، و در فارسی "دایہ" و در ہندی دائی و دھائی بدالِ مختلط التلفظ بہای ہوّز و در روزمرۂ اردو "انّا" گویند بر وزنِ بنّا کہ مرادفِ معارست ۔ (فش، ق)

دبدبہ : شکوہ ۔

دختر : در ہندوستان "چھوکری" گویند بجیم فارسی مختلط التلفظ و واوِ مجہول ۔ (فش، ق)

دَخمہ: بدالِ مفتوح، قبرستان۔ (د، قغ)

دَر: بدالِ مفتوح برای فرشتہ زدہ، بزبان پہلوی در تشریحای باب آبہ۔ وصیغۂ امر ست از دریدن۔ (نش، ق)

دَرا: گھنٹا۔ (قن)

در آب و آتش بودن: اشارہ با فراط زحمت و رنج۔ (پ)

دُرّاعہ: اصل لغت مشدّد ہے۔۔۔ مخفف بھی باندھتے ہیں (آ، ق)

دَرایش: بدالِ مفتوح[2]، تاثیر۔ (د)

در پسِ زانو نشستن: مراقبہ راگویند و تلمذ و استفادہ را۔ (پ)

دریچۂ عمارت: اشکوب۔

در خط شدن: عبارت از شرمندہ شدن و در ہم گشتن۔ (پ)

درخواہ: درخواست۔ (د)

در خود فرو رفتن: بمعنیٔ متفکر و متحیر بودن۔ (پ)

۱۔ لغت فرس: ۳۷۴، میں گورخانۂ گبران لکھا ہے، جو زیادہ صحیح تعبیر ہے۔ عام گورگاہ کا مفہوم تو قبرستان سے ادا ہوتا ہے اس لیے کہ آتش پرستوں میں مردے کو قبر میں دفن نہیں کرتے اور یہ دخمے سے ادا ہوتا ہے کیوں کہ مسلمانوں میں مردے کو کسی عمارت کے طاق میں نہیں رکھتے۔

۲۔ مطبوعہ دستنبو کے حاشیے پر غالب نے اپنے قلم سے "بالفتح دال" لکھا ہے۔ مگر دری کشا: ۲۱۳، میں بکسر اول درج ہے۔

دُردِ شراب : لای ۔
دَرَشت : بہر دو فتحہ[1] اشرفی ۔ (د، تغ)
در فراز کردن : بستن در ۔
درگیرنده : مثنوی ۔ (د)
درمانده شدن : دامن زیر سنگ آمدن، دامن زیر کوہ آمدن ۔
دَرَوا ۔ اندروا، سرنگون، معلّق ۔ (پ، د)
درودن : بفتح دال وضم را[2]، درود، سوده، بِرَوَد بکسر دال وفتح را، درونده، بِدرو ۔ (پ)
دُروغ : مطاست ۔
دُرُودن : بدال مضموم ورای مضموم دوا و معروف، بو دن یعنی آنچہ برخوردنی وآشامیدنی دمند ۔ ہر آئینہ دربارۂ دُرودن، کارگر افتادن وکارگر نیفتادن سرایند، یعنی تاثیر وعدم تاثیر ۔ (فش، ق)
دُژوَند : بدال ابجد مضموم بوزن آژوند وخرسند، مرد بیگانہ کیش، مخالف ملت خویش را گویند ۔ (قش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای ناصری میں بضم دال ورا لکھا ہے۔
۲۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای میں بضم دال ورا لکھا ہے ۔

دَرہم گشتن : درخبط شدن -

دَرِیچہ[1] : کھڑکی - درِ کوچک کہ تازیان غرفہ گویند - طغرای سرایند:

روز و شب دَرِیچۂ مشرق و مغرب باز است

ورنہ از تنگیِ این خانہ نفس می گیرد

(فش ، ق ، قن)

دَری خانہ : دیوانِ خاص - (د)

دریدن : فتاریدن ، فتریدن ، فتالیدن ، فتلیدن ، پھاڑنا (قن)

دِریغ[2] : افسوس -

دریوزہ گر : کاسہ گردان -

دزد : شبرو ، چور - (قن)

دزدِ افشار : کسی را گویند کہ دزد را با مال بگیرد و چیزی از وی بزور بستاند و بگذارد -

---

۱- انجمن آرای ناصری میں لکھا ہے کہ اصل لغت دریچہ بکسر را ہے - اہل زبان حروف کی طرح حرکت میں بھی تغیر و تبدل کر دیتے ہیں طغرا کے شعر میں دریچہ ، بحرکت یا ، اسی قبیل سے ہے -

۲- دری کتا : ۳۳ ، میں بکسرِ اول و تحتانی و مجہول ضبط کیا ہے -

واین لفظ مرکب است از دزد و افشار کہ صیغۂ امر ست از افشردن بمعنیٔ افشرندۂ دزد۔ و ترجمۂ آن در ہندی "چور کا نچوڑنے والا" یعنی چنانکہ بہیچ و تاب دادن از جامۂ نمناک آب گیرند، ہم چنین مال از دزد گرفت۔ (ش، ق)

دِژ: بدال مکسور[1] قلعہ را گویند۔ (پ، د، ش)

دِژخیم: بروزن اقلیم[2]۔ بمعنیٔ[3] بدخو۔ (م)

دِژَم: بدال مکسور و زای فارسی مفتوح، بروزن دِرَم، بمعنی دشنم و بد و تباہ و زشت۔ (د، غ، م)

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "دز بکسر قلعہ۔ و بعض بزای فارسی گفتہ اول اصح است۔" رشیدی اور انجمن آرا میں بھی زای ہوز ہی کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ رشیدی نے لکھا ہے کہ یہ لفظ دژ بضم دال ہے۔ انجمن آرا رشیدی کا ہم خیال ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دال پر زبر، زیر، پیش تینوں حرکتیں ہیں۔ اس لیے اس کے مرکبات میں بھی تینوں حرکتیں لغات میں پائی جاتی ہیں۔ مگر "خیم" کے تحت دژخیم کو بضم دال ہی لکھا ہے۔ اور یہی درست اور صحیح بھی ہے اس لیے کہ دژ اور دُش دونوں کے معنے بُرے کے ہیں اور خیم عادت کو کہتے ہیں۔

۳۔ رشیدی، سراج اور انجمن نے بضم دال لکھا ہے اور دژ سے مرکب بنایا ہے۔

دساتیر: صحیفہ چند است کہ بر پیمبرانِ پارس نازل شدہ است و آن زبان بہیچ زبان مشابہ نیست. ساسانِ پنجم آن را در زبانِ پارسی تا آمیختہ بعربی ترجمہ کردہ است۔ (دق)

دست: ترجمہ ید ہے، جس کی ہندی ہاتھ، اور بمعنی قسم و نوع اور بمعنی مسند بھی مستعمل ہے۔ (قن، ل)

دستار: پگڑی۔ (قن)

دستان: بدالِ مفتوح بمعنی آوازِ خوش، افسانہ نہیں۔ دستان کے تین معنی ہیں: ایک تو رستم کے باپ کا نام، اور وہ علم ہے۔ دوسرے ... تیسرے آوازِ خوش۔ اور یہ جو بلبل کو ہزار داستان کہتے ہیں، سوتی اور فرد مایہ لوگ کہتے ہیں صحیح ہزار دستان ہے، یعنی بہت طرح کی آوازیں بولتا ہے (اخ)

دستِ برنجن: پارہ، کڑا۔

دست بند زدن: بمعنی فراہم آمدنِ گروہی از انسان خواہ از حیوان۔ (پ)

دست بہم دادن: بمعنی میسر آمدن۔ (پ)

دستنبو مرتجاد: دعا۔ (د)

دست زیر تیغ داشتن } اشارہ بحالتِ تحیر و سکوت است
دست ستون تیغ گشتن } (پ)

دست و دہن آب کشیدن: یعنی شستن دست و دہن۔ (پ)

دستور: بر نہاد، قاعدہ، قانون۔

دستوری: بمعنی رخصت و اجازت۔ (د، م)

دست یافتن: بمعنی غالب آمدن۔ (پ)

دشت: صحرا، جنگل۔ (ق)

دُشت: بدالِ مضموم، بی تغیرِ صورت در ہر دو زبان بمعنی مکروہ، قبیح و ناپاک۔ (فن، ق)

دِشت: بر وزنِ زِشت در ہندی بمعنی نگاہ۔ (فن، ق)

دُشتان[1]: بدالِ مضموم، زنِ حائض۔ مرکب از دُشت بضمۂ دال بمعنی زشت و نجس، والف و نونِ حالیہ۔ (د، فن، ق)

دُشتی ادگرد: بکافِ پارسی مکسور۔۔۔ اسم شہریست کہ بر قرابہ

۱۔ انجمن آرا میں بفتح دال لکھا ہے۔ سراج میں بالفتح لکھ کر یہ بھی کہا ہے کہ "می تواند کہ بضم اول باشد مرکب از دُشت بمعنی زشت و بد والف و نونِ نسبتی، یعنی کسی کہ منسوب بہ بد و زشت است"

کوہی آباد کردہ اند۔ ہما تا گر تخفیف گردد، و گرد با وجود افادۂ
معنی تندد بمعنی شہر تبریز می آید۔ و دشخوار گر ازان گفتند کہ
آن کوہ بلند رہگذر ہای دشوار گزار دارد۔ (فش، ق)

دِشِشت: بروزن بِرِشت یعنی ہر دو کسرہ، در فارسی چیزی
کہ حسِ بصر مدرکِ آن تواند بود! (فش، ق)

دفترِ حساب: اوار، اوارجہ۔

دقیقہ: خردہ۔

دل: ترجمۂ قلب، واستعارۂ وسط، متن۔ (فش، ق)

دلیل: پاسبر، رہنما، رہبر۔

دماغہ: کلاہی کہ بر سرِ باز و شاہین نہند۔ (پ)

دم گرفتن: کمر پیچ کردن، کمر راست کردن۔

دمیدن: اُگنا۔ دمید، دمیدہ، دمندہ، دمنندہ، دم۔ (پ، قن)

دندان: دانت۔ (قن)

دو پیکر: جوزا۔ (د)

دوتخمہ: آگیش، مجنس۔

دوچار شدن: بہم رسیدن دو کس را بہ اعتبارِ آن کہ دو چشم

۔ در ی کتا: دِشِشتہ بکسرِ اول و دوم بمعنی محسوس۔

چوں بادۂ چشمم دگر پیوست ہر آئینہ چاک شود، در چار شدن گویند۔ و این معنی وقتی حاصل آید کہ بعد از دال واو نویسند تا تلفظ پدید آید۔ (فش، ق)

دوختن: سینا۔ دوخت، دوختہ، دوزد، دوزندہ، دوز (پ، قن)

دود: دھواں۔ (قن)

دودِلہ: متفکر، متشوش۔ (د)

دُودَہ: گھرانا۔ (د، تغ)

دورباش: ممانعت۔ (د)

دوروزی: بمعنئ تنگدستی۔ (ہ، م)

دوش: کل کی رات، کندھا۔ (قن)

دوشیدن: دوشید، دوشیدہ، دوشد، دوشندہ، دوش (پ)

دُوک: تکلا (قن)

دول: بمعنئ ظرفی کہ بدان از چاہ آب کشند، فارسی ہاست غیبت کہ در ہندی بدال ثقیلہ شہرت دارد (فش، ق)

دویدن: دوید، دویدہ، دود، دوندہ، دو۔ (پ)

دویم: بر وزن جویم غلط۔ دُوُم ہے بغیر تحتانی یا بفرض تحتانی بھی

لکھیں گے، تو دُیم پڑھیں گے۔ اگرچہ لکھیں گے دویم۔ واو کا اعلان ٹکسال باہر ہے۔ ہاں، دوُمی درست ہے۔ مگر نہ بحذفِ تحتانی مثلِ زمین بحذفِ نون، بلکہ بطریقِ قلبِ بعض دویم کا دوُمی ہوگیا۔ (آ، خ، دہ آک: ضحاک[1] ، د)

دُھانِ فرّہ: دہانِ ساہان فازہ است کہ بہندی جمائی گویند و در عربی تثاؤب و تمطّی خوانند۔ (بہا، فش، ق، فن)

دِہ کیا: مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے۔ یعنی کیای دہ اور حاکمِ دہ، مالکِ دہ (آ، ق، م)

دی: بدالِ مکسور، روزِ گزشتہ۔ (د)

دیدن: دیکھنا مصدر است۔ دید، دیدہ، بیند، بینندہ، ببین۔ (بہا، فش، ق، فن)

دیرباز: بمعنی مدتِ کثیر است در ماضی۔ (فش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اور دری کشا: ۴۳ میں لکھا ہے کہ آک کے معنی ہیں عیب۔ اس میں دس عیب تھے، اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے دستنبو کے حاشیے پر ضحاک کو بضمِ اول لکھ دیا ہے، جو سہوِ قلم ہے۔ صحیح بفتحِ ضاد ہے۔

دیریانہ: ترجمۂ بطی السیر است۔ بطی الحرکت۔ (فش، ق)

دیس: بدال مکسور و یای مجہول، لغتیست فارسی بمعنی مثل و مانند۔ و دیز بزای ہوز بدل آنست چون اباز و ایاس۔ لاجرم معنی شبدیز مانا بشب ست۔ چون توسن خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا در سرعت ہیچ مشکی نامند، آنرا شبدیز می گفتند۔ (فش، ق)

دیگدان: آتیاغ، چولھا۔ (فن)

دیباس[1]: لغتی است دری و پہلوی، بمعنی توضیح و تفریح تیسار ساسان پنجم کہ ترجمۂ دساتیر رقم کردہ اند، دیباس را بمعنی توضیح چند جا آوردہ اند۔ (فش، ق)

دیوانگی محبت: یعنی وہ جنون جو فرط محبت میں بہم پہنچا۔ (ن)

۱- دری کشا: ۳۵، بکسر اول و تحتانی معروف بمعنی ترجمہ و توضیح
انجمن آرا کے مصنف کو اس لفظ کی تحقیق نہ ہو سکی۔

ق

قَنْج : عبارت از گلو بریدن است۔ (فق، ق)

قیمہ : یخنی۔

ذَقَن : زنخ ، ٹھوڑی۔ (فق)

ر

راد: بمعنیٔ مردِ کریم، سخی (پ، م)

راسته: سڑک۔ (د)

راشو: بھولا۔ (فن)

رامشگر: چرگر، خنیاگر، مطرب، مغنی۔

راندن: راند، رانده، راند بحرکت نون، راننده، راندن (پ)

راه بر: قلاوز، راه نما۔ پاسبز، دلیل۔

راهِ خفته: و راه خوابیده، راهی را گویند که آمد و شدِ مردم ازان راه شود، و هیچ کس دران راه تردد نکند۔ (فن، ق)

راه نما: قلاوز، راه بر، پاسبز، دلیل۔

رایت: نشان۔

رُبان: لفظِ صحیح، رُبا مخفف۔ (آ، خ)

رُبع: پاتو۔ (قن، ق)

رُت: بفتح، برہنہ و عریان، و بضم تہیدست و بینوا و برہنہ و خالی۔ (فش، ق)

رِجل: پا، پاتو۔ (تیغ)

رُخ: گال۔ (قن)

رَخت: کاچار، کاچال۔

رخت آرایش کردن: بمعنیٔ رخت بدل کردن۔ (م)

رخشا و رخشان: ہر دو برای مہملہ مفتوح است۔ بنای دعوی ما بر آن است کہ رخشیدن مصدری است از مصادر، درخشد مضارع آن۔ و این تمام بحث بفتح رای قرشت است۔ بعد افگندن دال کہ علامت مضارع است۔ رخش باقی می ماند کہ کہ صیغۂ امر است چون الف در آخر آن در آرند، افادۂ معنیٔ فاعلیت می کند، مانندِ گویا و بینا و دانا۔ و ہم چنین چون در آخرِ صیغۂ امر الف و نون بیفزایند، معنیٔ حالیہ دہد

مثل گریان و خندان

دیگر باید دانست کہ این مصدر با مجموع مشتقات باضافۂ دالِ سادہ نیز می آید، یعنی درخشیدن، ہمچنیں درفشا و درخشان نیز گویند۔ رای غیر منقوطہ در ہر دو صورت مفتوح مقبول و مضموم مذموم[۱] (سپ، خش، ق)۔

رخنہ: روزن، چھید۔ (فن)

رَدَّہ: بہر دو فتحہ، صف، قطار۔ و ردہ، رد، صف در صف۔ و خشتہای دیوار را کہ با ہمدگر برابر نہند، نیز ردہ گویند در فارسی، و ردّہ بتشدید دال در ہندی۔ (سپ، د، فن، ق، م)

ردیف: پیا دہ ترند۔

رزہ: بتقدیم رای بی نقطہ بر زای نقطہ دار۔ مفتوحتین۔ و مبدل منہ آن رجہ بجیم مفتوح، الگنی۔ (فش، ق)

۱۔ لیکن فرہنگ انجمن آرای ناصری میں درخشان کو بضم دال و را لکھ کر بتایا ہے کہ "بفتح را و دال نیز گفتہ اند"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایران ضمہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

۲۔ لغت فرس: ۵۰۲ / بزای فارسی رژہ۔

رُستاد: بر وزنِ اُستاد، روزینہ، مرکب از رُستی و داد است۔ و رُستی، برای مضموم، بمعنیٔ احضار۔ و داد صیغۂ ماضی از دادن۔ و در این جا بمعنیٔ مصدر در خورد۔ بسبب کثرتِ استعمال رستاد شد۔ چون در دو حرف قریب المخرج برافگندنِ احد المتجانسین رسم است، رستاد ماند۔ (در فتح[1] قش، ق)

رُستن: برای مضموم مصدرِ اصلی، رُستی[2]، رستنی، روئیدہ، روئیدنی، اُگی۔ و روئیدن مصدرِ مضارعی نکلا ہوا رُوید سے جو رستن کا مضارع ہے۔ (پ، تیغ، ق)

رستخیز: یعنی قیامت۔ (رخ)

رستخیز اندازہ: قیامت کے مثل۔ (ن)

رَستن: بفتحِ را، رستہ، رستن، جہیدہ، رہیدہ، رہ۔ و در گفتنِ مضارع را مکسور می گردد۔ (پ)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای اور دری کشا میں رستاد کا مخفف لکھا ہے۔ اس لیے بفتحِ اول ہونا چاہیے۔

۲۔ دری کشا: ۲۳۶، میں رستی کے معنی راحت، فراغ، شجاعت اور استیلا لکھے ہیں۔

رسن باز: بندباز، ریسمان باز، نٹ۔
رسول: وخشور۔ پیغمبر۔
رسیدن: رسید، رسیدہ، رسد، رسندہ، رس، رساندن
متعدی و رسانیدن نیز۔ (پ)
رسیدنِ بنا بآب: ہم بمعنئ استحکام بنا و ہم بمعنئ انہدام۔ (ع)
رشتن: بکسر را، کاتنا۔ رشت، رشتہ، ریسد، ریسندہ، ریس۔
(پ، فن)
رشتہ: دھاگا۔ (فن)
رصد: ہودل۔ اصد بند، ہودل بند۔
رضامند شدن: تن در دادن۔
رُعب: شکوہ۔
رعد: آسمان غریو، تندر۔
رفتن: بفتحِ را، رفت، رفتہ۔ رود، روندہ، رو۔ (پ)
رفتنِ انتظام: از پرکار افتادن۔
رفتن: بضمِ را، جھاڑنا۔ رُفت، رُفتہ، روبد، روبندہ، روب۔ (پ)
رفیق: سنگم۔ ہمراہ
رقیب: بمعنئ مخالف۔ (ع)

رَم : بصلاح آوردن چیز را در عربی رم می گویند، رمیدن امر است از رمیدن، و مثلِ سوز و گداز بمعنیٔ مصدری مستعمل۔ در رمیدن، مصدر مشہورۂ فارسی است۔ (قن)

رمیدن : بھاگنا۔ رمید، رمیدہ، رمد، رمندہ، رم۔ (پ ق ن)

رنجور : نڈھال۔

رنجیدن : خفا ہونا۔ (قن)

رندِ عالم سوز : بمعنیٔ رندِ بی نام و ننگ۔ استادہ: "رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار؟" (ع)

رنگ : بوزنِ سنگ، بمعنیٔ لون، و دیگر طرز۔ و بمعنی محنت بیان

۱۔ میرزا صاحب تیغِ تیز میں لکھتے ہیں: "رم امر ہے رمیدن کا، اور بمعنیٔ مصدری بھی مثلِ سوز و گداز مستعمل۔ مخفف رمد بھی ہے"

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "رنگ ۔۔ لفظ فارسی الاصل ہے جب اس کو اردو میں منصرف یا بقولِ بعض متصرف کریں۔ تو نون کا تلفظ نہ ہوم سادہ جائے گا۔ رنگتا بوزنِ چند جانہ کہیں گے۔ بلکہ وہ لہجہ اور ہے جیسا کہ اس مصرع میں: ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی۔ یہ صحیح ہے اور فصیح ہے۔ ع ہم نے رنگے ہیں کپڑے شنگرفی۔ یہ اعلانِ نون گنواری بولی اور غیر فصیح اور قبیح ہے۔" (آ)

مبدل مندرج است۔ (قف۔ ق)

رَوان : جان۔ (قن)

رَوانِ گویا : شید اسپید، اسپیدی شید، نفسِ ناطقہ۔

روباہ : لومڑی۔ (قن)

رودبار : جائیکہ جویہا و رودہا باشد۔ (د، قطع)

روز : یوم، دن۔ (قن)

روزِ آیندہ : فردا۔

روزِ اول : تا آغاز روز۔

روزِ گذشتہ : دی۔

روزن : رخنہ، چھید۔ (قن)

رُوساختن : یعنی شرمندہ شدن۔ (پ)

روستا : گاؤں۔ (د)

رُونگاہ : دیباچہ۔ (د)

روم : برای مضموم بواوِ مجہول[1]، و رُم برای قرشت، دیباچۂ
بمعنی موی زہار است، و در ہندی ترجمۂ شام۔ (قطع
نثر، ق)

۱۔ سراج و دری کتا: بواوِ مجہول۔

رونق: بارنامہ، فرہام، رنگ۔

رؤیا: پوشاسپ، پوشپاس۔

رو آوردہ: بمعنی سوغات۔ (بہ، بچ، د)

رہ انجام: ترکیبا۔[1] (آ، د)

رہبر، رہنما: پاسپر، دلیل، راہ نما، قلاوز۔ (پ، فش، ق)

رہی: بمعنی غلام۔ (بر، د)

ریاضت: تپاس، تپستیا۔

ریچار و ریچال: برای مکسور و یای معروف، بمعنی اچار۔ (پ)

ریختن: ہم لازم و ہم متعدی۔ ریزش، ریختہ، ریزندہ، ریزیدہ، ریزہ۔ (پ)

ریدہ[2]: ولد، ترجمہ طفل است۔ (فش، ق)

ریسمان باز: بندباز، رسن باز، نٹ۔

ریسمان گرہ دار: ہندی گورکھ دھندا۔ (تیغ)

۱۔ دری کشا ص ۳۲، نیا دور واعلم۔

۲۔ سراج، دری کشا: ۳۹، بکسر را و تحتانی معروف۔ لیکن سراج میں ریدک ریدن سے مشتق بتایا ہے اور اس کے معنی فضلہ اور کھاد کے لکھے ہیں۔

ریش : جراحت ، زخم ، گھاو -
ریش : داڑھی - (ق)
ریمن : برای مکسورہ میم مفتوح ، پلپلا - (د ، ق غ) [1]

---

۱ - سراج اللغۃ میں بکسر اول و یای معروف و فتح میم لکھ کر چرکن معنی بتائے ہیں -

زبانِ استریش: زبانِ قال، و زبانِ ناستریش، زبانِ حال را نامند۔[1] (رشق، ق)

زبانہ: شعلہ۔ (ق ن)

زُبدہ: ارومہ، خلاصہ۔

زچہ: بجیم سہ نقطہ، بفتحتین زنِ نوزائیدہ۔ در ہندی نیز جچا گویند۔ (بیخ، م)

زُحل: کیوان۔

زُحیر: گناک۔

زخم: جراحت، ریش، گھاؤ۔ (ق ن)

زخمہ: بمعنی مضراب۔ (ب، د)

زدست: ای زدہ است۔ (کم)

زدن: لازمی، ہندی لگ جانا، متعدی، مارنا۔[2] زد، زدہ،

۱۔ سراج اللغہ میں لکھا ہے: "در رشیدی بالضم، آلتِ گفتار و روش مردم و محاورۂ قومی۔ و ہر دو معنی ترجمۂ لسان است۔ مولف گوید: تخصیص بضم خطا است۔ بفتح نیز آمدہ، یک لہجۂ ایران ہمیں است۔ غالباً ہر دو صحیح اند

۲۔ مرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "زدن، لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی ہندی میں لگ جانا اور متعدی کے مارنا۔" (ا۔ک)

زد، زننده، زن۔ (آپ)

زدودن: مصدرِ اصلی است، مانجھنا۔ وزدائیدن مضارعی آما قیاسی نہ سماعی۔ زدود، زدوده، زداید، زدائیده، زدای۔ (پ، فق، قن)

زرہ: سونا۔ (قن)

زراعت: مزرعہ کاشت۔

زیرپائی مشق: کُندن۔ (تیغ)

زُرّت: بشم را، جوار۔ (پا)

زردُشت: باعتقادِ مجوس پیمبر۔ (آ)

زرگر: سنار۔ (قن)

زِشت: وشم، بد، ترش رو، بُرا۔ (قن)

زغن: غاو، غلیواز، چیل۔ (قن)

زُغنگ: عربی فواق، ہندی ہچکی۔ (پا)

زمان: لفظِ عربی، آئندہ بجیخ زمانے، یک زمان، ہر زمان، زمان زمان، دریں زمان، دران زمان، سب صحیح اور فصیح۔ چواس کو زمانے وہ گدھا۔ اہلِ فارس نے مثل موج و موجہ، یہاں بھی "ہ" بڑھا کر زمانہ استعمال کیا ہے۔

زبان وزمانہ کو میں پاگل ہوں جو غلط کہوں گا؟ ہزار جگہ میں نے نظم ونثر میں زبان وزمانہ کہا ہوگا۔ (آ، خ)

زمین لرزہ: بھونچال: (د)

زنِ باردار: آبستن، آبستی، حاملہ۔

زنبور: بھڑ۔ (ق)

زنبیل: جھولی۔ (ق)

زنخ: ذقن۔ ٹھوڑی۔ (ق)

زنِ فاجرہ: جلب۔

زنِ نوزائیدہ: زچہ، جچا۔

زنہار: پناہ۔ (د)

زنہاری: بمعنی مستامن۔ (د)

زوال: ڈھلنا، آرد[1]۔ (ق، ن)

زوجہ: جورو۔ (ق)

زودا: بہت جلد۔ (د)

زود مست: تنک شراب، تنک بادہ۔

زہرآلود: آلودہ بزہر۔ (ق، ن)   زہی: آشت، اینٹ۔

۱۔ رشیدی کا: "بفتح ہا و دال و لام خمیری کہ از جہت نان و آش درد کنند و ہندی آن را پیڑا گویند۔"

زی: بزای مکسور و یای معروف، بر وزنِ سی؛ جہت و طرف۔
(د، قغ)

زیرپیچ: بطانۂ دستار را گویند۔ (پ)

زیستن: جینا، زیست، زیستہ، زید، زیندہ، زی۔ (د، پ، ق)

زیلو: بزای مکسور و لام مضموم، بر وزنِ لیمو، شطرنجی۔ (د)[1]

زینہار خواستن: خس بدندان گرفتن۔

زیور: گہنا۔ (ق)

۱۔ رشیدی: "بفتحِ اول" سراج: "بیای معروف و لام بواو رسیدہ"
انجمن آرا: "بکسرِ اول و ثانی مجہول بر وزنِ نیکو، پلاس و گلیم و قالی را
گویند" دری کتا: ۸۸۔ "بتحتانی معروف و لام و واو معروف"

ژ

ژاپیر: بزای نخستین پارسی و زای آخر تازی، بمعنی شرارهٔ
آتش - و پوهاوران را ژیر گویند. (فش، ق)

ژاله: مینھ رنگارنگ -

ژرف: عمیق، گہرا- (ق)

ژکیدن: بزای فارسی مفتوح وکاف تازی مکسور و یای
معروف، مصدریست فارسی بمعنی سخنهای زیر لبی که
از روی خشم و غضب باشد - ترجمهٔ آن در هندی بڑبڑانا- (فش، ق)

ژوپیا: ضرب - (د)

۱- سراتج: بہاسی اجید بوزن قالیز-

۲- پوهاوران: نگلی است پویا که بر پنجاب است - و پوهاوران جمع آنست الخ

۳- دری گشتاہ: ۲۳۰ بروزن حرفا -

س

ساتگین[1] : پیاله را گویند۔ و مخفف آن ساتگن، چون آستین مخفف آستین۔ (فق، اف، م)

ساتچمه : چھترا (د، فع)

ساحل : کنارا۔ (آ)

ساختن : بنانا۔ لازمی و متعدی۔ ساخت، ساختہ، سازد، سازندہ، سازش۔ (پ، فن)

ساز : باجا۔ (فن)

سازِ اسپ : ستام۔

ساسان : در فارسی دستیاسی بتغیر صورت لفظ در ہندی، بمعنی درویش مجرد تا مقید است و این که ساسان نام

۱۔ درس کتاب : اسم، بہ تحتانی معروف۔

خسروی بود از خسروانِ ایران، ہم از ینجاست کہ آن خسرو
زادہ ترکِ لباس کردہ، بکسوتِ قلندران در آباد و
ویران و کوہ و دشت می گشت۔ چون این چنین درویش
را در ایران ساسان گفتندی، و او در ایران بیانِ
پوششِ چہر شدہ، لاجرم سمر شد، و ہمین نام بر تخمہ و نژاد
وی ماند۔ درویشِ قلندر، ریش و بروت و ابرو سترده
را نامند۔ (فق، ق)

ساعد: پہنچا۔ (عو)

ساق: پنڈلی۔ (ق)

ساکن: اجنبان۔

سالِ شمسی: منقسم بچہار فصل است، و ہر فصل مشتمل بر سہ ماہ،
و ہر ماہ مدتِ ماندنِ آفتاب در یک برج۔ شروعِ سال
از رسیدنِ آفتاب بحمل گیرند۔ حمل و ثور و جوزا این
سہ ماہ فصلِ بہار است۔ سرطان و اسد و سنبلہ این سہ
ماہ فصلِ تابستان است۔ میزان و عقرب و قوس این
سہ ماہ فصلِ خزان است۔ و این را پائیز و پاغزہ و برگریز
نیز نامند۔ جدی و دلو و حوت این سہ ماہ زمستان است۔
(فق، ق)

ساغورو: بلاد معده، پیر و کلن۔ (د)

ساماکچه: پوششی است مر زنان را که هندی آن انگیا است۔ (پ)

سان: بمعنی طرز و آشوب۔ (فق، ق)

ساو: باج، خراج۔ (د، م)

سایه: چھاؤں۔ (ق)

سباحت: شنا۔

سبد: ٹوکرا۔ (پ)

سبدچین: میوه را گویند که پایان موسم بر شاخسار ماند، و چون آن را چینند، ساخاری باز ماند۔ (س)[1]

سبز بودن جای: خالی بودن جای۔ (بر)

سبک: ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی۔ (آ)

۱- لغت فرس: ادسه، بمعنی "بقیت" انگور باشد که در باغ مانده بود جای جای" اس تشریح میں انگور کی صراحت صرف مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ معنی وہی عام ہیں۔ آم، امرود، ناشپاتی، کوئی پھل ہو، اختتام فصل پر دو چار پھل ادھر اُدھر ضرور لگے رہ جاتے ہیں۔ باغ والے جب توڑ توڑ کر کے انھیں توڑیں، تو پیچھے سے چن کر لا سکتے۔

سبک دست: مشاق۔ (ق)

سبک سر: چھچھورا۔ (د)

سَبلت: بروت، مونچھ۔ (ق)

سبلت سست کردن: عبارت از فروتنی و ترکِ دعوی است۔ (پ)

سبو: ٹھلیا۔ (ق)

سپردن[1][2]: سپرد، سپردہ، سپارد، سپارندہ، سپار۔ بحیثیت مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ (پ)

سُپَری: بضم سین و بای فارسی، بمعنی آخر۔ (پ، د، ق)

سپنج: بمعنی عاریتی، و نیز بمعنی خانہ کہ کشادر زبان بہ کنایہ

۱- سراج اور انجمن آرا میں بکسر اول لکھا ہے، حالانکہ صحیح بفتح اول ہے۔

۲- اس مصدر اور اس کے مشتقات کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ سراج میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ "سپردن بضم سین و کسر آن اختلاف لہجہ محض است و ہمچنین بای فارسی کہ بعضی مضموم خوانند و بعضی مفتوح۔ از اینجا است کہ سپاردن بالف نیز صحیح است و بودن الف تخفیف این است۔ و پاردن و مردن نیز قافیہ کردہ اند۔" ان لہجوں میں سے غالب کے نزدیک بضم ہر دو صحیح معلوم ہوتا ہے۔

کشت ساز ند - از نی و علت[1] - (پ)

سپنددان: ہندی دانی - (پ)

سپوختن: بزور فرو کردن چیزی در چیزی - سپوختہ، سپوختہ، سپوزد، سپوزندہ، سپوز - (پ، ق)

سپہر: آسمان، چرخ، فلک، گردون -

سپہرہ: طلسم - سپہرہ ساز، طلسم ساز - (پ)

سپہری سپہیلہ[2]: مریخ - (د، قخ)

سپیدیو[3]: سپید دیو، پس از اجرای قاعدۂ ترخیم سپیدیو را مانند فردوسی در شاہنامہ گوید:

سپیدیو را دل ز پیکان آمدست   مرادما ز تو سرنگ آمدست

(فش، ق)

سپید کردن خانہ: سیم گل کردن -

۱- لغت فرس: ۶۵، میں معنی "منزل یک شبہ" لکھا ہے -

۲- سراج اور دری کشا: اہم، بکسر اول - مگر سراج میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ بعض لوگ بفتح سین بھی بولتے ہیں -

۳- میرزا صاحب اور ان کے معاصر صاحب دری کشا دونوں اس لفظ کو بضم با لکھتے ہیں، لیکن صحیح بفتح با ہے -

ستارۂ روز: آفتاب، سورج۔ (د، قغ، فش، ق)

ستاک: شاخ نورستہ۔ ہندی کونپل۔ (دم)

ستام: سازِ اسپ، گھوڑے کا ساز۔ (د، قغ)

ستان: بکسرہ، چت۔ و در فارسیٔ قدیم لغتی است بمعنیٔ مقام و محل، چون گلستان و دبستان۔ و نظائر این بسیار است آستان، بمعنیٔ دہلیز، ہان ستانی است با وردن الفیٔ ممدودہ قبل از آن۔ در ہندیٔ قدیم "استھان" بفوقانیٔ مختلط التلفظ بہای ہوز، بمعنیٔ نشیمن و محل و مقام است علی الاطلاق کہ اکنون در عرف اہلِ ہند بہ تکیۂ فقیر اشتہار دارد۔ (د، قغ، فش، ق)

ستد: بسینِ مکسور و تای فوقانیٔ مفتوح مضارعِ ستادن ست (فش، ق)

ستدن: بسینِ مضموم و تای مضموم، در معنی باگرفتن مرادف ستد بفتحتین صیغۂ ماضی است از ستدن۔ و مضارع آن ستاند و امر آن ستان است۔ و ہم ازین مرکب

۱۔ لغتنا فرس: ۲۹۹ کمبریج۔

سحر: اور صبح مرادف بالمعنی ہیں - اور وہ انجام لیل اور آغاز
نہار ہے - مگر بخلاف صبح، سحر بطریقِ مجاز بعدِ نصف
شب سے صبح تک مستعمل ہے - طعام آخر شب کو سحری
اور سحر گہی کہتے ہیں - (بک)

سختن: بضم سین، مصدر اصلی، بمعنی وزن کردن - تولنا -
سخت، سختہ، سنجیدہ، سنجندہ، سنج - سنجیدن مصدر
مضارعی - (پ، د، فغ، م، قن)

سخن: کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے -
اور اس پر متقدمین و متاخرین اور اہلِ ایران اور اہلِ
ہند کو اتفاق ہے - (ص)

سخنہای زیرلبی: غنگیدن، بڑبڑانا -

سخی: راد، کریم -

سدابہ: گیاہیست مائۃ، دراصل بسین اسست - (رد)

---

۱ - دری کشا: ۲۴، بفتح اول و ضم آن نیز، لیکن سراج میں بعد لکھا ہے
اور انجمن آرا میں فردوسی اور نظامی کے اشعار کے پیش نظر بفتح سین ہی
کو صحیح قرار دیا ہے اور جن شعروں سے ضمہ ثابت ہوتا ہے ان کے متعلق
یہ لکھا ہے کہ یہاں بمعنی وزن کردن سمجھا ہے، بلکہ سوختن کا مخفف ہے -

سراپا: خلعت۔ (د)

سرایان: سرای صیغۂ امر است از سرودن، بالف و نون حالیہ پیوند یافتہ، مانند گریان و خندان و افتان و خیزان۔ (قش، ق)

سرایش: ترجمۂ قال است۔ (قش، ق)

سرچراغ افگندن: بمعنی گل گرفتن چراغ۔ (پ)

سُترِخ: آل۔

سرخاریدن: مفہوم این کلمہ آنست کہ انسان دران حالت کہ ترد ماندہ باشد، و ہیچ کار نتواند کرد، بکار دیگر پیش گیرد چنانکہ عرفیؔ فرماید:

مرا زمانہ طناز دست بستہ و تیغ

زند بفرقم و گوید کہ "ہان سری بخار" ۱

(قش، ق)

سرداره سپاه: اسپہبد۔

سررشتہ: چترکی۔ (ق)

سرشتن: سرشتن، سرشتہ۔ این چشمہ ہم از مصادر خالی است۔ (ق)

۱۔ دری کتا: ۲۲، بکسر یای بمعنی دہان قال و دہن گفتن۔

سرشار: لبریز۔ (ع)[1]

سرطان: خرچنگ، کیکڑا۔ (قن)

سرکشیدن، سرپیچیدن: بمعنی نافرمانی۔ (دیپ، قطعہ)

سرمست: کسی را گویند کہ شراب نوشیدہ باشد و بہ غش رسیدہ باشد۔ (قش، ق)

سرمۂ سلیمانی: کتابی است، موسوم بدین اسم، آن سرمہ کہ اسماء پری از قاف آوردہ در چشم عمرو عیار کشیدہ بود تا بسبب آن سرمہ دیو و پری را می دید۔ (قش)

سرنگون: آونگان، اوندھا، دروا، شنگی۔

سرنہادن: بمعنی اطاعت کردن۔ (دپ)

سروبرگ: بمعنی ساز و سامان۔ (ع)

سرودن[2]: گانا، کہنا، سرود، سرودہ، سرایندہ، سرا، سرایندہ۔

۱۔ مرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں، "سرشار لسان فارسی میں اسم فاعل ہے چھلکنے کی۔ معنی لفظی اس کے لبریز۔ پس شراب کو لبریز کیوں کر کہیں گے۔ اور یہ جو اردو میں مست و سرشار مترادف المعنی استعمال میں آتے ہیں، اس کا کیا ٹھکانا ہے۔ فارسی میں تتبع اردو کا ناجائز ہے۔"

۲۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضم سین ثبت کیا ہے۔

سرای - (پ، قن)
سترہ مرد: کھرا آدمی - (د، قط)
سر بچہ: کراک، صعوہ، ممولا -
سر یر: در ہر دو زبان بمعنیٔ جسم و کالبد است - و در عربی تخت را گویند - (قش، قا)
سزا: باد افراہ، کیفر -
سعادت: نیک بختی - (قن)
سعدِ اکبر: زاوش، برجیس، مشتری -
سفتن: سفت، سفتہ، این بحث را مضارع نیست - (پ)
سفتہ: ہنڈوی - (د)
سفتہ گوش: بمعنیٔ محکوم و فرمانبر - (م)
سفیر روز: ایوار -
سفیر شب: شبگیر -
سقّا: آب کش -
سقف: آسمان، چھت - (د، قن)
سگ: کتا - (قن)
سگالیدن: بمعنیٔ اندیشیدن، با مجموعِ مشتقات، سگالیده،

سگالیدہ، سگالد، سگالندہ، کہ ازان جملہ سگال صیغۂ امر
ست و سگالش حاصل بالمصدر، ہمہ بکافِ فارسی است
نہ بکافِ کلمن۔ (پ، فش، ق)

سمراد: بسینِ مفتوح، وہم۔ (پ، د)

سمّی: اداش، ہمنام۔

سُنبلہ: خوشہ، کلّیان۔

سنج: بسینِ مفتوح، جھانج۔ (د)

سنجر: چنان کہ درویشِ قلندر ریش و بروت و ابرو سترده را
ساسان نامند، سنجر نقیر متورع متشرع صاحبِ خرقہ
و عمامہ راخوانند۔ (فش، ق)

سنجرستان: خانقاہ۔ (فش، ق)

سنجیدن: سخفتن، تولنا، مصدرِ مضارعی۔ سنجد مضارع۔ (د،
تغ، قن)

سنگ: پتھر۔ (قن)

سنگ پشت: کشف، باخہ، کچھوا۔ (پ، قن)

سنگچہ: اولا۔ (د)

سنگلاخ: جائی کہ سنگ بسیار بود۔ (د قط)

سنگم : بسین و کافِ پارسیِ مفتوح، در ہر دو زبان بمعنیٔ رفیق و ہمراہ۔ (قش، ق)

سوختن : مصدر، جلنا، لازمی و متعدی، سوخت، سوختہ، سوزد مضارع، سوزندہ، سوز۔ امر، سوزش حاصل با مصدر (آ، پ، قن)

سودن : سود، سودہ، ساید، سایندہ، سای۔ (پ)

سُور : خوشی[1]۔ (د)

سُورنای : شہنائی۔ (د)

سُوزن : آلۂ بخیہ۔ (نش، ق)

سُوگیر : جانب دار۔ سُوگیری، بمعنیٔ طرفداری۔ (د، س)

سوم : بسینِ مضموم و واوِ مجہول، در ہر دو زبان اسم ماہ۔ (قش، ق)

سُومہ[2] : خدہ۔ (د)

سولیس : بسینِ مفتوحہ و واوِ مکسور بیا زدہ بروزنِ انیس، بجیری (د، قخ)

۱۔ لغتنیہ فرس، ۱۴۲، بمعنیٔ مہمانی باشد یا نیوہی۔ دری کشا : بواوِ معروف و انجمن آرا بروزنِ شور، بمعنیٔ جشن و مہمانی و عروسی در ترکیب سُرخ۔

۲۔ دری کشا، ۴۴، بواوِ معروف۔

سَوِیق : پشت، سَتّو، آردِ بریان۔ (قن)

سہ شنبہ : بہرام روز، منگل۔ (قن)

سَہلِ مُمتنِع : کسرۂ لامِ توصیفی، سہل موصوف، ممتنع صفت، اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے، اور اُس کا جواب نہ ہو سکے![1] (آ، عس)

سَہیمتا : بروزنِ سعید، عمارت۔ (د)

سِہی : نہیں۔ (قن)

سیاہہ : فہرست۔ (د)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کسرۂ لامِ توصیفی ہے۔ سہل موصوف ممتنع صفت۔ اگرچہ بحسبِ ضرورتِ وزن متبع ہو سکتا ہے، لیکن مخلِ فصاحت ہے۔ اور لام موقوف تو خود سراسر قباحت ہے۔ سہلِ ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اُس کا جواب نہ ہو سکے۔ بالجملہ سہلِ ممتنع کمالِ حسنِ کلام ہے۔ اور بلاغت کی نہایت۔ ممتنع دراصل ممتنع النظیر ہے۔ شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اُس صفت پر مشتمل ہیں، اور رشید وطواط وغیرہ شعرائے سلف نظم میں اس شیوے کی رعایت منظور رکھتے ہیں۔ خودستائی ہوتی ہے۔ اگر سخن فہم غور کرے گا، تو فقیر کی نظم و نثر میں سہلِ ممتنع اکثر پائے گا۔" (آ، عس)

سیاہی زدن : بمعنی خودنمائی و خودستائی۔ (پ)

سیاہی کردن : بمعنی ظاہر شدن۔ (پ)

سیر : لہسن۔ (قن)

سیل : نالا۔ (قن)

سیلاب چین : چلمچی[۱]۔ (ع)

سیلی : تھپّا۔ (قن)

سیم : چاندی۔ (قن)

سیمراغ : بروزنِ نیم باز، آنچہ از حق بتضرع خواہند۔ و سیمراغ را بہ پذیرفتہ شدن و ناپذیرفتہ شدن ستایند، یعنی اجابت و عدمِ اجابت۔ (فش، ق)

سیم گل : بکافِ پارسی مکسور باضافۂ لفظِ گردن یعنی سپید گردن خادم۔ (پ، ام)

سیمناد : بروزنِ پیرباد، بمعنی سورہ (فش، ق)

سینہ : چھاتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "سیلاب چین، ایک لفظ ہے ہندیوں فارسی دانوں کا۔ اصل لغت چلمچی، ہے اور یہ لغت ترکی ہے۔" (ع)

شْ[1]: خطابِ واحدِ غائب۔ (ع س)

شاپور: بہائے فارسی و واؤ، مخففِ شاہ پور یعنی پورِ شاہ، اسمِ پادشاہ (ف ش، ق ز)

شاخ: ٹہنی: (ق ن)

شاخابہ: اُس نہر کو کہتے ہیں کہ جو کسی دریا میں سے کاٹ کر

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطابِ واحدِ غائب، نہ "اش"۔ ہاں، اگر آخرِ لفظ میں ہائے اخفائی حرکت پر ہو، مثلِ غمزہ و چشمہ و خانہ و دانہ، تو اُس کو یوں لکھتے ہیں: چشمہ اش، غمزہ اش، خانہ اش، دانہ اش اور باقی سب الفاظ کا حرفِ آخر شین سے مل جاتا ہے (س ن)

جاری کریں۔ (آ)

شاخِ نورستہ: شاک، کونپل۔

شاخُل: بخای مضموم۔ بروزنِ کاکل، اسمِ غلہ ایست کہ آن را در ہندی ادہر گویند۔ (پ، فش، ق)

شادخواست: خواہش از روی اشتیاق۔ (د، قغ)

شاد شدن: کلاہ انداختن۔ کلاہ گوشہ بر آسمان سودن۔

شار: عمارت۔ و ازین مرکب است شارستان۔ و شارسان مخففِ آن است۔ و شارستان، عمارتہای بسیار۔[۲]

(پ، د، قغ، فش)

شانہ: کنگھی۔ (فن)

شاپور: بضم واو، مصوری بود در زمانِ خسرو پرویز کہ در شکارگاہ شیرین تصویرِ خسرو کشید، و پیامِ آن پری پیکر خاتون نزدِ خسروِ مہر تمثال آورد۔ (فش، ق)

شاہین: عربی میں ایک باجے کا نام ہے۔ (غ)

۱۔ انجمن آرا میں داخل کا ہم وزن شاکر لکھا ہے کہ اسے شاخول بھی کہتے ہیں۔ سراج میں ہے کہ خ پر تینوں اعراب پڑھے جاتے ہیں مگر صحیح ضمہ ہے۔ اس لیے کہ شاخول لیا گیا اس معنی میں آتا ہے۔

۲۔ قغ میں شارستان کے معنی عمارت لکھے ہیں۔

شب : رات۔ (فن)

شب درمیان دادن : عبارت از وعدہ کردن، خواہی وعدۂ یک روزہ، خواہی زیادہ۔ (پ)

شبدیز : مانا بشب۔ چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا درعرفِ ہند مشکی نامند، آن را شبدیز می گفتند۔ (فن، ق)

شبرو : لفظِ مرکب است، کنایہ از دزد۔ وشبروان، جمع است یعنی دزدان۔ (د، فن، ق)

شب عجم کا جوش : بمعنیٔ اندھیرا ہی اندھیرا۔ (ع)

شب گرد : شحنہ وعسس وکوتوال راگویند۔ (د، فن، ق)

شب گیر[1] : سفر شبانہ۔ (پ، د)

شبنم : اوس۔ (فن)

شت : بشینِ منقوطہ مفتوحہ، ترجمۂ حضرت است۔ (فن، ق)

شتاب رفتن : قطرہ زدن۔

شتافتن : شتافت، شتافتہ، شتابد، شتابندہ، شتاب۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "شب گیر اس سفر کو کہتے ہیں کہ پہر ڈیڑھ پہر رات رہے چلدیں۔" (خ، عس)

شتالنگ : کعب، ٹخنا۔ (قن)

شتر سواری : ہیون۔

شتر مست : بُختی۔

شحنہ : شبگرد، عسس، کوتوال۔

شدن : در رفتن در یک معنی ترادف دارد، یعنی، جانا۔ چنانکہ
آمد و رفت و آمد و شد، ہم بر زبان و ہم بقلم جاریست
(قش، ق)

شدی : بیای مجہول، بمعنی می شد۔ (عس)

شراب : تاہو۔

شراب خرما : نبیذ۔

شرارۂ آتش : ژاپیز۔

شر بہ پیرہن افشاندن : بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)

شرزہ : بشین و زای مفتوح، صفت شیر بمعنی خشمگین۔ (آ)

شرق : خاور، پورب (قن)

شرق تا غرب : آفتاب گردش۔

شرمندہ شدن : درخط شدن، رو ساختن۔

شرمندگی : خجالت۔

شرنگ[1] : ثمری است تلخ طعم کہ در صورت بخربزہ ماند، و پیہ آن در مسہلات بلغم و سودا بکار رود، و در عربی آن را حنظل گویند، و در فارسی شرنگ و در ہندی اندراین۔ (فق)

شریعت : زرسنداج۔

شستن : مخفف نشستن است بحذف نون و بقای شین متعدی نشستن و شستن نشاندن است و نشانیدن مزید علیہ۔ (فق، ق)

شستن دست و دہن : دست و دہن آب کشیدن۔

شست و شو : پادیاب، پادیاد۔

شعاع : سورج کی کرن۔ (قن)

شعلہ : زبانہ۔

شغال[2] : گیدڑ۔ (قن)

۱- سراج اللغۃ: "بفتحتین و نون ساکن و کاف فارسی، حنظل و بعضی گویند زہرہ کہ نباتی است معروف و بعضی بمعنی مطلق زہر گفتہ اند۔ اول اقوی است"۔

۲- انجمن آرا میں بروزن زغال لکھا ہے۔ اور زغال کتابوں میں مذکور نہیں، لیکن عام طور پر زغال کی زبر سے مفہوم پڑھی جاتی ہے، چنانچہ لغتے فرس میں پروفیسر عباس اقبال (طہران) نے زغال کو بضم اول ہی ضبط کیا ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جائے گا کہ صاحب انجمن آرا کی رائے میں شغال بضم شین ہے لیکن سراج اللغۃ میں بکسر شین اور اشٹائن گاس کی لغت میں بفتح شین لکھا ہے۔

شغشاہنگ: و شغشاہنج، تختۂ فولادِ مشبّک کہ تارہای زرد سیم بدان در کشند۔ ہندی آن جنتری[1]۔ (پ)

شفق: سرخی کہ بر اُفقِ آسمان پدید آید، اگر بصبح است در بشام، آن را شفق گویند، بی تفرقۂ شام و بام۔ (فق)

شکرد: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح و رای مفتوحِ بدال پیوستہ، یعنی شکار کند۔ یارانِ خود را جز مید ہم کہ شکار نیز مثل شکوہ، اسم جامد بودہ است، و آن را بعد حذفِ الف متصرف ساختہ اند، یعنی شکریدن و شکرد و دیگر مشتقات (د، فق، ق، م)

شکستن[2]: شکست، شکستم، شکند، شکنندہ، شکن۔ (پ)

شکم: پیٹ۔ (قن)

شکم بندہ: لُت ا نبان، پرخوار۔

شکوہ: بضمِ شین زنہار نیست۔ ہمان بکسرۂ شین، وضمۂ کاف و واوِ مجہول، اسم جامد است بمعنیٔ دبدبہ و نشان و رعب و شکوہیدن، مصدرِ جعلی است بمعنیٔ متاثر شدن از

۱۔ لغتنامۂ فرس، ۵۰/ بمعنیٔ شکنجہ۔

۲۔ آئینِ اکبری: یا اصلِ مکسور۔

مہابت و عظمت۔ ترجمۂ آن در ہندی رعب میں آنا[۱]۔
ہانا در قصیدہ بیتی دارم کہ نخستین مصرعش این است :

دانشش اندوز نباید کہ شکوہد ز سوال

چون آن قصیدہ شہرت یافت، یکی از علما در بزمی کہ من نبودم، برین لفظ خردہ گرفت و گفت کہ شکوہد معنی ندارد۔ ہم از اہلِ بزم پاسخ یافت کہ نظامی در سکندرنامہ میفرماید:

شکوہید دارا ز نزلی چنان

خندہ زد و فرمود کہ شکوہید سند شکوہد نمی تواند بود۔ وای برین علم و فضل کہ ماضی را مسلم داشت و مضارع را نارواپنداشت۔ مردی سخت کوشش گرم خون فردای آن روز برہانِ قاطع را بخانۂ آن فرزانہ برد و شکوہد را بوی نمود۔ بخود فرو ماند۔ پنداری، برہانِ قاطع کلام آسمانی است کہ ہیچ کس را از تسلیم آن گزیر

۱۔ لغت فرس: ۴۵۳، میں بمعنی حشمت و بزرگی لکھا ہے اور مصحح کتاب نے شین پر ضمہ لگایا ہے۔ دری کتا: ۶۴ میں مندرج ہے کہ بمعنی حشمت و دبدبہ بضم شین اور بمعنی ترس و بیم بکسر شین ہے۔

نیست۔ دید و خندید و گفت کہ من میدانم۔ حاجت بدیدنِ
برہانِ قاطع نیست۔ دیروز ظریفانہ سخنی گفتہ بودم۔ زنہار
پیشِ میرزا حکایت نخواہی کرد۔ آہ، از عربی خوانانِ
فارسی ناشناس! (دفش، ن)

شگافتن[1]: مصدر ایست، ترجمۂ آن چیرنا۔ ماضی، شگافت، و
مضارع شگافد و مفعول شگافتہ۔ (پ، فش، ق)

شِگَرف: بشینِ مکسور، و اِشگرف، بہمزۂ مکسور، یعنی نادر و
عجیب است، و صفتِ خوبی و ندرت می افتد، چنانکہ
فتحِ شگرف، و شانِ شگرف، و شوکتِ شگرف۔ (فش، ق)

شِگفت: یعنی عجب، شگفتی، مزید علیہ۔ (پ، ع)

۱۔ پنج آہنگ مطبوعہ ۱۸۵۳ء اور قاطع برہان میں بکافِ عربی لکھا ہے
اور درفشِ کاویانی اور کلیاتِ نثر (مطبع نولکشور، طبع دوم) میں بکافِ
فارسی۔ سراج میں ہے "مولف گوید، بکافِ تازی و در اکثر فرہنگہا آمدہ
و شہرت بکافِ فارسی دارد۔"

۲۔ رشیدی و سراج میں معنیٔ عجب شین اور کافِ عربی دونوں کے کسرے کے
ساتھ ضبط کیا ہے اور دری کشا ۴۶ میں شین مکسور و بکافِ عربی و
فارسی مفتوح لکھا ہے۔ فرہنگِ آہنگ کے ۱۸۵۳ء والے نسخے میں بکافِ عربی
اور کلیاتِ نثر میں بکافِ فارسی درج ہے۔

شگفتن: شگفت، شگفتہ، مضارع شگفد۔ امر ندارد۔ (پ)
شگوہ کردن: بمعنیٔ قی کردن، (پ، م)
شلوار: پاجامہ یعنی جامۂ پا۔
شمردن: شمرد، شمردہ، شمارد، شمارندہ، شمار۔ بجنس مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ (پ)
شمس: آفتاب، خورشید، مہر، نیر، ہور، سورج (ن)
شمن: بوزنِ چمن، بت پرست۔ (پ)
شمیدن: بمعنیٔ پوشیدن، ٹکسال باہر ہے[2]۔ (تیغ)
شنا: بوزنِ بنا در فارسی ترجمۂ سباحت است۔ و آشناہ و آشنا ہم بمعنیٔ مصدر ست و ہم بمعنیٔ فاعل۔ در ہندی اشنان بفتحۂ اول و اضافۂ نون، غسل ارتماسی دریا را گویند خصوصاً و ہر گونہ غسل را گویند عموماً۔ (نش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۳۴۴، سراج، رشیدی اور دری کشا وغیرہ میں شمیدن کے معنی رمیدن لکھے ہیں۔ سراج میں یہ بھی لکھا ہے کہ: بمعنیٔ پوشیدن، شنیدن بنون پیش ازیں بایں فصاحت شہرت دارد۔ ہر چند ماخوذ ازاں شم کہ لفظ عربیست نیز می تواند شد از عالمِ طلبیدن و فہمیدن و طبعیدن چنانکہ روزمرۂ بعضی عوام است"۔
۲۔ لغت فرس: ۹۔

شناختن: شناخت، شناختہ، شناسد، شناسندہ، شناس۔ (پ)

شنودن: شنود، شنودہ، مضارع ہر دو (شنیدن و شنودن) یکی است، شنود بکسر شین و فتح نون و فتح واو، شنودہ: شنتو۔ (پ)

شنوسہ: بشین مکسور و نون مفتوح و ہای مختفی، عطسہ را گویند (فش، ق)

شنیدن: سننا، سونگھنا، حافظ۔

بوی خوش تو ہر کہ ز بادِ صبا شنید
از یارِ آشنا سخنِ آشنا شنید

شنید، شنیدہ۔ این بحث با واو نیز آید و درین حالت نون مضموم گردد (شنودن) شنود، مضارع ہر دو یکی است

ا۔ قاطع برہان میں شنوسہ اور درفش کاویانی میں اشنوسہ ہے۔ سراج میں بالفتح اول و شین معجمہ بعد واو اختیار کرکے لکھا ہے کہ بعضے بکسر اول بھی پڑھتے ہیں اور برہان' میں واو کے بعد سین کو بھی صحیح بتایا ہے۔ فرہنگ انجمن آرای ناصری میں دونوں کو صحیح بتایا ہے، مگر حرف اول میں دو صورت مفتوح ہے لغت فرس: ۱۹۱ ۴۸ میں شنوسہ ہی اختیار کیا ہے، اور رودکی کا ایک قطعہ مثال میں پیش کیا ہے، جس کے پہلے شعر کا قافیہ آفرد شہ ہے۔

شنو د بکسر شین و فتح نون و فتح واو، شنونده (پ)

شور و غوغا کردن: نمک بر آتش افگندن۔

شوق کردن: کلاه انداختن، کله گوشه بر آسمان سودن۔

شوکت: اروند، اورند۔

شوم: بفتحتین، ترجمۂ سبب۔ (د، م)

شوی: خاوند۔ (رقن)

شہتیر: فرسب۔

شہر: گرد۔

شہرکیا: بکاف عربی مفتوح، حاکم شہر۔ (د)

شہ نشان: نشانندۂ شاه۔ (د)

شید: بشین مکسور و یای معروف، بر وزن عید، در معنی با فروغ متحد است۔ روشنی۔ (خ، د، فت، ق)

شید اسپہبد[1] **و اسپہبدی شید:** عبارت از نفس ناطقہ است که پارسیان آن را روان گویا نیز گویند۔ (فتق، ق)

۱۔ میرزا صاحب اور ان کے معاصر صاحب برہان کشا دونوں اسپہبد کی ب کو مضموم قرار دیتے ہیں، لیکن صحیح بفتح با ہے، اور یہ نسخہ موبدان یا رقن وغیرہ دوسرے مرکبات میں بھی پایا جاتا ہے۔

شبستان : بشین مکسور، ترجمۂ نور الانوار۔ (م)

شیر : دودھ۔ (ق)

شیشہ در جگر شکستن : بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)

شیلان[۱] : مائدۂ دعوت۔ (م)

شیون : مویہ، نوحہ۔

شیہہ : بمعنی صدای اسپ، لغتِ فارسی، بشین مکسور و یای معروف و ہای ہوز مفتوح و ہای ثانی زدہ، عربی صہیل۔ (خ)

۱۔ سراج : "بر وزن گیلان"

ص

صحابی : دوست ۔ جمع اصحاب ۔ (قن)

صبح : سحر، انجامِ لیل، آغازِ نہار۔

صحرا : دشت، جنگل ۔ (قن)

صدا : آواز۔ نوبتی در مدرسۂ دہلی چنانکہ قانون و قاعدۂ مدارس است، بزمِ امتحان آراستند و کارِ امتحان بیکی از علمای جلیل القدرِ اسلامیہ کہ دران عہد از بہرِ این مہم بطریقِ دورہ از کلکتہ بدہلی رسیدہ بود، حوالت داشت۔ یکی از طلبۂ علم بچشمداشتِ عرضِ جوہرِ لیاقتِ خویش عبارتی عربی بنظرِ آن بزرگوارِ ممتحن گزرانید۔ مگر لفظِ "صدا" دران عبارت داخل بود۔ ممتحن خشمگین شد و فرمود کہ اندراجِ لفظِ پارسی در عبارتِ عربی گمراہی است ۔ اشعارِ شعرای نام آور

عرب و قاموس و منتہی الارب آوردند، تا صدا را در اشعارِ
عربی و کتبِ لغات عربی دید و خشتم فزد خورد۔ چون این حکایت
بمن رسید، گفتم: "این بزرگ نیز از فریب خوردگان و گمراہ
کردگانِ جامع برہان قاطع خواہد بود۔ وبالِ این گمراہی
نیز برگردنِ اوست۔" (فش، ق)

صَدَقَہ: برخی۔

صرصر: آندھی۔ (قن)

صعوہ: کراک، صربچہ، ممولا۔

صف: رَدہ۔ صف در صف: ردہ ردہ۔

صلوٰۃ: نماز (فش، ق، قن)

صمد: اسمِ صفت بہ معنی، نہ چیزی از وی بیرون رود و نہ چیزی
بدرون آید۔ نہ زیادہ شود، نہ کم گردد۔ (تیغ)

صومعہ: حجرہ۔

صورت: پاژند، ہیئت۔

صوم: روزہ۔ (فش، ق، قن)

صَہیل: آوازِ اسپ را گویند، بصادِ مفتوح و ہای مکسور و یای

۱۔ تیغ تیز میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "عربی میں گھوڑے کے ہنہنانے کو
صہیل بوزنِ دلیل کہتے ہیں۔"

معروف، در لسانِ عرب، وشفیہہ، بشینِ مکسور و یای معروف و ہای ہوزِ مفتوح بہای ہوزِ دیگر پیوستہ، در زبانِ پارسی۔

اینک دبیرانِ دسخنورانِ ہند را می بینم کہ صہیحہ را بوزنِ شبیہہ یعنی بصادِ مکسور، آوازِ اسپ می گویند و بفارسی بودن معترفند و نمی فہمند کہ صہیحہ بصاد لغتِ پارسی نمی تواند بود، عربی است، و در عربی نیز بمعنیٔ آوازِ اسپ نیست۔ (قش، ق)

صیحہ: بصاد و تحتانی و حای حطی بر وزنِ بیضہ، لغتی است عربی بمعنیٔ آوازِ ہولناک، چنانکہ خروشِ تندر و آسمان غریو، کہ تازیان آن را رعد گویند، و دیگر اصواتِ سہمگین۔

(ع، قش، ق، ن)

۱۔ عود میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "بوزنِ بیضہ عموماً بمعنی ہر صدای ہولناک و مہیب۔"

ض

ضحّاک : ده آک -

ضرب : زدوپ -

ضغطه : فشارِ قبر -

ضلع : خره -

ضمان : مصدرِ عربیست وافادهٔ معنیِ فاعلیت نیز کند بمعنیِ
ضامن آید - آنانکه از تصرفِ پارسیان ناآگهند، درصحت
لفظِ ضمانت تأمل دارند - ماکه پیروِ فارسی گویانیم، تصرفِ
آنان را چون نپذیریم و آنچه پیشروانِ ما گفته اند ما چرا
نگوئیم - صاحبِ قدرتان نه تنها آخرِ لفظِ ضمان فوقانی
افزوده اند، بلکه فراغ را فراغت و قرب را قربت و باب

را بابت نیز نوشتہ اند۔ یکی از شیوا بیانان ایران در بہاریہ گوید:

شد از داغِ شقائق تا پرِ زاغ
ضمانت نامۂ سرسبزیٔ باغ

ہمچنین یای مصدری در آخرِ مصادرِ عربی آوردہ اند، و انتظار را انتظاری و حضور را حضوری و سلامت را سلامتی و حیرانی را بمعنیٔ حیرت بلکہ ہمانا بمعنیٔ حیران و نقصانی بجای نقصان آرند و ما را از تسلیم گزیر نیست۔
(قش، ق)

ضَیمَران: بروزنِ زرگران، لغتِ عربی ہے نہ معرب۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ پھول ہندوستان میں ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کی تحقیقات از روی الفاظ الادویہ ممکن ہے
(آ، خ)

ط

طارُمِ نُہم : عرش است (فش، ق)
طارمِ ہشتم : کرسی را گویند (فش، ق)
طافت : پایاب۔
طالع : شبھ گھڑی، بڑی گھڑی۔ (رخ)
طاؤس : مور۔ (قن)
طَبل : تبیرہ تبیرہ، کوس۔
طبیب : پزشک، حکیم۔
طَرح : بسکونِ رای قرشت، بمعنیٔ فریب ہے۔ لیکن اردو میں یہ لفظ مستعمل نہیں۔ وہ دوسرا لفظ ہے طَرَح بحرکتِ رای قرشت بروزنِ فَرَح۔ اس کو بسکونِ رای بولنا

عوام کا منطق ہے۔ ... غزل کی طرح، زمین کی طرح
بہ سکون ہے۔ اور بمعنیٔ روش و طرز طَرَح ہے بفتحتین۔
طرح بالفتح، بمعنیٔ نمونہ اور بمعنیٔ فریب، صحیح۔ لیکن
طَرَح بفتحتین اور چیز ہے۔
طَرح، بفتح اول وسکون ثانی، بمعنیٔ فریب ہے۔ اور
تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہیں۔ اور بمعنیٔ آسایشِ
دنیا بھی مجاز ہے۔ طرح بفتحتین مرادف طرز و روش
(رخ، عس)

طرز: ساں، اسلوب۔

طرف شدن: بمعنیٔ مقابل شدن۔ (پ)

طُرّہ: زلف۔ (خ)

طَری: بر لیطا می خطی لغت عربی است بمعنی تازہ و تر (فش، ق)

طفل: ریدک، ریدہ، لڑکا۔ (فش، ق، قن)

طلبا[1]: یعنی طلب، مانگ۔ (آ)

طلسم: سپہر۔ طلسم ساز: سپہرہ ساز۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طلب لفظ عربی الاصل ہے۔ یہ کلیہ ہے کہ لغتِ اصلِ عربی آخر کو الف بڑھا جاتا ہے" (آ)

طمع کردن: چشم بچیزی سیاہ کردن۔
طواف: گرد پھرنا۔ (قن)
طوس: نام پہلوانی بودہ است از گردان ایران، و اسم شہریست از بلاد خراسان۔ واو معروف است نہ مجہول۔ (قن، ق)
طیّار: صیغہ مبالغے کا ہے لغت عربی۔ املا اس کی طای حطی سے طیر ثلاثی مجرد، طائر فاعل، طیور جمع۔ بازداروں میں اس لفظ نے جنم لیا۔ حقیقت بدل گئی۔ طوسے، ستے بن گئی۔ یعنی جب کوئی شکاری جانور شکار کرنے لگا، بازداروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ "فلاں باز، فلاں شکرہ طیار شدہ است و صید میگیرد" بہر حال اب تائی قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا۔ اس لفظ کو مستخدث اور دراصل اردو اور بتائی قرشت اور بمعنی آمادہ اشخاص و اشیا پر عام تصور کرنا چاہیے۔ اور عبارت فارسی میں اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوگا۔ (آ)

۱۔ میرزا صاحب کا یہ بیان خان آرزو کی تحقیق پر مبنی ہے۔ ملاحظہ ہو سراج اللغۃ اور چراغ ہدایت۔ مگر میرزا صاحب کا اس لفظ کو بمعنی آمادہ و مہیا اردو قرار دینا اور فارسی عبارت میں اس کے استعمال سے

(بقیہ صا۱۷۱) رد کرنا درست نہیں۔ یہ لفظ بمعنیٰ مذکور ایران ہی میں پیدا ہوا ہے، چنانچہ بہار عجم میں جمال الدین سلمان کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے:

چنان بعہد تو میزانِ عدل شد طیار کہ میل سوی کسی نمی کند تا بہت

اس کے علاوہ محمد سعید اشرف اور ملا طغرا نے بھی بمعنیٔ آمادہ ہی استعمال کیا ہے۔ چراغ ہدایت میں آرزو نے اپنے کسی دوست کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ عربی میں تیار، بتائی قرشت کے معنی جہندہ (تڑپنے والا) بالفاظِ دیگر تیز رو) آتے ہیں، اس صورت میں اسے ت کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ میں اس کی تائید میں لسان العرب کے حوالے سے یہ اضافہ کرتا ہوں کہ تیار کے معنی عربی میں موج یا سمندر کی موج ہیں، اور ایک محاورہ "قطع عرقاً تیاراً" بھی پایا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تیزی سے خون بہانے والی رگ کاٹ ڈالی۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کل ہوائی جہاز کو طیارہ کہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے پانی کے جہاز کے لیے بھی لفظ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اب اس سے زیادہ تیز رو ہوائی کشتی کو طیارہ کہنے لگے ہیں۔

ظ

ظاهر شدن: سیاهی کردن، گل کردن. ظاهر شدن امری پوشیده: بخیه بر روی کار افتادن. ظاهر شدن راز: بچه گل کردن.

ظرف: آوند، برتن.

ع

عاجز شدن : دامن زیر سنگ آمدن، دامن زیر کوه آمدن۔
عاریت : سپنج۔
عافیت : بهباد۔
عبادت : بندگی۔
عجب : شگفت۔
عجب نیست : نه شگفت
عذر : پوزش، نیاز۔ (ق)
عذر کردن : دامن بدامان گرفتن۔
عجیب : شگرف۔
عربی : تازی۔
عرش : نهم، طارم نهم، فلک نهم۔

عرض : پہنا۔

غُرفت : پہرخوان۔

عَروس : بیُو، بہو۔ عروسی : بیوگانی۔

عُریان : رُت، برہنہ۔

عَسَس : شبگرد، شحنہ، کوتوال۔

عَسَل : انگبین، شہد۔

عَلَسہ : شفوسہ۔

عظمت : اودمد، اَدوند۔

عقرب : کژدم، بچھو۔

عقیمہ : استردن، ستردن، بانجھ۔ (فن)

عَلَوی : برینی۔

عَلیٰ : ابر، بر، فرا۔

علی الخصوص : ویژہ۔

عَمّ : اودر، چچا۔

عمیق : ژرف، گہرا۔

عنان : جلو، باگ۔

عُنُق : گردن، (فن)

عنکبوت : جولاہ ، تنا رتن ، کلاش ، مکڑی ۔ (قن)
عوض : آلیش ۔

غالب آمدن: دست یافتن۔

غرب: پچھم۔ (ق)

غربال: غینِ نقطہ دارِ مکسور اور رای قرشت اور یای موحدہ اور لام، یہ لغت فارسی ہے، ہندی اس کی چھلنی اور مرادف اس کا پرویزن۔ یعنی فارسی میں چھلنی کو غربال اور پرویزن کہتے ہیں۔ غربال بمعنی چھلنی کے لفظِ فارسی الاصل صحیح اور فصیح ہے۔ (آ، ق)

غُرفہ: دریچہ۔ کھڑکی۔

غزل: چامہ۔ غزلخوانی: چامہ سرائی۔ غزلِ دراز: چکامہ (پ، د، فق، ق، م)

غژک و غچک : نام سازے۔ (قتن، ق)

غسل : اشنان۔ غلبہ : چیرگی۔

غلطیدن۱ : غلتید، غلتیدہ، غلتد، غلتندہ، غلت۔ ۳ آشکارا باد کہ
نوشتن این بطای حطی غلط است۔ بلکہ چون این را بطای
حطی نویسند خود بصورت غلطیدن می شود بمعنی غلط
کردن۔ (پ)

غلہ : آنارج۔ (قتن)

غلیواژ : غاو، زغن، چیل۔ (قتن)

غمخواری : تیمار۔

غمزدہ : نژند۔

غمگین : نژند۔

غنودن۱ : اونگھنا۔ غنود، غنودہ، غنود، غنوندہ، غنو۔ (پ، قتن)

غنی : بے پروا۔ (تیغ)

غوشاک : بغین مفتوح۲، اسم پاچک است کہ اُپلا، پاتھی

۱۔ سراج، بفتح عین بر وزن ربودن۔

۲۔ لغت فرس، رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضم غین و واو مجہول
لکھ کر بتایا ہے کہ بعض لوگ بفتح عین کہتے ہیں۔

مصدوم، ہندی میں آشفتہ۔ (فش، ق)

شوطہ: پاغوش۔

شیبت کردن: بہ پشتین افتادن۔

شیرازادی: اخواستن۔

ف

فاجرہ: تھلیب،

فارسی مستعربہ: آنست کہ چون عرب و عجم باہم آمیخت، اہلِ عجم مقاصدِ اہلِ عرب را در زبانِ خویش ادا ساختند (فش، ق)

فاژہ: دہان درہ، آسا، پاسک، عربی: تثاؤب دکنی ہندی: جانی

امیر مینائی صاحب نے فاژہ لکھا ہے، لیکن لغت فرس: ۱۰۶، فرہنگ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای ناصری اور دوسری کتابوں میں بالاتفاق زای فارسی کے ساتھ ضبط کیا گیا تھا، اس لیے متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ قاطع برہان اور دفش کاویانی دونوں میں یہ لکھا ہے۔ خود میرزا صاحب سے یہ بھول ہوا ہے کہ انہوں نے فاژہ کو عربی لفظ بتایا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ فاژہ بالاتفاق فارسی لفظ ہے۔

فاسق: تردامن، گنہ‌گار۔

فائدہ: دایہ، نفع۔

فتاریدن[1]**:** مبدلِ آن فتالیدن، بمعنیٔ دریدن و گسستن آمدہ است۔ و آن را فتریدن و فتلیدن ہم گفتہ اند۔ و چون مصدر بتبدیل و تخفیف چہار صورت دارد، لاجرم سراسر مشتقات نیز بچہار صورت خواہد بود۔ (تش، ق)

فتوی[2]**:** دیپر۔ فتوی دہندہ: دپیرگر، مفتی۔

فخر کردن: بخود بالیدن۔

فدک: بفتحتین ریسمان کہ بران جامہ اندازند۔ آن را در ہندی الگنی گویند۔ (ق)

فر، فرہ: لفظِ فارسی، مرادفِ جاہ[3]۔ (آ، غ، ق)

۱۔ رشیدی و سراج میں بفتحِ فا اور انجمن آرا میں بالکسر لکھا ہے، مگر صاحبِ سراج نے بقولِ بعض کسرۂ فا بھی درج کیا ہے۔

۲۔ اس لفظ کی تحقیق کے لیے ردیفِ دال کا ملاحظہ ضروری ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "فر اور فرہ لفظِ فارسی ہے، مرادفِ جاہ۔ پس جاہ کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب دیے نہ لکھیے۔ عالی جاہ اور سکندر جاہ اور مظفر فر اور فریدون فر، یوں بھی درست اور عزت جاہ اور فر، یوں بھی درست ہے"۔

فراز: مرادفِ بر بمعنیٔ علی، اُبر۔ (فش، ق)

فراز: بند۔ باید دانست کہ ضدِ نشیب است۔ چون ہنگامِ بستن تختہ ہای دراز ہر دو سہ مرئی می شود، در آن صورت بلندی است۔ پس آئینہ بستن در را، درفراز کردن، گویند چنانکہ سعدی گوید:

یروی خود در طمّاع باز نتوان کرد
چو باز شد، بدرشتی فراز نتوان کرد

باز کردن بمعنیٔ کشادن و فراز کردن، بمعنیٔ بستن یعنی طمّاع میرم را سوی خود راہ مدہ، و چون چنین اتفاق افتاد، دیگر در بروی وی مبند۔ (آ، فش، ق)

فرازمان: حکم۔ (د)

فرشا: بروزنِ تماشا کہ قشعریرہ عربی آنست۔ (فش، ق)

فرامشت: مزید علیہ فرامش است۔ (فش، ق)

فراہم آمدن: دست بہم زدن۔ فراہم آمدن اسباب مراد: نان بروغن افتادن۔

فرتاب: = پرتاب، در ہر دو زبان بمعنیٔ بزرگی و قدرت و وجاہت و کرامت۔ (آ، بپ، د، س، فش، ق، م)

فَرتاش: وجود۔ (د)
فَرجام: ہم بمعنیٔ رنگ و رونق و ہم بمعنیٔ انجام گزارش۔ (پ)
فَرجُود: لغتی است پہلوی بمعنی کرامت۔ و فرجد، بضم جیم مخفف آن و درین مصرع امیر خسرو ع:
فرّجد از فرجدِ خود یافتہ
ہمان فرجد است بضم جیم۔ ومعنیٔ مصرع اینکہ ممدوح من فرجد، یعنی سلطنت جد، از کرامت و یاوری اقبال یافت۔ (فخ، ق)
فردا: روزِ آیندہ۔ (د)
فَرزْبُود: بفای مفتوحہ رای زدہ وزای موقوفہ، حکمت۔ (د، تخ، م)
فرسبا: بفا ورای مفتوحہ وسین و بای موقوفہ، شمشیر۔ (د)
فِرِسْتادن: مصدر، فرستاد، ماضی، فرستادہ، فرستد مضارع، فرستندہ، فرست امر۔ واین را مضارع "فریسد" نیز گویند، لاجرم فاعل فریسندہ وامر نیز فریس خواہد بود۔ لیکن الاول افصح۔ (پ، تخ)

ا۔ سراج میں فرسپ لکھا ہے اور بقولِ بعض فرسب بتایا ہے۔

فرسنداج: ہم بمعنیٔ امت و ہم بمعنیٔ شریعت۔ (فش، ق)

فرسودن: فرسود، فرسودہ، فرساید، فرسایندہ، فرسای۔ (پ)

فرشاد: و پرشاد، ہم در پارسیٔ باستانی و ہم در ہندیٔ قدیم ترجمۂ خیرک۔ (فش، ق)

فرشتۂ رحمت: امشاسپند۔

فرفر: با دفر یا دفرہ۔ پھرکی۔ (پ، دہلی اردو اخبار، قن)

فرقدان: ایک صورت ہے یا ایک کوکب ہے آٹھویں آسمان پر۔ (آ، خ)

فرگاہ: بمعنیٔ بارگاہ و ترجمۂ حضرت۔ (پہ، د، س، فش، ق)

فرگفت: بمعنیٔ حکم۔ (دام)

فرمانبردار: شفقتہ گوش۔

فرمودن: مصدر اصلی فارسی، فرمود، فرمودہ، فرماید۔ مضارع فرمایندہ، فرمای۔ امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (آ، پ)

فروتنی: مستیلت شکستہ کردن۔

فروختار: لغتیست اصلی است مرکب از صیغۂ ماضی و آر بمعنٔی خریدار و پرستار۔ (فش، ق)

فرقدوین: مرتب ماندن آفتاب در حمل۔ (د)

فُرُوزہ[1]: ترجیحِ صنعت۔ (د، م)

فُرُوغ: سپیدہ، روشنی۔

فَرُوکاش[2]: مرادفِ فرومایہ۔ (ک)

فَرُوہِل: بمعنیٔ گلزار۔ (کلیات)

فَرہیدہ: بمعنیٔ خوب و نیک، اچھا۔ (پ، د)

فَرّہ: شکوہ، جاہ۔ (پنج، د)

فَرَہنگاخ: درمیان، وسط۔ (د، تیغ)

فَریور: صاحبِ رتبہ، بزرگ۔ (پ، د، تیغ)

فسانہ: کہانی۔ (ق)

فُسُوس: بہر دو ضمہ و واوِ معروف لفظی است فارسی، ترجمۂ استہزا۔۔ این نیز دانستنی است کہ فسوس در فارسی لفظی است جامد، مصدر ندارد۔ آری مانند شکار و شکوہ و خرام و آرام، اگر این را از راہِ تفنن متصرف گردانند روا است۔ اما ہمان بمعنیٔ استہزا۔ (تیغ، ق)

۱۔ دری کشا، ۸۴: بضم اول و ضم را و واوِ مجہول۔

۲۔ دری کشا: ۹۴: بفتح اول و رای مہملہ و کاف تازی با الف و شین مہملہ۔ اردوی معلی میں فرو کاش چھپ گیا ہے۔

فَشارِ قبر: ترجمۂ ضغطہ است۔ (نش، ق)
فُشل: نمک۔
فَغ: بفتحِ فای سعفص[1]، در فارسی بت را گویند۔ (فش، ق)
فَغاک: مرکب از "فغ" و "اک" کہ افادۂ معنیٔ نسبت کند، چون خوراک و پوشاک، مردِ بیحس و حرکت را گویند، خواہی از راہِ تکبر باشد و خواہی بعارضۂ دیگر۔ (فش، ق)
فَغِستان: مرکب از "فغ" و "ستان" یعنی بتخانہ۔ (فش، ق)
فغفور: فغپور ست، یعنی پسرِ بت۔ پادشاہی را پسر نمی زیست۔ کلیا، چون زنش پسر زاد، او را بہ بتخانہ برد و در پای بت انداخت و گفت: "این فرزندِ بت است"۔ قضارا آن کودک نمرد و این قصہا ہمان صورت دارد

۱۔ انجمن آرای ناصری میں فغ کو بضم فا لکھا ہے اور اسی سبب اس کے تمام مرکبات بھی اس کے نزدیک مضموم الاول ہیں۔ فرہنگِ رشیدی: ۲، ۱۰۶ میں زیر اور پیش دونوں طرح ضبط کیا ہے، مگر ضمے کو قولِ ضعیف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں زیر کو قولِ بعض بتایا ہے، مگر آخر میں یہ لکھ دیا ہے کہ "چون حرکتِ حرفِ اولِ آن، بتحقیق نہ پیوستہ، جمیع لغاتی کہ از ان ترکیب یافتہ بالفتح باشد یا بضم۔"

کہ ہندوستانیان دختر و پسر را بر ندو در صحن مسجد
انداز ندو مبیتا و مبیتی نام نہند۔ آرمی، طریبنان
شخصِ مجہول الاب را بطریقِ طنز فغفور گویند۔ (قن، ق)
فکانہ[1]: کفانہ، بچہ را گویند کہ نارس از شکم بیفتد۔ (فش، ق)
فَلَق: بمعنیٔ دریدن است۔ واندروی استعارہ، ظہورِ فروغ
صبح را فلق گویند در عربی و چاکِ صبح در پارسی و پو
پھٹنا در ہندی۔ (قن)
فلک: آسمان۔ چرخ، چنبر، واژگونہ، گردون۔ (د، قن)
فلکِ کوکب: عبارت از فلکِ ہشتم است۔ (م)
فلکِ نہم: عرش است۔ (ق)
فوفل: چھالیا۔ (قن)
فولاد: پولاد
فُوہ[2]: بفائی مضموم و واو بہائی زدہ، چیزی کہ
برائی افروزشِ رنگِ نگین زیرِ آں نہند، و

۱۔ اس لفظ کی تحقیق کفانہ کے تحت ملاحظہ کیجیے۔
۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یعنی ڈانک کہ جوہری نگ کے تلے رکھتے ہیں۔" (۲۱)

ہندی، ڈانک، گویند[1] (آ، پ)

فہمایش: کا لفظ میاں بدھا ولد میاں جیا اور لالہ گنیشی داس ولد لالہ بھیروں ناتھ کا گھڑا ہوا ہے۔ میری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے؟ اب تفصیل سنو۔ امر کے پیچھے کے آگے شین آتا ہے، تو وہ امر معنیٔ مصدری دیتا ہے اور اس کو حاصل بالمصدر کہتے ہیں۔ سوختن مصدر، سوزد مضارع، سوز امر، سوزش حاصل بالمصدر۔ اسی طرح ہیں خواہش و کاہش و گزارش و گدازش و آرایش و پیرایش و فہمایش۔ فہمیدن فارسی الاصل نہیں ہے، مصدر جعلی ہے۔ فہم لفظ عربی الاصل ہے طلب، لفظ عربی الاصل ہے۔ ان کو موافق قاعدۂ تفریس فہمیدن و طلبیدن کر لیا ہے۔ اور اس قاعدے میں یہ کلیہ ہے کہ لفظ اصلی عربی آخر کو امر سمجھا جاتا ہے۔ فہم یعنی بفہم، سمجھ، طلب یعنی بطلب، مانگ، فہمید

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بدین معنی عربی است کہ در زبان متاخرین بمعنی چیزی کہ زیر جواہر برای آن دہند تا رنگ او نصب کنند آمدہ۔ و این را ہندی ڈانک گویند بدال ہندی و نون غنہ"۔

مضارع بنا، طلبد مضارع بنا۔ خیر، یہ فرض کیجیے کہ جیسا
تم نے مصدر اور مضارع اور امر بنا لیا، تو اب حاصل
بالمصدر کیوں نہ بنا لیا۔ سنو۔ حاصل بالمصدر فہمش
اور طلبش ہونا چاہیے۔ "فہم" تھا صیغہ امر، "فہمد" سے
نکلا تھا۔ الف اور یے کہاں سے آیا؟ فہمائی تو نہیں ہے
جو فہمایش درست ہو سکیں۔ فرمایش کو نظیر گمان نہ کرنا۔
وہ مصدر اصلی فارسی فرمودن ہے۔ فرماید مضارع،
فرمائے امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (۲)

ق

قابلہ: ماما، دایہ، پیش نشین، دائی، جنائی۔ (دیکھیے فن، ق، قن)

قافیہ: پیوند۔

قافیۂ شایگان: عربی ایطا۔[1] (ص)

1۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "قافیۂ شایگان کہ جس کو عربی میں ایطا کہتے ہیں، وہ دو طرح پہ ہے: خفی و جلی۔
ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں جیسے الف فاعل، گویا، و بینا و شنوا۔ شعر اسیرؔ

ای دانۂ تسبیح خیالت دل دانا | سر حلقۂ مستان رخت دیدۂ بینا

اور نون والی مضارع کا، جیسا استاد کے اس مطلع میں ہے:

دل شیشہ و چشمان تو ہر گوشہ برندش | مست است، مبادا کہ بیا گر شکنندش

اور ایسا ہی الف و نون جمع کا: مثل چراغان و جوانان۔ اور ایسا ہی الف نون حالیہ، مانند گریان و خندان۔ پس اگر یہ مطلع میں آپڑے، تو ایطای جلی ہے۔ اگر غزل یا قصیدے میں بطریق تکرار قافیہ میں آپڑے تو ایطای خفی ہے۔" (ص)

قالب: در عربی و کالبد در فارسی بمعنی تن است، و چیزی را نیز گویند که آن را در ہندی "سانچا" نامند۔ (فش، ق)

قانون: لفظ عربی الاصل است۱ جمع آن قوانین۔ قاعدۂ آن مقنن۔ (فش، ق)

قبچاق: بفتح قاف، در اصل درختی میان تہی را گویند۔ چون سلطان آغوز خان، جد آلنقوا پادشاہ مغول را فرقہ فرقہ ساختہ، و ہر فرقہ را نامی دیگر نہادہ ایغور، قنلج، کلاتہ، قبچاق ۔۔۔ پس قبچاق نام گروہیست از مغول۔ (فش، ق)

قتلمہ: بوسہ، چمی۔

قتہ خشخاش: پوست کے ڈوڈے۔ (غ، س)

قتل عام: مرگ سرخ۔

۱۔ تاج العروس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ بقول بعض رومی اور بقول دیگر فارسی الاصل ہے۔ صاحب محکم نے بھی اسے دخیل قرار دیا ہے۔ لغت الفاظ: ۲۳۶، میں رومی الاصل یعنی لاطینی اور بمعنی سیطر بتایا ہے۔ اصل اور قاعدہ یہ دونوں مجازی معنی ہیں۔ بہر حال میرزا صاحب کا اسے عربی الاصل کہنا درست نہیں، ہاں عربی کی وساطت سے فارسی میں آیا ہے۔

قحط: نانِ شیرین، کلچہ۔ (قن)

قدح: کاس، کاسہ۔

قدر: ارج، ارز۔

قدرت: توتاب، پرتاب۔

قدم افشردن: پا استوار کردن۔ گاڑھنا۔

قدیم: باستان۔

قراب: لغتِ عربی الاصل صحیح۔ (آ، خ)[1]

قشلاق: بمعنی لشکرگاہِ زمستان۔ (قش، ق)

قصد: بسیچ۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "قراب اور سراب دونوں لغتِ عربی الاصل صحیح ہیں" (آ۔ خ) میں نے جستجو کی تو قراب کے معنی ہم قدر اس ہم قیمت معلوم ہو گئے، مگر سراب کوئی عربی لفظ نہ نکلا۔ اس سے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ سراب کو کسی کاتب نے سراب لکھ دیا ہے۔ چنانچہ سراج اللغۃ میں سراب کے متعلق آرزو نے یہی لکھا ہے کہ یہ عربی لفظ ہے۔ لیکن ادّی شیر نے "الفاظ الفارسیۃ المعربۃ" ۸۸ (طبع بیروت ۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے اور سر یعنی فوق اور آب یعنی پانی سے مرکب ہے۔ ممکن یہ بھی ہے کہ یہ سریانی الاصل ہو۔

قصر: کشکوی، محل۔

قصیدہ: چکامہ۔

قطرہ زدن: اشارتست بہ شتاب رفتن۔ (پ)

قفس: پنجرہ۔ (ق)

قلاوز: راہبر و راہ نما را گویند۔ (پ)

قلب: نبہرہ، کاسیدہ، دل۔

قلعہ: بارہ، دژ (د، ق، م)

قلندر: ساسان، سنیاسی۔

قلم کشیدن: مطلق بمعنی باطل کردن و محو کردن چیزی باشد۔ (پ)

قمار: ننگ۔

قوی ہیکل: تہمتن۔

قیام: ایستادن، استادن۔

قی کردن: شکوفہ کردن۔

قیمت: ارز، ارج، نرخ، بہا، مول۔ (د، ق، ن، ق)

۱۔ رشیدی میں اس لفظ کی تین شکلیں اور لکھی ہیں، قلاوز، قلاغوز اور قلاووز، اور یہ بھی بتایا ہے کہ اصل میں یہ لفظ ترکی ہے۔

ک

ک : تازی، پارسی در آخر اسما معنی تصغیر دهد، چون مردک و مردمک و کودک و ربدک - همانا کودک و ربدک ترجمهٔ طفل است - (فش، ق)

کاچار و کاچال : ترجمهٔ اثاث البیت، رخت، متاع خانه، اسباب خانه (پ، د، م)

کار از بن دندان کردن : یعنی بذوق تمام کردن - (پ)

کارتن : کلاش، عنکبوت - مکڑی۔

کاز یخ خرد : کنزکاسه۔

کاکیا : بهر دو کاف عربی مفتوح و سکون ثالث - کدرای

۱- در فی اشتا ؛ ۱۸۲ میں کبریا لکھ دیا ہے - مزید تفصیل لغتا کے حاشیے میں دیکھیے -

قرشت است، بمعنیٔ خداوندگار، مالک و حاکم، چون وہ کیا

بمعنیٔ مالکِ وہ کار کیائی: مالکی، حکومت۔ (آ، د، ق، م)

کازہ: خانۂ گل، کوخ، گومہا۔ چھپر مٹی کا گھر۔ (آ، پ، د، تغ، م)

کاس و کاسہ: مانندِ موج و موجہ، بمعنیٔ قدح عربی است۔
(فش، ق)

کاس و کوس: بمعنیٔ نقارہ فارسی۔ (فش، ق)

کاستن: گھٹانا۔ کاست صیغۂ ماضی از کاستن، و مشتق و درمج مستعمل۔ کاستہ، کاہد، کاہندہ، کاہ۔ مصدرِ مضارعی کاہیدن
(پ، د، قن)

کاسہ: بنہرہ، قلب۔

کاسہ گردان: کنایہ از دریوزہ گری۔ وگدا را کاسہ گردان نامند۔ (پ)

کاشتن: بونا۔ کاشت ماضی کاشتن و بمعنیٔ زراعت۔ کاشتہ کارد، کارندہ، کار۔ بحیثیت مصدر کی بحذفِ الف نیز آید کشتن و کشتہ، و کشتہ بکسر کاف۔ لیکن بحیثیت مضارع در ہر حال بحالِ خود باشد۔ (پ، فش، ق، قن)

۱۔ اس لفظ کی تحقیق حرف کاف میں لفظ کرم کے تحت ملاحظہ ہو۔

کاغذ: دال مہملہ سے ہے۔ اس کا ذال سے لکھنا اور کواغذ کو اس کی جمع قرار دینا تعریب ہے۔ "بہ تحقیق"۔ (ع)

کاغذی پیرہن: دادخواہ[1] (د)

کافتن: مصدر، ترجمہ "آن کھودنا۔ ماضی کافت، و مفعول کافتہ و مضارع کاود۔ کاونده کاو۔ کاویدن مصدر مضارعی است چنانکہ رستن برای مفہوم مصدر اصلی و روییدن مصدر مضارعی۔ ہر آئینہ کاو صیغۂ امر است و کاوش حاصل بالمصدر۔ (پ، نثر، ق)

کالبد: در فارسی بمعنی تن است۔ سر پا جسم۔ و چیزی را گویند کہ آنرا در ہندی سانچا نامند۔ (نثر، ق)

کالیوہ: پاگل، کالیوگی، پاگل پن۔ (د)

کام[2]: بکاف عربی در پارسی بمعنی مقصد است عموماً و در ہندی

1- مرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "ایران میں رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہن کر حاکم کے سامنے جاتا ہے، جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا۔" (خ)

2- مرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "کام بمعنی مقصد و مدعا۔ "کام و دشمن کام" دوست کام لکھتے ہیں، تشنہ کام اور ترکیب ہے، کام بمعنی تالو کے ہے تشنہ بمعنی خشک دہاں (خ)

بمعنی شہوت جماع خصوصاً: «کاما» با افزایش نون دالف
در آخر، مطلق بمعنی خواہش۔ تشنہ کام، کام بمعنی تالو، نیز
بمعنی مقصد و مدعا۔ (غ، فق، ق)

کان: معدن و ہندی کمان۔ (فق)

کانون: اسم آتش دان است۔ (فق، ق)

کاہ: خشک گھاس۔ (ق)

کاہ بدندان گرفتن: اظہار عجز۔ (غ)

کبک: چکور۔ (ق)

کچکول: کشکول۔

کچہ: بکاف تازی مفتوح و جیم فارسی مفتوح، ہندی آن
چُملا۔ (پ، دلی اردو اخبار)

کچکل کردن: جبا ستن از ظاہر شدن بانہ۔ (پ)

کحل: سرمہ۔ (ق)

کد بانو۔ بی بی۔ (دقط)

کدہ: بمعنی خانہ۔ یکی از پرورش آموختگان قتیل در کلکتہ
بمن گفت: استاد در بارۂ «کدہ» ۔۔۔۔ از روی اجتہاد کہ
کرد، الست پیروان خویش دارد، جز اسمی چند کہ شمای آن

در آگہی میفزاییم کہ کفتار و فلکا نہ ہر دو لغت بکاف عربیست و در ہر لفظ حرف ثانیین مکسور۔ (فق، ق)

کفش : پاہنگ، پا افزار۔

کفن پارہ کردن : یعنی از مرض مہلک و حادثہ سخت نجات یافتن۔ (پ)

کلاش : عربی عنکبوت و اسم دیگر آن کارتن، مکڑی۔ و خانہ آن را تنیدہ گویند۔ (پ، فق)

کلاغ گرفتن : عبارت از تمسخر و استہزا۔ (پ)

کلاوہ کردن : بمعنی جمع کردن۔ (پ)

کلاہ انداختن : کلہ گوشہ بر آسمان سودن، عبارت از شاد شدن و شوخی کردن۔ (پ)

۱۔ اس لفظ کے اعراب اور املا دونوں میں لغت نویسوں کا اختلاف ہے۔ انجمن آرا اور فرہنگ فرس دونوں میں بفتح اول لکھا ہے، اور موید الفضلا کے مصحح نے اسے بکاف فارسی ضبط کیا ہے۔ خان آرزو نے سراج اللغہ میں لکھا ہے کہ فکانہ ممکن ہے کہ فگندن سے مشتق ہو، اس صورت میں سے مقصود کو گفانہ ہونا چاہیے۔ مگر فرہنگ رشیدی کے مصنف نے اشتقاق کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے فکانہ کو فکندن سے متعلق بتایا ہے جو فگندن کی دوسری شکل ہے۔

کلپترہ : بمعنی احمقانہ کلام۔ (س)

کَلَنْد : بکاف و لام مفتوحہ[1]، ہندی کُدال۔ (پ، د، قتیل)

کِلّہ : بکافِ مکسور و لامِ مشدد، شامیانہ۔ (د)

کلیم : بروزنِ فعیل، صیغۂ اسمِ فاعل، مثلِ کریم و رحیم و سمیع و بصیر[2]۔ (ع)

کم : تھوڑا[3] (قش، ق)

کم آزار : یعنی نیازار ندہ (ن)

کم صبر: تنک شکیب۔

کم ہمت : یعنی بے ہمت۔ (ن)

کم ہنا : یعنی بے ہنا۔ (ن)

کم یاب : نایاب۔ (ن)

۱- میرزا صاحب نے دستنبو کے نسخے میں اپنے قلم سے "بر دو فتح" لکھا ہے۔

۲- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "کلیم اگر بمعنی ہم کلام لیجیے، تو اسمِ الٰہی اس کو کیونکر قرار دیجیے"۔ (ع)

۳- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یہ لفظ اہلِ فارس کی منطق میں کہیں افادۂ معنیِ سلبِ کلی بھی کرتا ہے، جیسے کم آزار یعنی نیازارندہ، نہ یہ کہ کم آزار دہندہ، کم ہنا یعنی بے ہنا۔ لیکن کمیاب اور نایاب ایک چیز نہیں"۔ (ن)

کورخ[1]: خانہ کہ از نی و علف نسازند، و آن را کازہ نیز نامند، و کومہ نیز بکاف فارسی مضموم۔ جھپر۔ (بہا، دام)

کودک و ریدک: ہا اگرچہ در یہ ترجمۂ طفلی است۔ (نش، ق)

کورنمک: نمک حرام، کور نمکان، نمک حرامان۔ (د، تیغ)

کوس: نقارہ، تبیر، تبیرہ، طبل، کاس۔ (قن)

کوفتن: کوفت، کوفتہ، کوبد، کوبندہ، کوب۔ (بہا)

کوفتہ: مشدبور، ماندہ۔

کول: بکاف عربی مضموم و واو مجہول، در فارسی بوم را گویند کہ اُلو ہندی آن است۔ لاجرم، مرد احمق را کول گویند۔ (قن)

کول[2]: بفتحۂ کاف عربی، بروزن ہول، رکول، فریب را گویند۔ (قن)

کول: بر وزن فتح، ہم بکاف تازی، پوشش کہنۂ گدایان را نامند، خواہی از گلیم باشد و خواہی از نمد۔ (قن)

۱۔ انجمن آرا: بروزن مشفوخ۔

۲۔ سراج میں کود کے معنی فضلہ اور کھاد بتائے ہیں۔

کومہ: بکافِ فارسی مضموم، خانۂ کاہ و علف۔ کوخ۔ چھپر۔ (پ۱، دکم۱)

کوہ: پہاڑ۔ (فن)

کوہچہ: پہاڑی۔ (د)

کوہہ: موج و لہر۔ (د)

کہن: سالخوردہ۔

کی: بکافِ مفتوح بروزنِ می، بمعنیٔ خداوند و مالک، و کبھا مزید علیہ، کیسے، یعنی کس وقت۔[۲] (آ، فن، ق)

۱۔ دستنبو: ۴۴، اور مہر نیمروز (کلیاتِ نثر، ۳۷۲) میں بھی کومہ لکھا ہے لیکن تمام فارسی لغت کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ یہ لفظ کافِ عربی سے شروع ہوتا ہے۔ غیاث اور برہان نے بھی لکھا ہے کہ بعض لغت نویسوں نے اسے کومہ لکھا ہے، وہ ان کی غلطی ہے کہ کومہ پڑھ گئے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کی بکافِ مفتوح بروزنِ می ایک لفظ فارسی ہے ذو معنیین یعنی دو معنی رکھتا ہے، ایک ترکیب یعنی کس وقت، اور دوسرے معنی حکم میں حاکم اور مالک۔ الف جہاں اس کے آگے آتا ہے، وہ کثرت کے معنی دیتا ہے جیسے خوشا، بہت خوش، بسا، بہت سا، بڑا حاکم، کیا یعنی کیا بزرگ کا کیانی بزرگی کا کام، عکس اس کا یہ ہے وہ کیا مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے یعنی کیا ئی دہ اور حاکم دہ کار کیا، مثلاً یعنی کیا ئی کار و مالک کا۔ جہاں نافہم اس کے رای مکسور لائیں گے۔ وہاں کار موصوف اور کیا صفت ہے۔"
(آ)

کیسہ : تھیلی ۔ (اقرب)

کیفر : بکاف مفتوح و فای مفتوح ۔ بمعنی سزای کردار بد آید ۔ و آن را پادافراہ و باد افراہ نیز گویند ۔ (برہان ، ج ۳ ، ص م)

کیمیا : جو اشیا کی تاثیر سے تعلق رکھتا ہے وہ کیمیا ، اور جو اسما سے متعلق ہے وہ سیمیا ۔ (آ ، ص ۳)

کیوان : زحل ۔ (ن)

گاوه : بیخ ثور - (ر)

گاو شنگسا : یعنی چوبی که بدان گاو را رانند - (آ)

گاو میش : بھینس - (ق)

گدا : کاسه گردان ، دریوزه گر -

گر : اسم دریا ، در فارسی بکاف فارسی است - (فق)

گرا : بکاف فارسی و رای مشدد ، حجام ، مردی سر تراش - (تیغ
ر ، تیغ ، فق)

گراز : بکاف پارسی مضموم ، لغت فارسی است ، اسم خنزیر که مرادف
خوک است و سرهنگ را نیز گویند - و بمعنی خرام نیز آید - گرازان
مرکب ازین است ، چون نازان و شادان - (فق)

گران مند: قیمتی، بیش قیمت۔ (د، قط)

گرالیش: بکسرۂ کاف پارسی، توجہ۔ (د، قع)

گربہ: بلی۔ (قن)

گرد: شہر۔

گرداندن: برگاشتن۔

گرداگرد: پیرامن۔

گردن: عُنُق۔ (قن)

گردن کشیدن و پیچیدن: بمعنیٔ نافرمانی۔ (پ، قط)

گردن نہادن: بمعنیٔ اطاعت کردن۔ (پ)

گردون: آسمان۔ (قن)

گردہ: بفتح کاف نیز خوانند، و ہندی "بکا" گویند۔ (پ)

گرزن: بہر دو فتحہ، بمعنیٔ تاج۔ (آ، خ، د، س)

گرزہ: بوزن شترزہ، قسمی از مار۔ (آ)

گرفتن: در اصل بکسرۂ اول و فتحۂ ثانی نیست،[1] چنانکہ فردوسی در

---

[1] میرزا صاحب کا یہ استدلال مفید یقین نہیں ہو سکتا۔ خسروی نے بضم اول و ثانی باندھا ہے، ملاحظہ ہو لغت فرس: ۲۵۴۔ سراج اللغۃ میں بکسرتین لکھا ہے اور آج کل بکسرتین ہی مستعمل ہے، چنانچہ لغت فرس کے مصحح نے اسی طرح ضبط کیا ہے۔

شاہ نامہ جائی کہ کاوۂ آہنگر محضر نکو نامی ضحاک در انجمن دریدہ است، گوید:

سر دل پر از کینہ کرد و برفت
تو گوئی کہ عہد فریدون گرفت

گیر، صیغۂ امر از گرفتن۔ (فن، ق)

گرفتن ماہ: چاند گہن۔ (د)

گرگ[1]: بھیڑیا۔ (فن)

گرگدن[1]: جانوری کہ بر سر بینی شاخی دارد۔ کابینہ او ستی نیز فارسی است۔ (فن)

گروہ[2]: ایل۔

گریوہ: بکاف مفتوح و رای مکسور و یای مجہول، اسم بلندی کہ در صحرا باشد، یعنی پشتہ و تل بفتح تای فوقانی۔ (پ)

گزاردن: گزارش، گزارش گر، گزارشنامہ ہمہ بزای ہوز است۔ (فن، ق)

گزشتن: گزرنا۔ گزشت، گزشتہ، گزرد، گزرندہ، گزر، گزاشتن

ا۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں کرگ اور کرگدن ضبط کیا ہے۔

۲۔ انجمن آرا اور دری کتنا: ۵۴ میں بضم اول بتایا ہے۔

گزاشتن، گزاشته، گزارد، گزارنده، گزارہ باعتقاد نامہ نگار، نگاشتن این ہر دو بحث برای ہوز رواست وبذال ذوال مستنا۔ (بہا قن)

گزیدن: بفتح کاف فارسی، گزید، گزیده، گزد، گزنده، گزه۔ (بہ)

گزیدن: بکاف فارسی مضموم، گزید، گزیده، گزیند، گزیننده گزین۔ (ب)

گزیر نباشد: نگزیرد۔

گزین: بجای گزیده مستعمل اہل زبانست۔ (مک)

گستردن: گسترد، گسترده، گسترد بتای مضموم و رای مفتوح، گسترنده، گستر۔ (پ)

گسستن: فشاریدن، فشردن، فتالیدن، فتالیدن گسست گسسته گسیختن، گسیخت، گسیخته۔ مضارع این ہر دو یکی است گسلد، گسلنده، گسل۔ (پ)

گسیل: بکاف پارسی مضموم وسین مکسور و یای معروف،

۱۔ مرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "گزاشتن، وگزشتن و پذیرفتن صرف زے سے ہیں" (ع) لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ صرف گزاردن زے سے ہے۔ بقیہ الفاظ میں ذال ہی لکھنا چاہیے۔

بمعنی رخصت و مرخصی، و مراد دینا بدرود۔ (پ، د، م)

گشتن : بکاف فارسی مفتوح، پھرنا۔ گشت، گشتہ، گرد، گردندہ گرد۔ مصدر مضارعی گردیدن، متعدی گردانیدن۔ و باضافہ با نیز آید، یعنی گردانیدن۔ (پ، فن)

گشتہ : بکاف فارسی، مرادف گُزشتہ است۔ (پ)

گفتن : کہنا۔ گفتی، بیای مجہول ہیں خطاب حاضر مقرر رہتا ہے نظائر اس کے فارسی میں بہت ہیں۔ (عس، فن)

گُل : پھول۔ (فن)

گِل : خاک باب آمیختہ۔ (غ)

گلبانگ بر قدم زدن : محاورۂ شاطران است کہ چون در جست و خیز خواہند کہ تیزروی کنند، گویند "گلبانگ بر قدم زدگہ"۔ (م)

گُلخن : بھاڑ۔ (فن)

گل کردن : بمعنی ظاہر شدن است۔ (پ، فن، ق)

گل گرفتن چراغ : سر چراغ افگندن۔

گلو بریدن : ذبح۔

گلولۂ آرد : زوالہ۔

گماشتن: گماشت، گماشته، گمارد، گمارنده، گماره (پ)

گنج شایگان: نام گنجی است از هفت گنج پرویز۔ (م)

گنده: بکافِ فارسیِ مفتوح بمعنیِ بوی بد است۔ و گنده و گندا، اول با هایِ هوز در آخر و دوم با الف، ترجمهٔ مُنتِن است، یعنی بدبو۔ حالیا در عرفِ عام گندا بمعنیِ نجس و ناپاک آید۔ (فش)

گُند: بروزنِ تُند، خصیه را گویند۔ و چون این عضو علامتِ رجولیت است، هر آئینه معنیِ مردی و مردانگی نیز دهد۔ و ازین مرکب است گند آور، بمعنیِ طاقت و نیرویِ دل۔ و "آور" بمعنیِ صاحب، چنانکه دل آور۔ دلاور۔ و نام آور۔ همچنین گند بمعنیِ ستبری و بزرگیِ جثه آید۔ و هر جسم که کلفتش افزون بود، گنده نام یابد۔ طرفه این که مردِ تنومندِ فربه اندام را گند والا نیز گویند۔ و این ترکیب با ترکیبِ هندی تطابق دارد، چون اندرین ملک "والا" به الف در آخر، بمعنیِ مالک و خدا و ند مستعمل است و لشمردنِ نظائرِ این ترکیب احتیاج نیست۔ از استاد که پروانش در دو یاد، شنیده ام که گند چنانکه معنیِ قوتِ

جیسی دہد، افادۂ معنیٔ قوتِ عقلی و عملی نیز کند
ازینجاست کہ مردِ دانشمند را گندا گویند۔ (فن)

گُنگ: لال، گونگا۔

گنہ گار: تر دامن، فاسق۔

گورگاہ: قبرستان۔ (د)

گوسپند: بکری۔ (فن)

گوش: کان۔ (فن)

گوش انداختن: 'گوش' کا استعمال 'انداختن' کے ساتھ اگر شعرای ہند کے کلام میں آیا ہوتا تو ہم اُس کی سند اہلِ زبان کے کلام سے ڈھونڈھتے۔ جب وہ خود عرفی نے لکھا ہے، تو ہم سند اور کہاں سے لائیں۔ قواعدِ زبانِ فارسی کا ماخذ تو ان حضرات کا کلام ہے۔ جب ہم انھیں کے قول پر اعتراض کریں گے، تو اس اعتراض کے واسطے قاعدہ کہاں سے لائیں گے۔ (مک)

گوش داشتن: اگر باضافۂ سمت و جہت نباشد، افادۂ معنیٔ نگاہداشتن می کند۔ و گوش دار صیغۂ امر است از گوش داشتن۔ خواہی گوشدار گویند و خواہی دار گوش (پ، فش، ق)

گوشت بسر ناخن گرفتن : نشگنج، چٹکی۔
گوشوار و گوشوارہ : چیزیست زرنگار یا مرصع بجواہر آبدار کہ بر دستار پیچند۔ و ہر گونہ پیرایہ گوش را نیز گویند (فش، ق)
گوشۂ چشم : پیغولہ۔
گول : بہ کافِ پارسیٔ مضموم و واوِ مجہول، در ہندی ترجمۂ مدور است، و مردِ مجہول الحال و سخنی را کہ بخوبی فہمیدہ نہ شود، نیز گول گویند۔ و در زبانِ قدیم پارسی آبی را کہ از زمین جوشد و مقدارش در درازا و پہنا اندک و در ژرفا زیادہ باشد، گول و گولاب نامند۔ ہم ازین روست کہ خُمِ دراز را گول گویند۔ و این کہ در ہند نیز بدین معنی زبان زدِ خلق است، از توافقِ لسانین نیست، بلکہ ہمان لفظِ پارسی است کہ بعد از استیلای مغول بر ہند در ہند رواج یافتہ است۔ و این کہ مردمِ ہند گول را کہ بکافِ عجمیٔ مضموم و واوِ مجہول است، ہم بمعنیٔ احمق و ہم بمعنیٔ فریب داشتہ اند، از بی اعتنائی است۔ حاشا کہ چنین باشد۔ (فش)
گوہر آمای : موتی پرونے والا۔ (فش)

گہر در رشتہ کشیدن : آمودن۔

گیا، گیاہ : بکاف فارسی مکسور، سبز گھاس[1]۔ (آ، قن، ق)

گیتی : دنیا، گیہان۔ (قن)

گیہان[2] : دنیا، گیتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "گیا اور گیاہ بکاف فارسی مکسور سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ گیا بکاف فارسی مفتوح کوئی لفظ نہیں۔" (آ)

۲۔ دری کشا: ۵۵، بفتح اول۔ و بکاف عربی نیز ہمین معنی دارد۔

ل

لابہ و لابغ: اختلاط و انبساط۔ (د)

لاد: اسمِ دیوار، پشتہ۔ لاد بر آن: بنا بر آن۔ (پ، د، م)

لال: بمعنیٔ گنگ است کہ در ہندی گونگا گویند۔ (پ)

لای: بمعنیٔ دردِ شراب۔ (م)

لای یا لائ: جس کپڑے میں سالٹ کو چھانیں، اردو میں لائی بیائی معروف ہے۔ (آ)

لابیدن: بمعنیٔ بیہودہ گفتن است۔ لابید، لابیدہ، لابہ، لابندہ، لابی۔ ملابی، یعنی بیہودہ مگو۔ (پ، فش، ق)

لبِ بام لبِ فرش، لبِ گور، لبِ چاہ، لبِ دریا، لبِ ساحل، بمعنیٔ کنارے کے ہے مستعملِ اہلِ ایران۔ لبِ بام

اُس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں ایک قدم آگے بڑھائیے تو دھم سے اتھاہ پانی میں آ جائیے۔ پس لبِ دریا، اُسے سمجھیے جہاں سے قدم بڑھائیے، تو پانی میں جا پڑیے۔ "لبِ ساحل" وہ ہوا، جہاں سے آگے بڑھیے، تو دریا میں گر پڑیے۔ "لبِ دریا" سے پاؤں پانی پر رکھا جاتا ہے، جیسا نہانے کے واسطے، اور لبِ ساحل، سے دریا میں کودتے ہیں، جس طرح سلطان کی باؤلی میں لبِ بام سے تیراک کودتے ہیں۔ اسی طرح تیراک جہاں دریا کا پانی نشیب میں ہوتا ہے، وہاں کراڑے کے کنارے پر سے کودتے ہیں۔ کراڑا ساحل اور کراڑے کا کنارہ، لبِ ساحل۔ (۳)

لَت: یا مرادفِ لکد است یا مخففِ لتہ کہ ہم در فارسی و ہم در اردو بمعنیٔ پارہ و لخت آید۔ (نق)

لُت انبان: بلامِ مضموم، شکم بندہ و پُرخوارہ۔ (فن)

لَجَن: بفتحتین، ہندی کیچڑ۔ (م)

لَحم: گوشت۔ (فن)

لَخت: برخ، پارہ، لت، لتہ۔

۱۔ مزید تفصیل "لوت" میں دیکھیے۔

لرزیدن: لرزید، لرزیده، لرزد، لرزنده، لرز۔ (پ)
لشکرگاہِ زمستان: قشلاق۔
لطیفت: بجی۔
لغزیدن: پا از جایش رفتن، لغزید، لغزیده، لغزد، لغزنده، لغز۔ (پ)
لکول: ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا۔ (خ)
لَمس: پسودن، چھونا۔
لوت: بلام مضموم و واوِ معروف، خورشِ چرب بامزہ راگویند لُت، بہ بقای ضمہ و حذفِ واو مخففِ آن۔ چون پیدا ست کہ اشکم بندہ و پرخوار غذای لذیذ را دوست دارد، چندان کہ یابد، بخورد، لاجرم این چنین کس را لُت انبان، لوت انبان گفت، بلام مضموم۔ (فش)
لُولہ: انبوبہ۔
لُولُو: مفرد است مروارید را گویند، و لآل و لآلی ج لام

۱۔ یہ انگریزی لفظ liqueur ہے۔

مفتوح۔ جمع۔ (فش، ق)

لَون: رنگ۔ (آ)

لَہْ: اسمِ شراب۔ (ق)

لَہْجَہ: عربی؛ فارسی، کاشکی۔ (غ)

لیسیدن: چاٹنا، لیسید، لیسیدہ، لیسد، لیسندہ، لیس: (پ، قن)

لَیل: رات۔ (قن)

م

م: خطابِ واحد متکلم، و حرفِ نفی است و جز صیغهٔ امر بهیچ صیغهٔ دیگر ربط نیابد۔ (عس، فش، ق)

ماء: آب۔ پانی۔

مابه الامتیاز: جدا شناس، تفرقه۔

ماحضر: حُرستی۔ (فش، ق)

مادر: ماں۔ (فش)

مادندر و مادندر: بمعنیٔ زنِ دیگین پدر۔ (فش)

مادّه: مایه۔

مارافسای و مارافسا: کسی که مار را به افسون رام کند و زهر مار را از تنِ مار گزیده بدر کشد۔ (فش، ق)

مالک : کبھا، سکار کبھا -

مالکِ دہ : دہ کبیا -

مالکِ زمین : کنارہ تنگ، مرزبان -

مالکی : سکار کبھائی -

مالیدہ : چنگالی - ملیدہ -

ماں : مع النون بمعنی ما را مستعمل اہل زبانست یعنی مارا دمان صیغہ امر از ماندن یعنی بگزار (مخ ، کن)

ماندہ : سندبورہ، کوفتہ -

مانِشتن : مانستن، مانسنہ، مانند، مانندہ، ماں - (پ)

مانند : آسا، برابر، دلیس، دہر، مثل -

ماوجد النّہر : ورا رود -

ماہ : چاند - (فن)

ماہ پروین : اسم حبدوار - (پ)

ماہ گرفت : چاند گہن ہوا - (دقط، فخ)

ماہِ ماتم : ماہِ محرم - (د)

ماہی : حوت - مچھلی - (فن)

مائدۂ دعوت : ششیلان -

مایہ : مادّہ : (د)

متاثر شدن از مہابت : شکوہیدن، رعب میں آنا۔
متاعِ خانہ : کاچار، کاچال۔ اثاث البیت، اسبابِ خانہ۔
متفکر : دودلہ۔
متفکر و متحیر بودن : بخود فرو رفتن، در خود فرو رفتن۔
متورع : خشک دامن، پرہیزگار۔
مثل : ولیں، ویز، مانند، آسا، بوار۔
مجمع : جرگہ۔
مجلس : آلدش، ددنحمہ۔
محادثت : صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان
گفتگو ہونا۔ (ن)
محصول : تمغا۔
محتوی : درگیرندہ۔
محترقہ : تشیم۔
محکوم : سفتہ گوش۔
محل : ستان، استقان، قصرِ مشکوی۔
محنت : ادرنگ، رنج، رنگ۔
محو کردن : خط کشیدن، باطل کردن، قلم کشیدن۔

محیط: شراب کا وہ خط جہاں تک شراب بھری ہو۔ (ن)

مخالفت: دورباش۔

مخالفِ طینت: دروند۔

مخمور: آن کہ نشأہ از نہادش بدر رفتہ باشد و او را تازہ
و خمیازہ فرو گرفتہ باشد۔ (فش، ق)

مدّتِ کثیر: دیرباز۔

مدعا برآری: کابنیوں کا لفظ ہے۔ میں اس طرح کے الفاظ
سے احتراز کرتا ہوں۔ (خ)

مدوّر: گول۔

مدہوش: لغتیست عربی الاصل است مفعولِ دہشت، و ہیچ
صیغۂ مفعول در عربی بواوِ مجہول نیست۔ پارسیان تصرف
کردہ بواوِ مجہول مرادفِ مست و بیخود می آرند۔
(فش، ق)

مراقبہ: در پئے خدا نشستن۔

مہیا: آفریدن، آباد۔

مرتعش: شکیل، پردہ۔

مردیکیا: میم مضموم و دال مفتوح و رای مکسور و یای معروف

و مرده ری بحذفِ کافِ پارسی نیز بمعنیٔ چیزی که از مرده باز ماند، یعنی میراث، مالِ میراث۔ (پ، م)

مَرْدُم، مردمک: آنکھ کی پتلی۔ (ق)

مُرْدار: مرد، مرده، میرد، میرنده، میر (پ)

مَرْز: ارض، زمین۔ (ق)

مرزبان: کنارہ نگ، حاکم۔ مالکِ زمین۔

مُرْسَل: نبی۔ (ق)

مُرْضِعہ: دایہ، دائی، انّا۔

مرغولہ: گیشکاری۔ (آ)

مَرْفَق: آرنج، کہنی۔

ا- مردری کشا: ہم دو میں بکافِ عربی لکھدیا ہے۔ سراج اللغۃ میں خانِ آرزو نے لکھا ہے کہ "در اکثر نسخ بمعنیٔ میراث کہ از کسی ماند، نوشتہ اند۔ لیکن در اشعارِ متاخرین بمعنیٔ فرومایہ آمده۔ چنانچہ محمد قلی سلیم گوید در ہجو: "مرده ریگی چند ہیچ ساکنانِ بادیۂ طرفہ آن کہ از بعضی مردم کہ عالم و فاضل و زبان دانِ ولایت زا بوده اند، تحقیقِ این لفظ کرده شد جواب دادند" مرده رنگ بنون خواہد بود" و این غلط است۔ صحیح ہمان است کہ مرقوم شد۔

مرقعِ تصویر: ارتنگ۔

مُرکّب: ۔: انجام

مرگ: موت۔ (قن)

مرگِ سرخ: قتلِ عام۔ (واقعاتِ قن)

مریخ: بہرام، منگل۔

مژدہ: خبرِ خوش، و نوید بنونِ مفتوح و یای مجہول؛ مرادفِ آن۔ (فش، ق)

مژدگانی: نقد و جنسی را گویند کہ در صلہء مژدہ بمژدہ آور دہند۔ (فش، ق)

مژگان: پلک۔ (قن)

مِس: تانبا۔ (قن)

مسامرت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان گفتگو ہونا۔ (ن)

مست: مدہوش۔

مُستراح: پاخانہ، پاخانہ۔

مشتاق: سپک دست۔

مُشتہا: مشتہی۔ (قن)

مشتری: اورمزد، ہرمز، ترادش، سعدِ اکبر، برجیس۔

مشعل بکف گرفتن: استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

مُشکوی[1]: بضم میم و کاف، محل، قصر۔ (د)

مشمش: بر وزن کشمش، بمعنی خوبانی کہ نوعی از زرد آلو ست (ق، ق)

مشورہ با کلاہ کردن: عبارت از ترک و تجرید۔ و نزد بعضی کنایہ از کمال حزم و احتیاط۔ والاول اصح۔ (پ)

مشوش: دو دلہ

مُصلّی: جانماز، سجادہ۔ (ق)

مضراب: زخمہ۔

مُطرب: چنگی، مغنی، خنیاگر، رامشگر۔

مطیع: ایل، فرمان بردار۔

معترف: مستو، اقرار کنندہ۔

معدن: در فارسی کان و در ہندی با زیادت ہای مضمرہ کھان گویند۔ (ق)

معشوقہ: ہمان معشوق، نہ اینکہ مرد را معشوق گویند و زنکا

۱۔ رشیدی و برہان و کشاف میں بفتح اول لکھا ہے۔ سراج اللغات میں با فتح و ضم اول
اور انجمن آرا میں میم اور کاف کو مضموم اور واو کو مجہول بتایا ہے۔

مفتی: وچرگر، فتوی دہندہ۔

مقابل شدن: چہرہ شدن، طرف شدن، مقابلہ کردن

مقام: ستان، استان۔

مقدس: حی۔

مقدمہ: پیشرو۔

مقدور: پایاب۔

مقصد: کام، مدعا۔

مکاس: بمیم مفتوح، بروزن حواس، لغت اصلی است بمعنی[1]

۱۔ انجمن آرا میں لکھا ہے۔ "مکاس دکنیں بضم اول، بمعنی تاکید و مبالغہ کردن در معاملہ و بایستی معنی عربی است" و بمعنی خراج و باج گیرندہ و عشر گیرندہ که در فرہنگ جہانگیری آمدہ، بکسر میم، ہم عربی است" اس لغت میں میرزا صاحب نے تو یہ غلطی کی ہے کہ مکاس بمیم مکسور کو بفتح میم لکھ دیا ہے اور صاحب انجمن آرا نے مکاس، بکسر میم کو بضم میم اور مکاس، بفتح میم و تشدید کاف کو، چنانچہ گیرندہ کا مترادف بتایا، بکسر میم و تخفیف کاف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دکنی میں تحصیلدار کو مکاس دار کہتے ہیں۔ برہان میں جو مکاس کو باج گیر شدہ لکھا ہے یہ غلطی ہے، اصل میں مکاسدار ہونا چاہیے تھا۔

ابرام در طلب چیزی۔ وکلیں ابالہ آنست (پ، فش، ق)

مکتوب: پاتی

مکروہ طبع۔ دہشت۔

مکیدن۔ مکید، مکیدہ، مکد، مکہ۔ (پ)

مگس: مکھی۔ (فن)

ملفوف نورد۔

ممکن الوجود۔ نادر قماش۔ من: میں (فن)

من: بمیم مفتوح، در ہر دو زبان بمعنی دل است کہ در تازی قلب نام دارد (فش، ق)

منجم: ہیدل بید۔

مند: افادہ بمعنی صاحبی می کند۔ (فش، ق)

مندپور: بفتح میم وضمۂ بای موحدہ، کوفتہ و ماندہ[1]۔ (م)

مندل: لغت ہندی نیست، فارسی الاصل است۔ در ہندی مندل را کھادج می گویند۔ (پ، فش، ق)

منصوبہ: نام یک گونہ بازی است از بازیہای ہفت گانہ نرد۔ (فش، ق)

۱۔ انجمن آرا میں لکھا ہے کہ یہ اصل میں مندپور تھا۔ یعنی صاحب اولاد بسیار چونکہ کثیر العیال ہمیشہ پریشان رہتا ہے، اس لیے مندپور سے پریشان مراد لیا جاتا ہے۔

موبح : لغتیست عربی الاصل، موجہ، مزید علیہ۔ (ع)
مورہ : چیونٹی۔ (قن)
موزہ : کیلا۔ (قن)
موش : چوہا۔ (قن)
موکدہ : گرادیوم۔
موی زہار : ردم، زرم۔
مویہ : نوحہ، شیون۔ (د)
مویبیدن[1]۔ مویید، مویبیدہ، مویید، موییدہ، موی۔ (پ)
مہ : بمیم مکسور و اعلان ہای ہوز، در پارسی بزرگ را گویند۔
مہان بمیم مکسور، جمع مہ۔ و ہندیان، بتبدیل کسرۂ میم بفتحہ و افزودن الف در آخر، ہمین معنی جویند۔ مہادیو، بمعنی دیو بزرگ، و مہاراجہ، بمعنی راجۂ بزرگ۔ لطف درین است کہ در پارسی الفی کہ افادۂ معنی کثرت دارد، چون خوشادبا، نشگفتا کہ الف مہا ازین قبیل باشد، بمعنی بسیار بزرگ، و فتحۂ میم از تغیر لہجہ۔ (د، فش، ق)
مہ آباد : بکسرۂ میم، نام نخستین پیمبر اسعد الپیمبران عجم۔ (فش، ق)

۱۔ سراج : بزبان پوییدن بمعنی نوحہ کردن است۔

مِہر: آفتاب، سورج، محبت۔ (آ، فن)

مُہرِ خُم: خشتِ شراب را گویند۔ و آن خشتی مانع بدر رفتنِ شراب از خُم است۔ (فش، ق)

مِہرخوان: بمیم مکسور، نامی کہ از مہر بر اطفال نہند۔ عرف؎ و خطابی کہ شاہان بامرا دہند۔ (د، قغ، م)

مِہرَولی: بمیم مکسور بہای زدہ ورای مفتوح بہ واو پیوستہ و لام مکسور و یای معروف، دہی است بہ ہفت کروہی دہلی کہ مزار خواجہ قطب الدین در آنجاست۔ (د، قغ)

مِہمان: در فارسی ترجمۂ ضیف و در ہندی ترجمۂ ضیافت است بلکہ در فارسی نیز بمعنۂ مصدری مستعمل می شود، چنانکہ سعدی فرماید:

چہ کم گردد، ای صدرِ فرخندہ پی ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حی

کہ باشند مشتی گدایانِ خیل بمہمان دار السلام از طفیل

یعنی بمہمانی و ضیافتی کہ در عقبیٰ بجنت خواہد بود۔ (فش)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "مہرخوان کے دو معنے ہیں، ایک تو خطاب کہ جو سلاطین امرا کو دیں، اور دوسرے وہ نام جو لڑکوں کا پیار سے رکھیں، عرف" (رخ)

مہیا : آمادہ

مہیشر : بروزنِ یکے دز بیای مجہول، گویند در اصلِ سنسکرت مہیشور است بشینِ موقوف و واوِ مفتوح۔ مہیشور و مہیشر و مہیش یکی است۔ (غش، ق)

مُی : شراب۔ می گسار۔ شراب پینے والا۔ (نش، ق)

مے : ہرگاہ خواہند کہ ماضی استمراری سازند، میم و تحتانیٔ مجہول ماقبلِ صیغۂ ماضی آرند، چنانکہ رفت ماضی، و میرفت استمراری۔ ہمچنین تحتانیٔ مجہول تنہا در آخرِ صیغۂ ماضی ہمان کار می کند کہ میم و یای مجہول ندادل، چنانکہ میرفت و رفتے بیک معنی است۔ و ہمین میم و یای مجہول است کہ ماقبلِ صیغۂ ماضی معنیٔ تمنا و شرط دہد۔ و تنہا تحتانی مابعدِ صیغۂ ماضی نیز ہمین کار کند، لیکن جز شرط است کہ بہرِ افادۂ معنیٔ و تمنا الحاقِ لفظِ کاش و کاشکی و مانند اینہا و برای حصولِ شرط وجودِ لفظِ اگر شرط است۔ دیگر این میم و تحتانی مجہول در اولِ صیغۂ مضارع افادۂ معنیٔ دوام در استقبال می کند، اما مانند صیغۂ ماضی تنہا تحتانی مضارع بہرِ این امر او نیارند۔ زیرا کہ یای حلی

در آخر صیغۂ مضارع جز زائدہ نیست، لیکن حسن کلام

میفزاید بی فائدہ نیست۔ (قش، ق)

میان: قلب پیام است، و افادۂ معنی وسط نیز می کند۔ و

معنی حقیقی میان ترجمۂ وسط است۔ و تقلب با پیام

اتفاقی است۔ (قش، ق)

میانجی گری: توسط، وساطت۔ (د)

مائیز: سد۔

میسر آمدن: دست بہم دادن۔

میش: بھیڑ (قن)

میغ: بمعنی ابر سیاہ: مرادف ژالہ و تگرگ (آ)

میل: سلائی۔ (قن)

میو: قلب موی است۔ (قش، ق)

ناخائیدہ فرو بردن: او باریدن۔

نادان: احمق، انجان، اُوتا۔ (ق)

نارونده: در ہندی اچل۔ (فش، ق)

ناز کردن۔ بر خود بالیدن۔

ناشتا: ہندی نہار منہ۔ (آ، خ)

ناطوری: در اصل لغت نگہبانِ کشت و باغ را گویند[۱]۔ (فش، ق)

نافرمانی: سر کشیدن و پیچیدن۔

ناکارہ: آن کہ کار نتواند کرد۔ (ش، ق)

ناکس: آن کہ کسائی، یعنی شخصیت، مر او را نبود۔ (فش، ق)

ناگاہ: ناگرفت۔

ناگرفت: بمعنی ناگاہ۔ (بر، پ، د)

نالۂ شبگیر: آہ و زاری آخر شب۔ (حس)

نامراد: آن کہ ہیچ مرادِ وی بر نیاید۔ و این بہایت عناست، محتاج۔ (ج، فش، ق)[۲]

۱۔ ناطور عربی لفظ ہے۔ مگر بمعنی مذکور صرف ناطور ہے ناطوری نہیں۔

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "نامراد وہ ہے کہ جس کی کوئی طرد کوئی خواہش، کوئی آرزو نہ بر آوے۔" (حس)

نامیرندہ: امیرا، در ہندی امر بفتحتین ۔ (ق)

نان: روٹی ۔ (قن)

نان بروغن افتادن: عبارت از فراہم آمدنِ اسباب مراد۔ (پ)

نانِ شبینہ: قحط ۔ (د)

نانو: بنونِ مضموم، زمزمہ ایست از بہرِ خوابانیدنِ اطفال و ہندیؔ آں لوری ۔ (پ)

نادرہ: لڑائی ۔ (د)

ناوَر: بروزنِ باور، ممکن ۔ (دقغ)

ناور قرتاش: بواو دفای مفتوح، ممکن الوجود ۔ (د)

ناوک اندازِ ادبا: ادب آموز، یعنی استاد ۔ (آ)

ناہار: مخففِ ناآہار ۔ (عس)

نبودی: نیستی ۔

نبشتن: بدلِ نوشتن است ۔ (قن، ق)

نَبَہرہ: زرِ قلب و کاسد را گویند ۔ (قن، ق)

نبید: بفتحِ نون ویای معروف بروزنِ رسید[1] در عربی شراب

۱۔ لغت فرس: ۹۸، یعنی آوردہ، و آورد بمعنی جنگ کردن نیاورد است ۔

بمحلِ فصل آمدہ (فش، ق)

نَسیج: لغتِ متصرفِ عربیست ۔ نسج و نسیج و نسّاج و منسوج بمعنی بافتن و بافندہ و بافتہ عموماً، یعنی ہر جامہ را کہ بافندہ، خواہی از ریسمان و خواہی از ابریشم، خواہی زر بافتہ، خواہی سادہ۔ (فش، ق)

نَسیج: تنیدۂ عنکبوت، خانۂ عنکبوت۔ (پ، فش، ق)

نشاختن: بکسرۂ نون، نیز متعدی نشستن و مرادفِ نشاندن آمدہ است۔ (فش، ق)

نِشان: رایت۔ (د، قط)

نِشتر: در اصل نیشتر است۔ و آن را نیشو نیز گویند۔ و چون تبدیلِ شین و سین باہم رواست، نیسو نیز بجاست۔ (فش، ق)

نشستن[1]: نشست، نشستہ، نشیند، نشینندہ، نشین، نشاندن متعدی و نشانیدن نیز۔ و مخففِ نشستن، شستن است بحذفِ نون و ابقای شستن۔ (پ، فش)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طوطیوں کی منطق میں شکر خوردن اور اہلِ پارس کے روزمرے میں عموماً نشستن استعارہ ہے رہنے کا" [illegible]

نشکنج: بنونِ مکسور بشین زدہ و کافِ تازی مفتوح بنون زدہ[1]، گوشت بسرِ ناخن گرفتن کہ ہندی آن چٹکی است۔ (پ)

نشگفت: بفتحۂ نون و کسرۂ کاف، یعنی عجب نیست۔ (د،م)

نشیمن: استھان۔ (ق)

نصف: آدھا۔ (قن)

نظر: فکر کو بھی کہتے ہیں اور نگاہ کو بھی۔ (آ)

نظر شگفتن: دگوش شگفتن ہم نہیں جانتے۔ اگر نظر کا خوش ہونا اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا، تو ہم اُس کا استعارہ شگفتگی کر لیتے۔ خوش ہونا جب صفتِ چشم و گوش نہ ہو، تو کیا کریں۔ (آ۔خ)

نعل در آتش: بے آرام، بے چین۔ (قن)

نعل در آتش نہادن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)

نعل واژون زدن[2]: عبارت از آن کہ وضعی پیش گیرند کہ مقصود بر مردم پوشیدہ ماند۔ (پ)

نعناع: نزہ، پودینہ۔

۱۔ سراج میں بکسرِ اول و ضمِ کاف لکھا ہے۔

۲۔ بپا قتہ میں واژگون ہے۔

نغمہ : راگ۔ (قن)

نفسِ ناطقہ : اسپہبد، سشید اشپہبد، اسپہبدی شید، روانِ گویا۔

نفع : وایہ، فائدہ۔

نِقاب : جو چیز ایک چیز کی مانعِ نظارہ ہو۔ (ع)

نَقارہ : کاس وکوس۔

نقشِ ناتمام : انگارہ، بیرنگ، گردہ، خاکا۔

نقیب : چاؤش۔

نکوہیدہ : بد، برا۔ (د)

نگاشتن : نگاشت، نگاشتہ، نگارد، نگارندہ، نگار۔ (پ)

نگاہ داشتن : گوش داشتن۔

نگہبان : حارس۔

نگہبانِ کشت و باغ : ناطور۔

نگزیرد : گزیرد چارہ نباشد لفظی است صحیح و فصیح، لیکن لغت نیست
مضارعِ اصلی نیست، زیرا کہ اگر مضارعِ اصلی بودی، پیوستہ
بہ مصدری داشتی۔ و این را مصدر مسموع نیست۔ لیکن، اسمای
جامد را متصرف می گردانند و از مصدر تا امر ہمہ صیغہای سازند
مانندِ شکوہیدن از شکوہ و شکریدن از شکار، اما از

گزیردگمان مصدر نمی سازند، ماضی نیز نخواہد بود- ہمین مضارع بکار می آرند، گزیرد، گزیردگمانند- چون این ہمہ دانستی، بدان کہ نگزیرد ہمان مضارعِ مجہول است بافزایشِ نون نفی- (تتمہ د، قتق، ق)

نُمانُما: نمود- (د)

نُمایہ: نمونہ- (د، قتق)

نمدزین: آدرم، تکلتو، خوگیر-

نمک برآتش افگندن: بمعنیٔ شور وغوغا کردن- (پ، م)

نُمود: نمانما-

نمودار: چہرہ، آشکارا، ہویدا-

نمونہ: نمایہ، نمویہ-

نمویہ: نمونہ (د)

نَمید: مخففِ نومید- ونمیدی مخففِ نومیدی مسلم- نونِ نومید ونومیدی مفتوح الاصل است- (قتق، ق)

نَو: را در ہندی نیا گویند بروزنِ جیا- (قتق، ق)

نَوا: بمعنیٔ آواز، وہم بمعنیٔ توشہ وہم بمعنیٔ اول- (پ، قتق)

نواخانہ: حوالات- (د)

نواختن: دو معنی دارد، نوازش کردن، و چنگ و نی وامثال این را بنوا آوردن۔ نواختن، نواختہ، نوازد، نوازندہ، نواز۔ (پ، فش، ق)

نوروان و نوروان[1]: بمعنی سوغات۔ (پ)

نوازش کردن: نواختن۔

نوان: بمعنی خرامان است[2]، اما خرامندہ بدان رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد، و جنبیدن شاخہای نہال از باد مانند چون این حالت را در عربی تمایل گویند، اگر لرزان نیز گفتہ باشد روا باشد، خواہی لرزہ ترجمہ تمایل باشد، خواہی نتیجۂ خوف یا غضب۔ (فش، ق)

نوحہ: مویہ، شیون۔

نورالانوار: شید، ستارہ۔

نوردہ: ملفوف۔ (د، قا)

۱۔ سراج بفتح نون و واو بالف کشیدہ و رای مہملہ مفتوح و الف و نون۔

۲۔ لغات فرس: ۳۸۰، بمعنی جنبیدن بر خود مانند جہودان روز شنبہ۔ دری کشا: ۴۱، بر وزن روان حرکتی کہ طفلان در وقت خواندن کنند و عزیمت خوانان ہنگام عزیمت خواندن۔

نوردقاہر: خورہ۔

نَوَشتن: بفتحِ واو، نوشت، نوشتہ، نوردد، نوردندہ، نوردہ۔ مصدرِ مضارعی نوردیدن۔ (پ، فق، ق)

نِوِشتن: بکسرِ واو، نوشت، نوشتہ، نویسد، نویسندہ، نویس در بعضے مصدر بجای واو با نیز آید، یعنی نبشتن۔ (پ، فق، ق)

نوشیدن: پینا۔ (فق)

نوید: بنونِ مفتوح و یای مجہول[1]، لفظ است فارسی بمعنیٔ خبر خوش، مرادفِ مژدہ، و نبید بدلِ نوید است۔ (فق، ق)

نویم: بروزنِ نسیم، محض۔ (د، قغ)

نہ: ترجمۂ تسعہ است۔ (فق، ق)

نہادن: نہاد، نہادہ، نہد، نہندہ، نہ۔ (پ)

نہفتن[2]: نہفت، نہفتہ۔ و این را مضارع نباشد۔ (پ)

نہنبن[3]: سرپوش۔ (س)

۱۔ انجمن آرا میں بنونِ مضموم لکھا ہے۔

۲۔ سراج: بکسرِ اول و ضمِ دوم بمعنیٔ پنہان کردن۔ لیکن مشہور بفتحِ اول است!

۳۔ لغتِ فرس: ۳۹۱ کے مصحح نے بکسرِ نون و فتحِ ہا ضبط کیا ہے۔ لیکن رشیدی اور انجمن آرا میں بفتحتین و سکونِ نون و فتحِ بای تازی اور سراج میں بفتحِ اول بقیہ مثلِ رشیدی مندرج ہے۔

نہیب: لفظ عربی۔ (خ)

نی: بانسلی۔ (قن)

نیا[1]: بنونِ مفتوح، جد و پدر را گویند۔ و نیاگان جمع آنست بمعنی اجداد۔ (پ، د، ق، م)

نیاز: ترجمۂ احتیاج و مراد ازو عجز است۔ (فش، ق)

نیام: میان (قا)

نیایش: افد ستائی۔

نیّر: آفت، آفتاب، ایت، خور، خورشید، ستارۂ روز، شمس، مہر، ہور، سورج

نیرو[2]: زور۔ نیرو و نیرویش: بہر دو تقدیر و بہر دو حال (د، ق)

نیستی: بیائے تحتانی مجہول، بمعنی نبودن۔ (د)

نیشو: نشتر۔

نیش: ڈنک۔ (قن)

نیشتر: نشتر۔

۱۔ انجمن آرا، رشیدی، سراج، دری کشا: ۷۵ اور لطائف غریبی: ۲۴۰ میں بکسر اول بمعنی جد لکھا ہے۔ اور نیاگان کو دری کشا میں بکاف عربی بتایا ہے۔

۲۔ رشیدی اور دری کشا: ۶۰ میں بکسر نون و یای معروف قرار دیا ہے اور سراج میں یا اور واو دونوں کو مجہول بتایا ہے۔

نیک : بخشی۔

نیم : بمعنی اندک۔ (آ)

ا۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "نیم گناہ، نیم نگاہ، نیم ناز" یہ روزمرہ اہلِ زبان ہے۔ نیم بمعنی اندک، ورنہ گناہ کا آدھا، نگاہ کی ادھواڑ، اور ناز کا آدھا یہ مہملات میں ہے۔ ان چیزوں کا مناصفہ کیا۔" (آ)

و

و: ائمۂ فن لغت برین معنی اتفاق دارند که ما قبلِ واوِ معدوله مکسور نمی باشد مگر در دو جا: یکی در لفظِ خویش، دوم در لفظِ خویله۔ (فش، ق)

واژه: لفظ۔ (فش، ف)

واگوبه: چرچا۔ (د، فغ، تظ)

والا: در لفظِ والا معنیٔ رفعت ملحوظ است۔ لیکن خدمت و رتبت و شان و آستان و جاه و نگاه را بوالائی ستایند نه در و دیوار و سرو چنار را۔ چون والا آستان نویسند، از آستان پایه و مقام مراد باشد، نه دهلیز و سنگِ در که هنگامِ درآمدن و برآمدن از خانه، پای بپای افزار بر آن نهند۔ (فش، ق)

وُجود: فرتاش۔

وچو: بواوِ مفتوح و جیمِ پارسیٔ مفتوح، فتوی را گویند۔

ہرآینہ "دچرگر" فتوی دہندہ را نامند۔ لاجرم "دچرگر" ترجمۂ مفتی می تواند بود[1]۔ (فش، ق)

وحی: فرتاش، پرتاب۔

وخشور: بواوِ مفتوح، بخای زدہ وشین مضموم و واوِ معروف بروزنِ منشور، بمعنیٔ ایلچی عموماً و بمعنیٔ پیغمبر خصوصاً، ترجمۂ رسول۔ (پ، فش، ق، م)

وراروَد: ترجمۂ ماوراء النہر است۔ (فش، ق)

وَرْتیج: بوزنِ زرنیخ[2]۔ در فارسی اسم مرغیست اند پودنہ کو چاکسا تر۔ (فش، ق)

وَرْدَنہ: بواو ودالِ مفتوح، بیلن است بو مدۂ مکسورہ وتحتانیٔ مجہول۔ (فش، ق)

ورزہ: بدرزہ۔

ورزیدن: ورزید، ورزیدہ، ورزد، ورزندہ، ورز۔ (پ)

۱- رشیدی و سراج نے اس لفظ کو بے اصل بتایا ہے اور انجمن آرای ناصری میں سرے سے داخلِ لغات ہی نہیں کیا گیا۔ اس صورت میں یہ امکان ہے کہ قدیم فارسی کا لغت ہو اور میرزا صاحب نے کسی پارسی عالم سے دریافت کر کے دچرگر معنی فتوی نگار لکھا ہو۔

۲- سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بوزنِ تدریج و بعض بیای مجہول گفتہ اند"

وزن : تقطیعِ شعر - (ص)

وزیدن : وزید، وزیده، وزد، وزنده، وز - (پ)

ویران : لغتِ فارسی الاصل - ویرانه مزید علیه تاره ومارکثرت مرتا (ع)

ویران شدنِ خانه : آستان برخاستن -

ویژه : بواوِ مکسور و یای تحتانیٔ مجهول و زای فارسیٔ مفتوح لفظِ فارسیٔ قدیم است بمعنیٔ خاصه و خلاصه و خاص و خالص و پاک و پاکیزه ، و بجای خصوصاً و علی الخصوص نیز مستعمل می شود - ویژگان : خاصان - (آ، بُ، د، پ، فنٔ، ق، م)

وَساطت : میانجی گری - توسط ۱

وَسَط : فرهنگاخ ، درمیان -

وُضو : آبدست -

وعده کردن : شب درمیان دادن

وَقاره : آسا، اورنگ، اورنگ -

۱- یہاں ترتیب غلط ہو گئی ہے - آخری پانچ لفظ شروع صفحہ کے ۴ لفظوں کے بعد آنا چاہیے تھے - عرشی -

ہ

ہاگ : بروایتی ضعیف بیضۂ مرغ را گویند و چون تبدیل
های ہوز بکاف [illegible] ناگ ، نیز می توان
گفت - و ناگینہ از این اسم مرکب توان دانست - (ق)

ہراسیدن : ترسیدن و لرزیدن - (ق)

ہرگز : اصلاً -

ہمیشہ : بدوام [illegible] تعیین و تقرر - (ق)

---

۱ - [illegible]

۲ - ایضاً : ص ۷۹ ؛ بفتح اول و سکون را و ضمہ و لون و تحتانی معروف [illegible] تعیین و
قرار دادن - لیکن سراج میں بوزن 'دهیز' لکھا ہے اور ہیز کو بفتح میم و یای
مجہول قرار دیا ہے۔ اس سے میرزا صاحب کی تائید ہوتی ہے

ہزار: منگ۔

ہزارہ: بلبل را گویند۔ و ہزار دستان و ہزار آوا نیز نامند۔ و
ہزار داستان نگویند مگر سوقیان و فرومایگان و کودکان
دستان بمعنی آواز خوش است و داستان بمعنی افسانہ۔
بلبل نوا پیرا ہے، افسانہ نمی گوید۔ ہر آئینہ ہزار دستان
است، نہ ہزار داستان۔ (فش، ق)

ہزار پیشہ: ٹڈّا۔ (د)

ہستو: بہای مفتوح و تای مضموم و واو معروف، بمعنی معترف،
اقرار کنندہ، و خستو بجا نیز آید۔ (سپ، م)

ہشت: آٹھ۔ (قن)

ہشتن: بکسر ہای ہوز، ہشت، ہشتہ، ہلد، ہلیدہ، ہل۔ (پا)

ہشتا: بمعنی کارگاہِ جولاہ یا بمعنی شانۂ جولاہ۔ (تیغ)

ہفت: سات۔ (قن)

ہفتہ: فارسی است، و اسبوع عربی و ہندی اٹھوارہ۔ (فش، ق)

ہفدہ: عددی است مرکب از دہ و ہفت۔ (فش، ق)

ہکوش: اسم طعام۔ (تیغ)

ہفعف: بمعنی آوازِ سگ۔ (تیغ)

ہمہ: ترجمۂ تمام است۔ یکی از پرورش آموختگانِ قتیل در کلکتہ بمن گفت: "اوستاد اسم مفرد را بعد لفظِ ہمہ نشستن جائز نمی شمارد" پاسخ گزاردم کہ ہمہ روز و ہمہ شب و ہمہ عالم و ہمہ جا در کلامِ گرانمایگان ہزارجا دیدہ ایم حافظ علیہ الرحمہ راست:

گر من آلودہ دامنم چہ عجب ہمہ عالم گواہِ عصمتِ اوست

سعدی رحمۃ اللہ علیہ راست:

بجہان خرم از آنم کہ جہان خرم ازوست عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست

محمد حسین نظیری نیشاپوری کہ مینو نشیمنش باد، می سراید:

چو سگان از آن بکویت ہمہ شب فتادہ خاکم
کہ ہوای صید دارم نہ خیالِ پاسبانی

دیگری گوید:

ہمہ جا خانۂ عشق است، چہ مسجد، چہ کنشت (قش، ق)

ہمارہ: مخففِ ہموارہ۔ (س، کسا)

ہمراہ: ہمدم، رفیق۔

ہمسیراز[1]: بمعنی ترجمہ۔ (قش، ق)

۱- دری کشنا: بفتح اول و سکون میم و سین مہملہ و تحتانی معروف، ترجمہ و تفسیر

ہمگر: بہای مفتوحہ، جولاہہ۔ و آن را پای باف نیز گویند۔ (پ)

ہمنام: آداش، سمی۔

ہمیدون: اکال۔ (دقاطع)

ہمیشہ: سدا۔ (آ، فش، ق)

ہندوانہ: تربز۔ (فن)

ہنوز ہنگام فرمانروائی ستارۂ روز گذشتہ بود: یعنی رب الشاقہ آفتاب بود۔ (د)

ہودل: بہای مضموم و دال مفتوح[1]، رصد۔ (د)

ہودل بند: منجم، ہودل بندان: رصد نویسان۔ (د، نخ)

ہور: بہای ہوز مضموم و واو معروف[2]۔ اسم آفتاب، سورج (د، نخ، م)

ہویدا: جہر، آشکار، ہویدا۔

۱۔ سراج میں بروزن مقبل اور انجمن آرا میں بضم با و کسرۂ دال اور دری کشا میں بواو مجہول لکھا ہے۔

۲۔ دری کشا: بہ ہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بواو مجہول بھی شعرا نے باندھا ہے، مگر افصح معروف ہے۔ انجمن آرا سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔ رشیدی اور سراج نے صرف بواو مجہول ہی لکھا ہے۔

ہیربد: اور موبد آتش کدے کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)
ہیون: بہای مفتوح و یای مضموم، شتر سواری و اسپ را گویند۔ و الف و نون از بہر جمع آرند۔ (م)
ہیئت: یا ڈنڈ، صورت۔

ی

ی: تحتانی[1] جس طرح پر ہے، جزوِ کلمہ:

ہمای بر سرِ مرغان از آن شرف دارد

ای سر نامہ نامِ تو عقلِ گرہ کشای را

یہ ساری غزل اور مثل اس کے جہاں یای تحتانی ہے جزوِ کلمہ ہے۔ اس پر ہمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ہے دوسری تحتانی مضاف ہے۔ صرف اضافت کا کسرہ ہے ہمزہ وہاں بھی مخل ہے، جیسے آسیای چرخ، بای آشنای قدیم۔ توصیفی، اضافی، بیانی، کسی طرح کا کسرہ ہو، ہمزہ نہیں چاہتا۔ فدای تو شوم، رہنمای تو شوم، یہ بھی

۱۔ یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو مجہول آئیگی۔ (عس)

اسی قبیل سے ہے۔

تیسری دو طرح پر ہے، یای مصدری اور وہ معروف ہوگی؛ دوسری یای توحید و تنکیر، وہ مجہول ہوگی[1]۔ مثلاً مصدری: آشنائی۔ یہاں ہمزہ ضرور، بلکہ ہمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور؛ توحیدی: آشنائے، یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا۔ یہاں جب تک ہمزہ نہ لکھوگے، دانا نہ کہلاؤگے۔

خستہ، لبستہ... ہزار لفظ ہیں کہ اُن کے آگے جب یای توحید آتی ہے، تو اُس کی علامت کے واسطے ہمزہ لکھ دیتے ہیں۔ زرہ، گرہ، کلاہ، شاہ... ایسے الفاظ کے آگے اگر تحتانی آتی ہے، تو زرہے، گرہے، کلاہے، شاہے... لکھ دیتے ہیں۔ (آ، خ)

یازہ: و آن را دست برنجن نیز گویند۔ و آن پیرایہ ایست کہ زنان بدست افگنند۔ و ہندی آن کڑا۔ دیباچہ (قرن)

یازند[2]: بمعنی ہیئت و صورت است۔ (فش، ق، م)

۱۔ ایک اور خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو، مجہول آئے گی" (خطوط)

۲۔ سراج میں "بزای معجمہ بوزن پابند" لکھا ہے۔

یأس: ناامیدی۔ (قن)
یافتن: پانا، یافت، یافتہ، یابد، یابندہ، یاب۔ (پ، قن)
یام: ڈاک۔ (د)
یاہوسرای: فقیر۔ (آ)
یخچہ: ژالہ، تگرگ۔
یخشی: در ترکی بمعنیٔ نیک می آید۔ (قش، ق)
یخنی: ذخیرہ۔ (د)
ید: دست، ہاتھ۔
یزدان: اللہ، خدا۔ (قن)
یزنہ: بہنوئی[1] (قن)
یوز: صد، چیتا۔ (آ، قن، ق)
یوغ: بمعنیٔ چوبی کہ بر گردن گاو نہند۔ و آن را در ہندی جُوا گویند۔ (قن، ق)

۱۔ سراج میں لکھا ہے کہ "بفتح و سکونِ دوم و زاء مفتوح، شوہرِ خواہر و این اکثر استعمالِ اہلِ توران است۔"

۲۔ لغت فرس: ۲۲۹ میں جو مثالیں نقل کی ہیں، ان سے واوِ معروف ثابت ہوتا ہے۔ رشیدی میں صاف واوِ مجہول لکھا ہے۔

یوم: روز، دن۔ (ق)
ییلاق: بہ دو یای تحتانی، لفظِ ترکی است، بمعنیٔ مقامی کہ در تابستان برا قامتِ فوج از چوب و علف و نی سازند تا فوج درانجا گزرد۔ و مقابلِ آن قشلاق است بمعنیٔ لشکرگاہِ زمستان۔ (ش، ق)

حصہ دوم
اردو

آ

آج : امروز۔

آٹھ : ہشت

آٹا : آرد۔

آچار : ریچار، ریچال۔

آخر : سپری۔

آدھا : نصف۔

آرسی : آئینہ۔

آزمانا : آزمودن

آس : امید

آسرا : پناہ

آسمان : چرخ، سپہر، فلک، گردون۔

آگ : آتش، آذر، نار۔

آم : انبہ

آہن : تمراج

آنا : آمدن۔

آن تان : بعض لوگ آن بان بولتے ہیں۔ مگر فقیر کے نزدیک آن تان صحیح ہے۔ اور یہی فصیح ہے۔ (آ)

آندھی : صرصر۔

آنکھ : چشم

ا

ابابیل : پرستک، پرستوک۔

اپلا : پاچک، عوشاک

اٹھ : برخیز

اٹھائی گیرا : اچکّا، بردار وبرو (ریغ)

اٹھوارہ : اسبوع، ہفتہ

اجازتنامہ : پدرود، دستوری رخصت

اُچکّا: اُٹھائی گیرا، بردار و بِبَر
اچّھا: خوب، فرخندہ، نیک
اچھوتا: ناپسودہ
اَدَّھا: آدہ
ارگن: ارغنون، ارغن
ادھر: شاغل
اژدہا: پا دیر
اژدہا: اژدر
استاد: ادب آموز
استھان: تکیۂ فقیر، محل ۔ مقام، نشیمن۔
اشرفی: درست۔
اشنان: غسل
اُگنا: دمیدن
الاپ: پیشرو
الگنی: رجہ، رزہ، فدک۔
اُلّو: بوم، کول، مردِ احمق

امامن: امام کے مشتقات میں سے زنہار نہیں۔ امام کا متعلق، اگر مذکر ہے، تو امامی اور اگر مونث ہے، تو امامن۔ (آ، خ)
اَمَر: نامیرندہ
اَنّا: دائی، دایہ، دھائی، مُرضِعہ
اناج: غلہ۔
انجان: نادان۔
اندراین: شرنگ، حنظل
اِنصاف: داد۔ انصاف کی تعریف کرنے والا: دادستانی
انگارہ: اخگر
انگڑائی: خمیازہ
انگیا: ساماکچہ
اونٹ: احمق، نادان۔
اوج بیان سے گرنا: عاجز آنا (ع س)

اوجڑ: خراب، خرابہ، ویران، ویرانہ۔

اوتار: آلہ، افزار

اوس: شبنم

اول: نوا

اولا: تگرگ، سنگچہ

اونٹ: اشتر

اونگھنا: غنودن

ایساخدا: خدائے

اینٹ: خشت

ب

باجا: سازنہ

باجرا: جاورس

باس: سکونت

باسی: دینہ، دوشینہ

باغبان: کدیور

باگ: جلو، عنان

باگ ڈور: پالا آہنگ پالہنگ

باتا: پود

بانجھ: استرون، سترون، عقیمہ

باندھنا: بستن

بانسلی: نے

باؤ: باد باہر: بدر

بپھر: تدرو

بجلی: آذرگشسپ، برق

بچھو: عقرب، کژدم

بچھونا: بستر

بخشش: جود

بدلی: ابر

برا: بد، دژم، زشت، نژند، نکوہیدہ۔

برتن: آوند، ظرف

بڑبڑانا: ژکیدن، سخنہای زیرلبی

بستی: آبادچہ

بسولا: تیشہ

بغل: آغوش، کنار

بکری: گوسپند

بلا: بتیارہ

بلبل: میرے نزدیک مونث ہے۔ جمع اس کی بلبلیں۔ طوطی بولتا ہے، بلبل بولتی ہے۔ (آ)

بلی: گربہ

بنانا: ساختن

بند: فراز

بنّو: بانو، عانون

بنولا: پنبہ دانہ

بورا: انبان

بوڑھا: پیر، سالخوردہ

بونا: کاشتن، کشتن

بوند: بُند، بُندہ

بہنوئی: یزنہ

بہو: بیو، عروس

بی بی: کدبانو

بیتاب: پرافشان

بےپروا: غنی

بےچین: نعل در آتش، بے آرام

بیحد: بیشمار، بیمر

بیس: بست، تومان

بیشمار: بیحد، بیمر

بینگن: بادنجان

بیل: بیارہ

بیلن: وردنہ

بھ

بھاٹ: بادخوان، بادفروش

بھاڑ: گلخن

بھاگ: بخت

بھاگ: بگریز

بھاگنا: رمیدن

بھائی: برادر

بھڑ: زنبور

بھوت: بتیارہ

بھوم: بوم

بھونچال: زمین لرز

بھیڑ: میش

بھیڑیا: گرگ

بھینچنا: افشردن، فشردن، بزور در آغوش کشیدن، بشکنجہ کشیدن۔

بھینس: گاو میش

پ

پاتی: مکتوب

پاخانہ: آبشتنگاہ، آبشتنگہ، بیت الخلاء، پاجایہ، مستراح

پاڑہ: تالار

پاگل: کالیوہ

پاگل پن: کالیوگی

پانا: یافتن، پاؤں: پایم۔ (غ)

پانو: پای، پیچل

پانی: آب، ماء

پاو: ربع

پتا: برگ

پتلی: مردمک

پتلی چپاتی: تُھلکا۔ (آ)

پتھر: سنگ۔

پچاس: پنجاہ

پچھم: غرب۔

پچھوا ہوا: بادِ برین

پر: بمعنی لیکن لفظ مشترک ہے

اور یہ اس کا مخفف ہے۔
اس میں شاید کسی کو کلام
نہ ہو۔ کوئی اور لکھے یا نہ لکھے
میرے اردو کے دیوان میں
سو دو سو جگہ یہ لفظ آیا ہوگا

(پ)

پردادا: جدِ پدر، پدرِ جد
پڑیا: چکسہ
پکھال: خیک
پکھاوج: مندل
پگڑی: دستار
پلک: مژگان
پلید: ریمن
پناہ: زنہار
پنجرہ: قفس
پنڈلی: ساق
پو پھٹنا: فلق، چاکِ صبح

پوت: پسر
پوجنا: پرستش
پوچھنا: پرسش
پودینہ: ترہ
پوربا: شرق، خاور
پونی: افشار
پوست کے ڈوڈے: قبۂ خشخاش۔
پولا: مضمحل
پولی: پاغند
پہاڑ: کوہ
پہاڑی: کوہچہ
پہنچا: ساعد
پیالہ: ساتگین
پیٹ: شکم
پیشانی: جبین
پینا: نوشیدن

پپوسی: پلہ

پیوند: پینہ

پھ

پھاڑنا: دریدن، فتاریدن فتریدن، فتالیدن، فتلیدن

پھانسی: چاتو

پھاوڑا: بیل

پھر: باز

پھرکی: بادفر، بادفرہ، فرفر

پھرنا: گشتن

پھلکی یا پھلکا: تنہا بمعنی محض ہے۔ ہلکی پھلکی، ہلکا پھلکا بولے آئے تو درست، ورنہ لغو اور یہ جو پھلکا پتلی چپاتی کو کہتے ہیں، یہ دوسرا لغت ہے۔ پھلکے کبھی کوئی نہ بولے گا پانی وانی، حقہ وقہ یوں کہیں گے۔ نرا وانی اور وقہ نہ کہیں گے ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی کہیں گے سبک چیز کو۔ نرا پھلکا یا نری پھلکی نہ کہیں گے۔ (آ)

پھول: گل

ت

تاج: افسر، گرزن۔

تارہ: اختر

تاریخ نگار: کردارگزار

تاریخ نگاری: کردارگزاری۔

تالاب: آبگیر، تال

تال سری: تالنگ، دائرہ

تالو: کام

تانا: تار

تانبا: مس

تبرک : پرشاد، فرشاد

تپسیا : تپاس، ریاضت

ترائی : زمین نمناک

تربز : ہندوانہ

تڑپھنا[1] : تپیدن

تصویر : تندیسہ

تعویذ : پنام، لکاہہ

تکلا : دوک

تل : کنجد

تلوار : پلارک، تیغ

تلوّن، تلوّن مزاج : ہوا پرستار

تندرستی : دورروزی

توا : تابہ

توجہ : گرایش

توشک : آگنہ، جنبت، حشو نہالی

تولنا : سختن، سنجیدن

تہیں : لفظ متروک اور مردود؛ تجھے، غیر فصیح[2]

تیس : سی

ٹ

ٹگلی : پینہ، پیوند

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "تڑپھنا ترجمۂ تپیدن کا املا یوں ہے، "تڑپنا"۔ بائی فارسی اور نون کے درمیان ہائی مخلوط البتہ ضرور ہے" (رخ)

۲۔ اسی سلسلے میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "یہ پنجاب کی بولی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے لڑکپن میں ایک اصیل ہمارے ہاں نوکر تھی، وہ تہیں بولتی تھی، تو بی بیاں اور لونڈیاں اس پر ہنستی تھیں" (رخ)

تھوڑا : کم
تھیلی : کیسہ

ٹ

ٹپکنا : چکیدن
ٹخنا : شتالنگ، کعب
ٹوکرا : سبد
ٹونٹی : انبوبہ، لولہ
ٹہنی : شاخ
ٹیلہ : پیغولہ

ٹھ

ٹھرّا : تاہو، دُرد
ٹھلیا : سبُو
ٹھوڑی : ذقن، زنخ

ج

جاگنا : بیدار بودن
جال : دام
جان : رَوان
جانا : رفتن، شدن
جانماز : سجادہ، مصلیٰ
جچا : زچہ
جفا : کے مؤنث ہونے میں اہلِ
دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق
ہے کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا
کیا۔ ہاں بنگالے ہیں، جہاں لا
بولتے ہیں کہ ہتنی کیا، اگر جفا
کو مذکر کہیں تو کہیں، ورنہ
ستم و ظلم مذکر اور بیداد
جفا مؤنث ہے۔ بے شبہ (دہلی)
جلد : زود۔ بہت جلد : زود زود
جلنا : سوختن
جمائی : آسا، دہان درہ،
فازہ، تثاؤب، تمطی۔

جمع کرنا: اَلفغتن، اندوختن

جنتری: شنشاہنگ

جنگل: بیابان، دشت، صحرا

جوا: یوغ

جوار: ذرّت

جوان: برنا

جورو: زوجہ

جولاہہ: بافندہ، پای باف، جولہ، جولاہ، جامک، ہمکر

جوہر: بجیم مفتوح خونریز تیغ خاص کہ در ہند رواج دارد و آن کشتنِ زن و فرزند است۔ (فش، ق)

جوہڑ: آبگیر

جی: روح، حیات

جینا: زیستن

جھ

جھاڑنا: رُفتن

جھانجن: خلخال

جھانجھ: چلب، جلاجل، سنج

جھروکا: تابدار

جُھرّی: آژنگ

جھڑکی: سرزنش

جھکڑ: بادِ تند گرد انگیز

جھنجھنا: اغلگندو

جھولا: اورگ، مرض فالج

جھولی: زنبیل

چ

چاٹنا: لیسیدن

چال: رفتار

چالیس: چہل

چاند : ماہ
چاندگہن : گرفتنِ ماہ
چاندی : سیم
چاہنا : خواستن
چُپ : خاموش
چِتا : سِتان
چٹکی : نشکنج
چچا : ادور، عم
چچھڑی : تارد
چڑیا : پیپہ
چرچا : واگو یہ
چڑیا : گنجشک
چکور : کبک
چکی : آس، آسیا
چل : صیغۂ امر
چلبچی : سیلاب چین
چمکنا : تافتن

چور : دزد
چوک : چارسو
چولھا : اجاغ، دیگدان
چونا : آژہ
چوہا : موش
چیچک رو : آبلہ خورد
چیرنا : شگافتن
چیل : خاد، زغن، غلیواز
چیونٹی : مور

چھ

چھاتی : سینہ
چھاگل : چگل
چھالا : آبلہ
چھالیا : فوفل
چھانو : سایہ
چھپر : خانۂ کاہ، کازہ، کوخ، کومہ

چھت : آسمانہ، سقف
چھٹی کی شادی : زاچ سور
چھچھورا : سبکسر
چھترا : ساچمہ
چھلا : سپچ
چھلنی : پرویزن، غربال چھلنی
لفظِ عربی ہے۔ نہ اہلِ دہلی
کے زبان زد نہ گوش زد
غربال کو چھلنی کہتے ہیں۔
(آ، قن)
چھوکری : دختر۔
چھونا : بسودن، لمس
چھوا ہوا : بسودہ
چھید : رخنہ، روزن
چھینکا : آونگ

ح

حالت : گونہ
حجام : گرا، موی سرتراش
حد : سومہ
حرص : آز
حکم : فرازمان، فرگفت
حکیم : پزشک، طبیب
حوض : برکہ

خ

خاکا : انگارہ، بیرنگ، طرح، گردہ
خاوند : شوی
خبر : مونث ہے بہ اتفاق۔ مگر
کاغذ اخبار، اس کو تم خود
سمجھ لو کہ تمھارا دل کیا قبول
کرتا ہے۔ میں تو مذکر کہوں گا
یعنی اخبار آیا۔ (آ)۔
خرام : مذکر، رفتار، مونث۔ (آ)

خزادہ: خداوندزادہ کا مخفف
ہے۔ لیکن فارسی، عربی
نہیں۔ اردو کا روزمرہ تھا
خزادہ، خزادی مراد ہے
صاحبزادہ اور صاحبزادی
ہے۔ مگر اب زمانہ متروک
ہے۔ (خ)

خُسر: سسر، پدرزن، بغاب
اضافت۔

خفا ہونا: رنجیدن

خِلعت: سراپا۔ میرے نزدیک
خلعت مذکر ہے۔ (آ)

خوبانی: مشمش

خوشی: سور، کتی

خوگیر: آدرم، نکلمو، نمدزین

خیرخیرات: ارزانش

خبیلا: احمق، ناہموار

د

داڑھی: ریش

دالان: ایوان

دانت: دندان

داتون: دانت مانجھنے کا آلہ،
مسواک

دائی: آتا، دایہ، مرضعہ

دائی جنائی: پاداچ، پیش
نشین، قابلہ

دخل: بار

درانتی: داس

درخواست: درخواہ

درمیان: فرہنگاخ، وسط

دریا: بحر، گر

دسپنا: انبر، انبور

دمچی: پاردم

دِن: روز، یوم
دنیا: گیتی، گیہان
دو چار ہونا: یعنی مقابل ہونے
کے جیب درست ہوتا ہے
کر واں کے آگے واؤ بھی ہو
تاکہ تثنیہ پیدا ہو اور آنکھوں
کا چار ہونا ثابت ہو جائے
(تیغ)
دودھ: شیر
دوڑنا: تاختن
دوست: صحابی
دولہ: نوشہ
دہی: ترجمہ جغرات، مذکر ہے
دیباچہ: نمود گاہ
دیکھنا: دیدن
دیوانِ خاص: دربخانہ

دھ

دھاگا: رشتہ
دھانگ: مہتر چاروادار
دھائی: دائی، دایہ، مرضعہ، اتّا
دَھبّا: داغ
دَھپّا: سیلی
دھر: در ہندی صیغۂ امر است
دُھنیا: نَدّاف
دھواں: دود

ڈ

ڈاک: یام
ڈالنا: انداختن
ڈانک: قُوّہ
ڈرنا: ترسیدن، ہراسیدن۔
ڈکار: آرُغ، آروغ، جُشاء
ڈنک: نیش
ڈول: دول

ڈھ

ڈھونڈھنا: جُستن

ر

رات: شب، لیل

راگ: نغمہ

رانگ: ارزیز

رائی: سپندان

رتھ: لفظ ہندی الاصل رتھ ہے بمعنی عمّارہ۔ بعض مذکر بولتے ہیں، بعض مونث۔ رتھ میرے نزدیک مذکر ہے۔ یعنی رتھ آیا۔ لیکن جمع میں کہا کروں گا؟ ناچار مونث بولنا پڑے گا، یعنی رتھیں آئیں۔ (آ، خ)

رخصت: اجازت، پدرود، دستوری، گسیل

رَدَہ: ردہ، صف

رعب میں آنا: شکوہیدن

رفتار: مونث اور خرام مذکر ہے۔ رفتار کی تانیث کو خرام کی سند ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے۔ (آ)

رکھنا: داشتن

رنج: آزرنگ

رنگ: لون

روٹی: نان

روزہ: صوم

روزہ کھولنا: افطار

روزینہ: رستاد

روشنی: شید

رومال: آبچین

رونق: بارنامہ

روئی: پنبہ

ز

زلف: طرہ

زمین: ارض، بوم، مرز

زمیندار: کشاورز

زندگانی: حیات

زور: نیرو

س

ساتھ: ہمنشیں

سادھو: پارسا

ساز: ستام

ساگ: ترّہ

سانچا: قالب، کالبد

سانس: میرے نزدیک مذکر ہے۔ لیکن اگر کوئی مؤنث لکھے گا، تو میں اس کو منع نہیں کر سکتا۔ خود سانس کو مؤنث نہ لکھوں گا۔ (خ، ع،)

سبب: جہد

سپید: براییر، مشوہ

سفر اجتہرا: ترجمہ بیر حرف (خ)

ستو: پست، سویق

سپاہ: جیش

سرپرست: مربی، غمخوار

سزاوار: آبسند

سرکہ: سکل

سروہی: تیغ ہندی

سڑک: راستہ

سست: تنبل، کاہل

سسر: پدر زن، خسر

سلائی: میل

سنار: زرگر

سننا: شنیدن

سنیاسی: سالک، قلندر

سوا: بیرون

سوت: انباغ

سورج: آفتاب، ایبت، اختر روز، خورشید، ستارۂ روز، شمس، نیر اعظم، مہر، ہور

سورج کی کرن: خطوطِ شعاعی، شعاع

سوغات: ارمغان، رہ آورد، نورایان، لوز بان -

سوکن: انباغ

سونا: خفتن

سونا: زر

سونگھنا: شنیدن

سے: بعضی از شکل و مانند رخ

سینا: دوختن

سینہ: اشتر

ش

شامیانہ: کِلّہ

شرارت: اشتلم

شراب: مے

شراب پینے والا: میگسار

شطرنجی: زیلو

شہد: انگبین، عسل

شہرت: بلند آوازہ گشتن

شہنائی: سورنائی

ص

صافی: لای پالا

صفت: فروزہ

ط

طرفداری: سوگیری

طعنہ : پیغارہ

ظ

ظلم : ستم
ظلم کی برائی کرنیوالا : ستم نکوہ
ظلم سے ہاتھ اٹھانا : اس سے دست بردار ہونا اور اس کو ترک کرنا ہے - (ن)

ع

عرش : سپہر، طارم سپہر، فلک سپہر
عبارت : سہبت، شمار
عیب : آہو

غ

غصہ : خشم
غلام : رہی

ف

فریاد : مونث ہے - فریاد کرنی چاہیے - فریاد کرتا انگریزی بولی ہے - (آ)
فریب : گول
فصیل : بارو
فق : فارسی لغت نہیں ہو سکتا عربی بھی نہیں - روزمرۂ اردو ہے، جیسا کہ میر حسن لکھتا ہے : کہ رستم جسے دیکھ ہو جائے فق - شعرای حال کے کلام میں نظر نہیں آتا - (آ)
فکر : مونث ہے - (آ)
فہرست : سیاہہ

ق

قاصد: برید

قاعدہ: بر نسبت، برہناد، دستور، قانون

قبرستان: دخمہ، گورگاہ

قلم: خامہ، قلم، دہی، خامت ان کا بھی یہی حال ہے کوئی مونث، کوئی مذکر بولتا ہے۔ میرے نزدیک دہی اور خامت مذکر ہے اور قلم مشترک چاہو مذکر کہو، چاہو مونث (؟)

قیامت: رستخیز

قیامت کی مثل: رستخیز اندازہ

ک

کاتنا: رشتن

کاٹنا: بریدن

کال: قحط، نانِ شبیرین

کالا پانی: در ہند زنانِ اراذل مثلِ جولاہہ وگاذر وغیرہم کہ در نوعِ خود دیندار و پارسا باشند، از بردنِ نامِ شراب پرہیز کنند و کالا پانی گویند۔ (دفش)

کام بگاڑنا: آب کردنِ کار

کان: گوش

کانٹا: خار

کب: کے

کپڑا: جامہ

کتا: سگ

کچھوا: باخہ، سگ پشت، کشف

کدال: کلند

کراتا: یہ بیرونجات کی بولی ہے

کروانا یہ فصیح ہے۔ (غ)
کرسی: طارم ہشتم
کرن: شعاع
کڑا: دستبرنجن، یارہ
کڑاڑا: ساحل اور کڑاڑے کا
کنارہ، لبِ ساحل
ککڑی: خیار
کل کی رات: دوش
کندن: زرِ بی غش
کندھا: دوش
کنگھی: شانہ
کنواں: چاہ
کپیاں: خوشہ، سنبلہ
کوتوال: شبگرد، شحنۂ عسس
کوٹھا: بام
کوٹھی: کندو
کودنا: جستن

کوڑا: تازیانہ
کوس: کروہ
کولا: جُفتہ
کولا مٹکاتا ہوا: جفتہ گرداں
کونپل: شاک، شاخ نورستہ
کہانی: فسانہ
کہر: تاریخ، نژم
کہنا: گفتن، سرودن
کہنی: آرنج، برفق
کیا: چہ
کیا کہوں: چہ گویم
کیچڑ: لجن
کیکڑا: خرچنگ، سرطان
کیلا: موز
کیوڑہ: کندی کادی
کیوں: چرا

کھ

کھا: بخور

کھال: پوست

کھان: کان، معدن

کھانڈ: شکر، قند، کند

کھائی: خندق، کندہ

کھرا: سرہ

کھڑکی: دریچہ، غرفہ

کھلا: باز

کھودنا: شکافتن

کھو یا جھول: متعدی ہے۔ پوربیے اس کو لازمی جانتے ہیں۔ لازمی کھو گیا ہے دل (آ، خ)

کھولنا: کشادن

کھیلنا: باختن

کھینچنا: کشیدن

گ

گارا: آژند

گاڑھنا یا گاڑنا: پا افشردن، پا استوار کردن

گال: رخ

گانا: سرودن

گانو: روستا

گدھا: الاغ، خر

گرد پھرنا: طواف

گڑھا: مغاک

گزرنا: گزشتن

گل: بمعنی پھانسی، انگریزی لفظ ہے

گل گیر: لفظ مرکب ہے ہندی اور فارسی سے۔ گل شمع

گال ، اور تکیہ بمعنی بالش
وہ چھوٹا گول تکیہ جو رخسار
کے تلے رکھیں ، گل تکیہ کہلاتا
ہے۔ گل تکیہ وضع کیا ہوا
نور جہاں بیگم کا ہے۔ (خ)

گلشن : بعض کے نزدیک مونث
اور بعض کے نزدیک مذکر
ہے ... البتہ مذکر مناسب
معلوم ہوتا ہے۔ (آ)

گاہری : بکاف مکسور بوزن
اکہری لغت ہندی الاصل
(س)

گلی ڈنڈا : چالیک

گودھنا : آژدن

گورکھ دھندا : ریسمان گرہ
در گرہ

گوشت : لحم

گوشے میں بیٹھ رہنا : اعتکا

گول : مدور

گون : انبان

گونگا : گنگ ، لال

گہرا : ژرف ، عمیق

گہنا : زیور

گیدڑ : شغال

گھ

گھائی : پیغولہ ، گوشۂ اندرون
صحرا

گھاس (خشک) : کاہ

گھاس ہری : گیاہ

گھاؤ : جراحت ، ریش ، زخم

گھٹانا : کاستن

گھر : خانہ ، کدہ

گھرانا : دودہ

گھنڈالا : درا
گھوڑا : اسپ
گھونسلا : آشیانہ

ل

لانا : آوردن
لائق : ازدر
لتہ : پارہ، لخت
لڑائی : جنگ، حرب، آورد
لڑکا : طفل، رید، ریدک
لڑنا : جنگیدن
لفظ : واژہ
لگ جانا : زدن
لو : سموم
لوا : تیہو
لوری : نانو
لومڑی : روباہ
لوہا : آہن، حدید
لہر : کوہہ، موج
لہسن : سیر
لیکن : پن

م

مارنا : زدن
مالدار : آبمند
ماں : مادر
مانجھنا : زدودن
مانگ : بطلب
مبارکباد : تہنیت، چشم روشنی
مٹکا : خم
مٹی : خاک
مٹی کا گھر : کازہ، کوخ، اگومہ
مٹھی : مشت
مجرم : بزہ مند

مچھر: پشہ

مچھلی: حوت، ماہی

مچھی: بوسہ، قبلہ

محبت: مہر

محلہ: برزن

مسّا: آژخ، ثؤلول

مشکی: شبدیز

مصری: تبرزد

مُصنی: آرش

مقدر: مذکر اور تقدیر مؤنث
کون سکے گا؟ فلانے کی مقدر
اچھی ہے؟ کون سکے گا
کہ دیکھے گا تقدیر اچھا ہے؟
یہ مسئلہ صاف ہے مذہبا
نہیں۔ کوئی بھی مقدر کو
مؤنث نہ کہتا ہوگا۔ (غ)

مکڑی: جولا، عنکبوت، کارتنا

کاش -

مکھی: مگس

ملیدہ: چنگالی، مالیدہ

ممولا: سرمچہ، صعوہ، کراک

منگل: بہرام روز، سہ شنبہ

موت: مرگ

موتی پرونے والا: گوہر آمای

مور: طاؤس

مورخ: کردار گزار

مول: بہا، قیمت، نرخ

مولی: ترب

مونچھ: بروت، سبلت

مہر: تمغا

میاں: (لفظ تعظیم و در محل لطف و شفقت زن با فرزندان را نیز گویند و معلم خواجہ سرایان منزلت در زنان شوہران را و یاران آقایان را ہم گویند (فس ق))

میراث: مردہ ریگ، مردری

میکھ: برہ، حمل

میں: من

بینگنی : پشنگ

ن

نا امیدی : یاس

نافرمانی : سرپیچیدن، سرکشیدن، گردن پیچیدن، کشیدن

ناک : بینی

نالا : سیل

نام : اسم

نانا : جد فاسد

نبی : مرسل، پیمبر

نبیا : نبی بخش کا مخفف (آ، خ)

نتھنا : پرّہ

نٹ : بند باز، رسن باز، ریسمان باز

نچوڑنا : آب گرفتن، افشردن، فشردن

نرخ : بہا، قیمت

نصیحت : اندرز، پند

نقارہ : تبیر، تبیرہ، طبل، کادس، کوس

نقدی : خردہ

نکل جانا : بدر زدن

نگاہ : دشت

نگہبان : حارس

نماز : صلوٰۃ

نمک حرام : کور نمک

نوجوان : برنا

نوشہ : اسم دولہا کا (آ)

نوکر : جامگی خوار

نہار منہ : ناشتا

نہر : جو

نئی چیز : جدید

نیک بختی : سعادت

نیو کا گھر اکھودنا: بناپہ آب رسیدن

نیولا: راسو۔

و

والا: بالف در آخر، مالک، خداوند۔ (فش)

ویا: مرگِ سرخ

وہم: سیمراد

وے: یہ گنوار بولی ہے۔ وہ یہ ٹکسالی اردو ہے۔ (ش)

ھ

ہاتھ: دست، ید

ہاتھ اٹھانا: دست بردار ہونا، ترک کرنا

ہاتھ دھلانے والا: آب دوست

ہاتھی: پیل

ہچکی: زغنک، فواق

ہڈی: استخوان

ہرگز: ہرگز، ازلاد

ہرن: آہو

ہلڑ: ہزاہیر

ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی: سبک

ہمنام: آداش، سمی

ہنڈکی: سفتہ

ہتسلی: پرگر

ہنسنا: خندیدن

ہنہنانا: شیہہ، صہیل

ہوجا: بشو، کن

ہونٹ: لب

ہینگ: انگوزہ

تم والحمد للہ

اشاریہ

مینجر اشاعت خانہ، رامپور، نے ناظم برقی پریس
رامپور میں چھپوا کر شائع کی